قال اللہ تعالیٰ

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان

بعہد دولت مہد اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان علیخان بہادر شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

تبیان الراسخ

سنہ ۱۳۵۵ھ

معروف بہ

تاریخ التفسیر

مصنفہ

ابو الکمال قاضی عبد الصمد صارم فاضل دیوبند، مولوی فاضل مصنف اربعین اعظم و تاریخ الحدیث
و سود یشی اردو و ضروری کہانیاں، محمود اور فردوسی، الدر المکنون فی تفسیر سورۃ الماعون

میر محمد کتب خانہ

آرام باغ، کراچی

فہرست مضامین تاریخ تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳	شجرات محدثین و مفسرین و مصنفین ہند	۱	حمد و التماس
۳۴	شجرہ محدثین و مفسرین عالم	۲	الباب الاول فی التاریخ
۳۷	الباب الثانی فی الکتب	۲	تفسیر کی ضرورت
۳۷	تصانیف قرن اول	۵	علم تفسیر کا موضوع
۳۷	تصانیف عہد رسالت	۵	مبادی علم تفسیر
۳۸	تصانیف عہد خلافت راشدہ	۶	تین قسم کی تفسیریں
۳۸	تصانیف عہد خلافت راشدہ کے بعد	۶	مفسر کا فرض
۴۰	تصانیف قرن ثانی	۷	دور فتن
۴۱	تصانیف قرن ثالث	۸	تفسیر قرن اول میں
۴۱	کتب عہد اختلافی	۸	تفسیر عہد رسالت میں
۴۲	تصانیف قرون ثلاثہ کے بعد	۸	مفسر اول اور پہلی تفسیر
۴۳	کتب صدی پنجم	۸	تطابق آیات و حدیث
۴۶	کتب صدی ششم	۱۰	روایت و کتابت حدیث
۵۰	کتب صدی ہفتم	۱۲	تفسیر عہد خلافت راشدہ میں
۵۶	کتب صدی ہشتم	۱۵	تفسیر قرن ثانی میں
۵۸	کتب صدی نہم	۱۵	تفسیر قرن ثالث میں
۶۰	کتب صدی دہم	۱۶	تفسیر عہد اختلافی میں
۶۳	کتب صدی دوازدہم	۱۶	تفسیر قرون ثلاثہ کے بعد
۶۳	کتب صدی سیزدہم	۱۸	تفسیر اور خاندان نبوت
۶۳	اردو میں پہلی تفسیر	۲۰	تفسیر اور ہندوستان
۶۵	کتب صدی چہاردہم	۲۸	مفسرین حال
۶۵	مفسرین حال کی تفسیریں	۳۰	تفسیر اور ملک دکن
۶۷	تراجم قرآن	۳۱	تفسیر اور سلطان العلوم
۶۸	اردو میں پہلا ترجمہ	۳۲	البیان المستند فی اسانید عبد الصمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض فقیر بر آستانۂ رسول کبیر صلی اللہ علیہ وسلم

کریم السجایا جمیل الشیم ✦ نبی البرایا شفیع الامم

ایک حقیر غلام ہدیۂ اخلاص و نیاز پیش کرنے کو حاضر ہے۔

گو قابلِ سرکار نہیں تحفہ ہمارا
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

من از امتاں کمتریں خاکِ تو
بدیں لاغری صید فتراکِ تو

عبدالصمد سیوہاروی

رمضان المبارک ۱۳۵۵ ہجری

علمائے کرام اور مشاہیر ملک کی رائیں

عالیجناب مولانا مفتی عبد اللطیف صاحب صدر شعبہ دینیات و تفسیر جامعہ عثمانیہ

"مولانا قاضی عبد الصمد صاحب نے تاریخ تفسیر لکھکر اُردو کے خزانے میں ایک بیش بہا موتی کا اضافہ کر دیا۔ اس زمانہ اس قسم کی تصانیف کی ضرورت ہے یہ کتاب مفید و اہم معلومات سے پُر ہے جن کو فاضل مصنف نے کثیر التعداد کتب کے مطالعہ اور جانکاہ سعی سے جمع کیا ہے، خداوند ذو الجلال مصنف علام کو اجر جزیل عطا فرمائے۔"

عالیجناب مولانا حافظ قاری سید محمد صاحب مقیم گلبرگہ خلف الصدق حضرت مولانا شاہ سید احمد حسن محدث امروہوی رحمہ اللہ

"علم تفسیر کی تاریخ علامہ عبد الصمد صاحب نے عین ضرورت کے وقت لکھی ہے، اور خوب لکھی ہے، یہ کتاب علماء و طلبا اور عام مسلمانوں کی بہترین رہنما ہے فاضل مصنف نے اس کو دلچسپ اور سہل طریقہ پر لکھکر مدون کیا ہے، اور اُردو دان طبقہ کی اصلاح کا خیال ہر موقع پر کیا ہے۔ اس کتاب میں ضروری معلومات کو سعی بلیغ سے جمع کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، خداوند کریم مصنف کی اس محنت کو قبول فرمائے

قطعہ تاریخ تصنیف از صاحب التصانیف الکثیرہ مولانا الحاج عبد البصیر صاحب آزاد عتیقی سیوہاروی

چوں مدون نمود این تاریخ — فاضل عصر صارم عارف

گفت فی الفور از پے تاریخ — در منشور دل کش، ہاتف

۱۳۵۵ھ

قطعہ تاریخ طبع از مولانا مظہر الدین صاحب بلگرامی

چون برافشاند صارم فاضل — این گہرہائے لامع التاریخ
آمد از غیب این ندا مظہر — بہر تاریخ - جامع التاریخ
۱۳۵۶

جناب مولوی محمد عثمان صاحب بی اے، ایل ایل بی (علیگ) وکیل ہائیکورٹ

"جناب صارم سیوہاروی کی جدت پسند طبیعت نے ایک اور جدید کتاب تاریخ تفسیر تصنیف کرکے دنیائے علوم مشرقیہ میں ایک غیر معمولی اضافہ کر دیا۔ کتاب بلحاظ نوعیت مضامین ایک انوکھی چیز اور بیش بہا مفید معلومات کا ذخیرہ ہے جو سعی بلیغ سے جمع کیا گیا ہے، فی زمانہ اُردو دان بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقے کی معلومات اور اصلاح خیال کے لئے ایسی تصانیف کی ضرورت ہے، اللہ پاک مصنف علام کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا۔"

قطعہ تاریخ تصنیف

از مقرب الخاقان استاذ السلطان عالیجناب حافظ جلیل حسن صاحب جلیل

المخاطب جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر

وہ تالیف نکلی بحمد اللہ آج — جسے دل میں رکھیں گے اہل نظر
بیان صاف واضح روایت صحیح — نہایت مدلل بہت معتبر
مؤلف ہیں عبد الصمد ذی فہم — جو ہیں فاضل و عالم باخبر
تصانیف جنکی ہیں مقبول عام — یہی شغل جن کا ہے شام و سحر
ہوئی تھی نہ تاریخ تفسیر کی — یہ سہرا رہا بس مصنف کے سر
ہوئی روح تازہ جو دیکھی کتاب — کہا دل نے جنت ہر لفظ پر

لکھو طبع کا سال تم اے جلیل
عجب بحر تفسیر کے ہیں گہر
۱۳۵۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدّمہ

از مولانا الحاج ابوالجلال سعید احمد صاحب اکبرآبادی فاضل دیوبند مولوی فاضل ایم اے پروفیسر
مدرسۂ عالیہ فتحپوری دہلی

قرآن مجید جس طرح تصفیۂ اخلاق، تزکیۂ نفس اور روحانی تربیت کی بہترین آسمانی کتاب ہے مسلمانوں کے تمام اسلامی علوم و فنون کا سرچشمہ و منبع بھی ہے، مثلاً کتابت اسلام سے قبل بہت ہی کم لوگ جانتے تھے، حجاز میں صرف سترہ آدمی تھے جو خواندہ تھے، لیکن قرآن پاک کی برکت سے یہ فن تمام دنیا میں پھیل گیا۔ قرآن مجید میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے، اس لئے مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے ایک ایک جزئیہ کو قلمبند کیا، اور اس کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کی، اس طرح سیر و مغازی کے فن کی بنیاد پڑی، پھر آپ کے افعال و اقوال کو جانچنے اور پرکھنے اور قرآن مجید کے حقائق کو سمجھنے کے لئے انہوں نے حدیث کی تدوین کی طرف توجہ کی اور اس راہ میں بڑے بڑے محیر العقول کارنامے کئے، اس طرح فن حدیث ایجاد ہوا۔ اور پھر چونکہ قرآن کو عربی ادب اور عربی زبان کی صرف و نحو کے بغیر سمجھ نہیں سکتے تھے، اس لئے انہوں نے ان فنون کی طرف التفات کی اور اس کو باقاعدہ مدون کر کے کہیں سے کہیں پہونچا دیا۔ اور چونکہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اسوقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی تھی جب تک کہ فصاحت و بلاغت کے قواعد و ضوابط اور اس کے متعلقہ علوم و فنون مدون نہ معلوم کریں، اس بنا پر علم معانی و بیان و بدیع کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں وہ وہ موشگافیاں کیں کہ آج غالباً عربی کے یہ فنون ثلاثہ ہی مشرق کی تمام زبانوں کیلئے فصاحت و بلاغت کے مسائل کا سرچشمہ ہیں۔ اسی طرح علم فقہ، اصول فقہ، اور علم الکلام کا اصل منبع و سرچشمہ بھی قرآن فہمی اور اس کے معانی کی تحقیق و جستجو ہی کو سمجھنا چاہئے۔

لیکن قرآن مجید نے جن علوم کو پیدا کیا اُن میں دینی و مذہبی اعتبار سے سب سے زیادہ اہم اور ضروری علم تفسیر کا ہے، شروع شروع میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما رہے قرآن مجید کے معانی و مطالب کو مدون کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، اول تو صحابۂ کرام خود اہل لسان تھے اور اس بنا پر آیات قرآنی کا صحیح مفہوم و مصداق متعین کرنے میں اور اس کی فصاحت و بلاغت کی حقیقت و گہرائی کے دریافت کرنے میں کسی علم و فن کی دستگیری کے محتاج نہ تھے، پھر اگر کوئی لفظ

مشترک ہوتا تھا، یا اصول فقہ کی اصطلاح میں مجمل و مشکل ہوتا تھا تو آنحضرت کا قول و فعل خود اس کی تشریح و توضیح اور معنی کی تعیین کر دیتا تھا، مثلاً أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا میں ربوٰ کی حقیقت مشتبہ تھی، آپ نے الحنطۃ بالحنطۃ والشعیر بالشعیر والی حدیث سے اس کی توضیح کر دی اور اگر پھر بھی کوئی اشکال باقی رہ جاتا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی حقیقت دریافت کر لیتے تھے مثلاً قرآن میں حج کی آیت وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ نازل ہوئی تو ایک صحابی پوچھ بیٹھے کہ یہ حکم اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے، اور یہی نہیں بلکہ رمز شناس بھی اتنے بڑے کہ جب آیت إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ الآیۃ الخ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ بیساختہ رو پڑے اور سمجھ گئے کہ اس بشارت کی تہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر وحشت اثر کی طرف بھی اشارہ ہے۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین کا دور آیا اور وہ قرآن مجید کے معانی و مطالب کی تحقیق، ناسخ و منسوخ کی پہچان، مجمل و مشکل کی توضیح میں صحابہ کرام کی طرف رجوع کر لیتے تھے، اور بس۔ یہ ضرورت نہ تھی کہ قرآن مجید کے علوم کو باقاعدہ مدوّن کیا جائے۔

لیکن جب اسلام کی روشنی عرب سے نکل کر عجم اور عربی نہ جاننے والی قوموں میں پھیلنے لگی تو اب گمراہی سے بچانے کے لئے ضروری ہوا کہ قرآن مجید کے مطالب کو مدون کیا جائے، اور اس کے متعلقہ علوم و فنون کی بھی تدوین کر دی جائے، اسی سلسلہ میں علم التفسیر کی بنیاد پڑی۔ اور اس کی تکمیل کے لئے مختلف اسکول قائم ہو گئے۔ علامہ ابن خلدون نے تفسیر کے ان مختلف اسکولوں پر تبصرہ کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے ہم اس کا خلاصہ درج ذیل کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان میں سے کون سا اسکول مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوا، اور کون سا غیر مفید، علامہ لکھتے ہیں:۔

" تفسیر دو نوع کی ہو گئی ایک تفسیر نقلی جو بزرگان کرام سے نقل کئے ہوئے آثار کی طرف منسوب کی جاتی تھی، اس تفسیر سے ناسخ و منسوخ کی پہچان ہوتی تھی، نزول آیات کے اسباب اور آیات کے مقاصد معلوم ہوتے تھے ظاہر ہے کہ اس تفسیر کا دارومدار صحابہ کرام و تابعین عظام کی روایات و آثار پر ہوتا تھا، علماء متقدمین نے ان سب کو اپنی کتابوں میں جمع کیا اور بلا کسی نگرانی کی کتابیں رطب و یابس جید و ردی دونوں پر مشتمل تھیں، اور اس کا سبب یہ تھا کہ عرب اہل کتاب نہ تھے، اُن پر بداوت اور اُمیت غالب تھی، ان کو جب کبھی کائنات عالم میں سے کسی شی کی حقیقت یا زندگی و موت اور پیدائش دنیا کا کوئی راز معلوم کرنا ہوتا تھا تو وہ اہل کتاب کی طرف رجوع کرتے تھے، اور یہ لوگ اپنی اپنی محرف کتابوں کی سند سے

ان سے عجیب غریب باتیں کہتے تھے، اور اہل عرب ان کو اپنی سادہ لوحی سے یاد کر لیا کرتے تھے، پھر یہ عرب مسلمان ہو گئے تب بھی ان کے پرانے خیالات اور قدیم سے سُنی ہوئی باتیں ان کے ذہنوں سے محو نہیں ہوئیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن مجید کی تفسیر میں بھی اس طرح کی رکیک باتیں دخل پانے لگیں۔ اس طرح کی باتیں زیادہ تر کعب الاحبار وہب ابن منبہ اور عبداللہ بن سلام سے منقول ہیں، پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ مفسرین نے کچھ تو اپنے تساہل اور کچھ خوش اعتقادی کی بنا پر ان روایتوں سے اپنی تفسیروں کو پُر کر دیا، یہ سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ مغرب میں ابو محمد بن عطیہ نے ان تفاسیر کی تلخیص کی اور ان روایات و آثار میں جو اقرب الی الصحۃ تھیں ان کو چن لیا، اور حسن تلخیص کے نام سے ایک کتاب میں ان سب کو جمع کر دیا، ابو محمد کے بعد قرطبی بھی اسی روش پر چلے اور انہوں نے اپنی مشہور تفسیر اسی انداز پر لکھی۔

تفسیر کی دوسری نوع یہ ہے کہ اس میں لغت، اعراب، اور بلاغت سے بحث کی جائے تاکہ ان کی روشنی میں قرآن مجید کے مطالب و معانی کا ادراک کیا جا سکے، اس سلسلہ کی تفاسیر میں سب سے زیادہ اہم علامہ زمخشری کی کتاب الکشاف ہے لیکن چونکہ زمخشری معتزلی المذہب ہونے کی وجہ سے قرآنی بلاغت سے اپنے مذہب کے مطابق استدلال کرتے جاتے ہیں، اس لئے اہل سنت میں یہ تفسیر چنداں مقبول نہ ہو سکی۔

زمخشری کے بعد شرف الدین الطیبی نے ایک تفسیر لکھی جس میں انہوں نے زمخشری کی کتاب کی شرح کی، اور جہاں انہوں نے معتزلی عقائد کے اثبات کیلئے قرآن مجید سے استدلالات کئے تھے ان کی رکاکت دلائل قویہ سے ثابت کی"

علامہ ابن خلدون کی اس تقریر سے یہ واضح ہوا ہو گا کہ قرآن مجید کی تفسیر ان دو مختلف نقطہائے نظر کے ماتحت لکھی گئی ہیں۔ اب یہ بتانا کہ ہر تفسیر میں کتنا رطب ہے اور کتنا یابس ایک ماہر نقاد فن کا کام ہے، اور اس کی تحقیق و جستجو کے لئے سالہا سال درکار ہیں۔ لیکن بہر حال اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تفسیر کا فن مسلمانوں کا محبوب ترین فن ہے، اور انہوں نے اس سلسلے میں بڑی بڑی جانفشانیاں اور کاوشیں کی ہیں، مسلمانوں کی یہ تمام کوششیں اوراق پریشان کی طرح پراگندہ تھیں اور اردو میں کوئی کتاب ایسی نہ تھی جس سے ان تمام کوششوں کی تاریخ و ترتیب یکجا طور پر معلوم ہو سکتی۔

(ح)

خدا جزائے خیر دے پیش نظر کتاب تاریخ التفسیر کے فاضل مصنف کو کہ انہوں نے توجہ کی، اور اس کام کو سرانجام کرکے ملک کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف اس سے پہلے تاریخ الحدیث لکھکر معزز اہل قلم اور ارباب ذوق سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں، اور مجکو قوی امید ہے کہ ان کی یہ کتاب بھی اپنی پیشرو کتاب کی طرح وقعت و قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیگی، اور اردو خوان طبقہ اس سے بہت کچھ استفادہ کریگا

سعید احمد اکبر آبادی

۳۱ مئی سنہ ۱۹۳۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہٖ وازواجہ واهل بیتہ اجمعین۔

التماس

کم سوا چالیس برس سے میں ہر سال ایک کتاب تصنیف کر کے شائع کرا دیتا تھا، بُرا ہو اس بڑھاپے کا کہ اب کسی چھوٹے سے چھوٹے کام کا پورا کرنا بھی مشکل ہو گیا ؎

مرحوم جوانی تجھے اللہ نہ بخشے ✦ پتلا تو سلامت ہے مگر جان نہیں ہے

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے کرم سے میرے فرزند دلبند مولوی قاضی عبد الصمد صارم سلمہٗ فاضل دیوبند و مولوی فاضل کو میرا ہاتھ بٹانے کی لائق کر دیا۔ اب چار سال سے وہ تصنیف و تالیف میں مشغول ہیں۔

میں نے تاریخ علم تفسیر کے متعلق چند مسودات لکھکر سپرد کر دئے تھے، برخوردار موصوف نے یہ ضخیم کتاب مرتب کر کے پیش کر دی۔ بعد مطالعہ مجھکو اطمینان ہو گیا کہ میرے حسب مراد کام ہو گیا۔ اُمید ہے کہ مثل دیگر کتب کے یہ بھی مقبول اہل نظر ہوگی۔

خداوند ذوالجلال اپنے حبیب پاک کے طفیل سے اعلیٰ حضرت ولی نعمت سلطان العلوم، نظام الدولہ نظام الملک مظفر الملک والممالک آصف جاہ سابع میر عثمان علی خان بہادر فتح جنگ شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کے عمر و اقبال، ملک و مال، اعزاز و اولاد و اعمال صالحہ میں برکت عظیم بخشے اور برخوردار موصوف کے عمر و صحت و علم میں ترقی عطا فرمائے اور سعادت دارین نصیب فرمائے۔ اور مسلمانوں کو توفیق خیر اور ظاہری و باطنی ترقی سے بہرہ ور فرمائے، آمین

حقیر فقیر

قاضی ظہور الحسن

الباب الاوّل فی التاریخ

تفسیر کی ضرورت

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری • خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

تفسیر کے معنی بیان کرنا یا کھولنا یا کسی تحریر کے مطالب کو سامعین کے قریب فہم کر دینا ہے جو شخص جن اصول کو پیش کرتا ہے، اُن کی تفصیل و تشریح کرنا بھی اُسی کا کام ہے اس کو مختلف استعداد و قابلیت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، اسلئے یہ سمجھنا کہ اُس نے اپنے پیش کردہ اصولوں کے متعلق کچھ نہیں کہا، کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا، کیونکہ تمام اشخاص یکساں فہم و قابلیت کے نہیں ہوتے جب کلام وسیع پیمانہ پر صادر ہوتا ہے اور اس میں بے شمار مطالب کو محدود فقروں میں ادا کیا جاتا ہے، غیر محسوس اشیا کے حالات کا آئینہ سامنے رکھا جاتا ہے، احکام کو اس اسلوب سے بیان کیا جاتا ہے کہ موجودہ ضرورت کو بھی کافی ہوں اور آیندہ بھی اُس سے حسب ضرورت استنباط ہوتا رہے تو کلام میں استعارہ، مجاز، مبہم مجمل سبھی کچھ ہوتا ہے، اگر یہ نہ ہو تو کلام ناقص رہجائے یا لا انتہا ہو کر حد تحمل بشری سے گذر جائے۔ قرآن مجید میں یہ تمام اوصاف اس طرح جمع ہیں کہ شان فصاحت و بلاغت میں فرق نہیں آیا، بلکہ اور چار چاند لگ گئے۔

اس لئے کلام کو تفسیر و تشریح کی ضرورت ہے، قرآن ایک کامل مکمل کتاب ہے، مگر ہم کو اسکے سمجھنے کیلئے بہت سی چیزوں کی احتیاج ہے، مثلاً صرف، نحو، ادب، لغت، حدیث، تاریخ، جغرافیہ وغیرہ وغیرہ۔

قرآن میں تخم کی طرح سب کچھ موجود ہے، اس تخم سے درخت اُگانے کی قوت و قدرت خداوند کریم نے انسان کو عطا فرمائی ہے۔

قرآن مجید میں دو قسم کی آیتیں ہیں، ایک محکم، دوسری متشابہات،

آیات محکمہ نے اُصول کی اس طرح وضاحت کی ہے کہ کسی شک و شبہ کی گنجایش نہیں، آیات متشابہات (جو بہت سے معنوں کی متحمل ہوسکتی ہیں) کے اندر ذخائز علوم پنہاں ہیں ان آیات سے دُنیا قیامت تک فائدہ اُٹھاتی رہے گی۔

اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ (کتاب کیا ہے)

س میں کچھ آیات محکم ہیں کچھ متشابہات)۔
محکم واضح المعنی صریح الدلالت، ان کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ اُمّ الکتاب یعنی اصول ہیں جو واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں۔
متشابہات دو قسم کی ہیں ایک وہ جو بہت سے معنوں کی متحمل ہو سکتی ہیں، ان کا تعلق زیادہ فروع سے ہے، اگر ان کی توضیح کیجاتی تو کلام کی انتہا نہ رہتی۔ دوسری وہ متشابہات جن کے معنی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا، اس قسم کے متعلق ارشاد ہے وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ، وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ (یعنی کوئی ان کی تاویل نہیں جانتا اللہ کے سوا، اور ماہرین علوم کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے)۔
قرآن کریم نے ایک طرف تو یہ احسان کیا ہے کہ اصول کو واضح طور پر بیان کر دیا اور شک و شبہ کی گنجائش نہ چھوڑی۔ دوسری طرف یہ احسان کیا کہ متشابہات کو پیش کیا۔ کیونکہ متشابہات ذخائر علوم ہیں جن سے دنیا ہمیشہ متمتع ہوتی رہے گی، متشابہات کے سمجھنے کے لئے کثیر التعداد علوم و فنون میں کامل دستگاہ کی ضرورت ہے،
قرآن نے انسان کو علمی و عملی کمال تک پہونچنے کا راستہ بتا دیا ہے اور ایسے ایسے اسرار اور حواس سے مستور امور کی طرف رہنمائی کی ہے جہاں نہ عقل کی رسائی ہے نہ سائنس کی۔
قرآن بے شمار علوم کا سرچشمہ ہے، اس میں ظاہری و باطنی ترقی کے اصول موجود ہیں، بہت سے مطالب عالیہ اس کی عبارت کی تہ میں مستور ہیں، اس میں لطافت کے ساتھ فصاحت و بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں۔ تہذیب اخلاق، تمدن، سیاست، عبادات، معاملات سبھی کی تعلیم ہے۔
بعض لوگ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ قرآن اس قدر سہل ہے کہ تفسیر کے لئے علوم و فنون میں خاص مہارت کی ضرورت نہیں، یہ ایک عظیم الشان غلط فہمی ہے، آیت مذکورہ سے یہ مطلب ہے کہ جو اصول توحید و رسالت، عبادت و اخلاق و معاملات کے بیان ہوئے ہیں وہ ایسے سہل ہیں کہ بیان کرنے پر آسانی سے سمجھ میں آ سکتے ہیں، یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص قرآن کی تفسیر و ترجمہ کر سکتا ہے،
قرآن کا طرز استدلال مطالب پر ایسا سہل الماخذ ہے کہ جس کو ایک بڑے سے بڑا حکیم اور ایک جاہل دونوں سمجھ سکتے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے فہم و مذاق کی بموجب اس دلیل سے مستفید ہو سکتا ہے بیان احکام میں ایسا سہل اور موثر طریق اختیار کیا ہے کہ جس سے بندوں کے دلوں پر اثر ہو اور

وہ تعمیل کے لئے آمادہ ہوجائیں، کہیں تو اپنی ذات و صفات کے اثبات کے بعد بیان کیا ہے تا کہ امر کی شان مشقت عمل پر آمادہ کردے۔ کہیں حشر و نشر سے ملا کر، تا کہ اعمال کا نتیجہ عمل پر آمادہ کرے، کہیں گذشتہ قوموں کے حالات کے بعد کہ عبرت ہو اور نافرمانی سے باز رہیں۔

مفسر کو صرف و نحو، بیان، معانی، بدیع، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، علم قرات، علم کلام، علم تاریخ، علم جغرافیہ، علم اسماء الرجال، علم لغت، علم الزہد والرقاق، علم الاسرار، علم الجدل والخلافت، علم سیر، علم حقائق موجودات وغیرہ وغیرہ کی ضرورت ہے،

سب سے زیادہ حدیث پر عبور درکار ہے کیونکہ حضور نے جو فرمایا وہ کلام الٰہی سے فرمایا ہے۔

خداوند ذوالجلال نے خود حضور کو تفسیر و تشریح کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْہِمْ وَلَعَلَّہُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (اے نبی! ہم نے یہ کلام تجھپر اسلئے اتارا ہے کہ تو اس کو خوب کھول کر سمجھا دے)

اسلئے پہلی تفسیر قرآن مجید کی حدیث، اور قرآن کے پہلے مفسر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

لیکن جس طرح قرآن میں عبارۃ النص، دلالت النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص سے معنی و مطالب نکلتے ہیں اور اس میں ناسخ و منسوخ آیات ہیں، یہی صورتیں حدیث میں ہیں جس طرح قرآن میں الفاظ معانی موضوع لہ اور غیر موضوع لہ میں مستعمل ہیں، اسی طرح حدیث میں بھی ہیں۔

اس کے علاوہ علم حدیث ایک ایسا وسیع علم ہے کہ جس پر عبور حاصل کرنے کیلئے ایک عمر چاہیئے اور علوم و فنون میں کافی دستگاہ چاہیئے، یہ ہر شخص کا کام نہیں۔

اخرج ابن ابی حاتم من طریق مالک بن انس عن ربیعۃ قال ان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ انزل الیک الکتاب مفصلا وترک فیہ موضعا للسنۃ وسن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وترک فیہا موضعا للرأی (یعنی اللہ پاک نے کتاب مفصل نازل فرمائی مگر حدیث کیلئے جگہ باقی رکھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی مگر رائے کے لئے جگہ باقی رکھی، درمنثور)۔

ان تمام امور پر نظر کر کے ائمہ امت مرحومہ نے قرآن مجید کی تفسیریں مرتب کیں، کیونکہ ہر شخص سے اس قدر تبحر علمی حاصل کرنے کی امید نہیں ہو سکتی۔

فروعات کی کوئی حد و نہایت نہیں، ہمیشہ نئی نئی ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں، زمانہ رنگ بدلتا رہتا ہے، نئے نئے علوم و فنون ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی کوئی کتاب نہیں جو تمام فروعات پر حاوی ہو، اسلئے ضرورت ہے کہ متبحر زمانہ شناس علما حدیث و فقہ و تفسیر کی خدمت میں

مشغول رہیں اور تراجم و تفاسیر کا سلسلہ جاری رہے تاکہ خدا و رسول کے احکام اہل زمانہ کی فہم سے قریب ہوتے رہیں اور پیش آمدہ ضروریات کا آسانی سے حل ہوتا ہے

لیکن یہ نہیں کہ ہندوستان کے بعض بے علم مفسرین کی طرح ہر شخص تفسیر ترجمہ پر اس گھمنڈ میں جرأت کرے کہ وہ چند ایسی اُردو کتابوں کا مصنف ہے جنکو شہرت کی سند حاصل ہوئی ہے ؎

بوریا باف گرچہ بافندہ است ✦ نہ برندش بکارگاہ حریر

تفسیر

قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ کرنا اور اُن کا مطلب بیان کرنا علم تفسیر ہے۔

تفسیر کے دو حصے ہیں۔

ایک معرفت ناسخ و منسوخ، اسباب نزول، مقاصد آیات کی تشریح، توضیح الفاظ غریبہ، شرح اجمال و ابہام، یہ حصہ نقل صحیح اور اقوال سلف صالحین سے متعلق ہے۔ سلف میں یہی تفسیر رائج تھی اور اسی کو تفسیر کہتے تھے۔

دوسرا حصہ وہ ہے جو لغت، صرف، نحو، بیان، معانی وغیرہ علوم سے تعلق رکھتا ہے، یہ علوم حصہ اوّل کے مبادی ہیں، اسمیں انکی حاجت ہوتی ہے، یہ حصہ نقل آثار سلف پر منحصر نہیں۔

علم تفسیر کا موضوع

موضوع علم وہ ہوتا ہے کہ جس کے حالات ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے نہ کہ حالات غریبہ سے، جو حالات خود موضوع کو عارض ہوں یا اُس کے اجزاء کو یا اُس کے مبادی کو وہ سب حالات ذاتیہ ہیں موضوع کی ذات ہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اور اگر کسی خاص من وجہ یا عام من وجہ یا مباین کے ذریعہ عارض ہوں تو وہ حالات غریبہ ہیں۔

پس علم تفسیر کا موضوع قرآن مجید ہے کیونکہ اسمیں اسکے مطالب مقاصد بیان کئے جاتے ہیں۔

مبادی علم تفسیر

علم تفسیر وہ ہے جسمیں الفاظ قرآن کی کیفیت نطق اور الفاظ کے معانی اور ان کے افرادی و ترکیبی حالات اور اُن کے تتمات کا بیان ہوتا ہے۔

کیفیت نطق کی قید سے علم قراءت کی طرف، الفاظ کے معانی کی قید سے علم لغت کی، اور الفاظ کے احکام افرادی و ترکیبی کی قید سے صرف، نحو، بیان، بدیع کی اور حالت ترکیبی کی قید سے مدلولات حقیقیہ و مجازیہ کی اور تتمات کی قید سے ناسخ و منسوخ ظاہر و نص وغیرہ اور توضیح قصص احکامات کی طرف اشارہ ہے، لہٰذا یہ علوم علم تفسیر کے مبادی ہیں۔

بعض مفسرین نے صحیح روایات کے جمع کرنے میں سعی کی ہے، اور بعض نے باین خیال کہ ناظرین کے پیش نظر ہر قسم کی معلومات رہے، رطب و یابس سب کچھ جمع کر دیا ہے، بعض نے ضرورت سے زیادہ اپنے اجتہاد و رائے کو دخل دیا ہے، اس لئے کسی تفسیر کے متعلق یہ کہنا کہ اس کا ہر قول صحیح و مستند ہے مشکل ہے، پس وہی روایات صحیح ہیں جو صحیح ثابت ہو جائیں۔

کسی تفسیر کو معتبر کہنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس میں بہت کم نقائص ہیں، تفسیر بیضاوی ایک مقبول و معتبر و مشہور تفسیر ہے لیکن اس میں بھی ضعیف بلکہ موضوع روایات ہیں، علما نے اُس کے اِس نقص کو افسوس کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے، اکثر مفسرین نے محدثین کی طرح روایات لینے میں احتیاط نہیں کی اسلئے قرآن کی وہ تفسیر جو کتب صحاح میں موجود ہے یا جو ائمہ ستہ کی شرائط پر ہے قابل اعتماد ہے ان کے سوا جو کچھ ہے اس کی ذمہ داری مفسر پر ہے۔

مفسرین نے اقوال علماء و اسرائیلیات و تاریخی قصص و دیگر علوم سے بھی حسب ضرورت کام لیا ہے اور ان کو بطور تائید و استدلال پیش کیا ہے، یہ ذخائر اسی حد تک قابل تسلیم ہیں جہاں تک کہ اسلامی روایات سے ان کی تطبیق ہو سکے۔

تین قسم کی تفسیریں

اسوقت تک جس قدر تفاسیر لکھی گئی ہیں وہ تین قسم کی ہیں۔ (۱) جن میں صرف روایت ہے (۲) جنمیں درایت کی کثرت اور روایت کی قلت ہے (۳) جامع بین الروایۃ والدرایۃ۔

مفسر کا فرض

مفسر کو لازم ہے کہ ترجمہ و تفسیر میں احادیث و اقوال صحیحہ سلف صالحین کا اتباع کرے، اگر اس کے خلاف کریگا تو یہ تفسیر بالرائے ہوگی جس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے من قال فی القرآن بغیر علم وفی روایۃ برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار (جس نے قرآن میں بغیر علم اپنی رائے سے

کچھ کہا، اس کا ٹھکانا جہنم ہے)۔

دَورِ فتن

اسلام میں حضرت خلیفہ ثالث عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے آخر دور خلافت سے اختلاف و انشقاق رونما ہوا۔ اور وہ بڑھتے بڑھتے عظیم الشان فتنے بن گئے، اہل ضلالت نے حدیثیں بنانی شروع کیں اور بعض حدیثوں میں تحریف و تغیر و تبدل کیا، ائمہ اسلام کو حدیث کی حفاظت کی فکر ہوئی، انہوں نے حیرت انگیز جانفشانی کرکے حدیث کو سنبھال لیا، تفسیر اور دیگر علوم و فنون کیطرف توجہ کرنے کی کسی کو فرصت نہ ہوئی اور جب قرآن و حدیث منضبط ہوگئے تو اس کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ صحیح حدیث کے مقابلہ میں کسی کا قول معتبر نہیں مانا جاسکتا۔

بعض ایسے اشرار تھے کہ انہوں نے اپنے نام و لقب، ائمہ اسلام کے نام و لقب پر رکھکر دھوکہ دیا یا اپنی تصانیف کے وہی نام رکھے، اہل حق کی کتابوں میں تحریف کرنے کی کامیاب سعی کی، پریس اور مطابع تو تھے نہیں، قلمی کتابیں ہوتی تھیں اسلئے تحریف و تلبیس کرنے والوں کا داؤں چل گیا۔

بعض اہل باطل نے اہل حق کے لباس میں ظاہر ہوکر کارستانیاں کیں، ان سب کے علاوہ عالم اسلام میں ایسے ایسے فتن برپا ہوئے کہ علماء ائمہ دین قتل کئے گئے، شہر جلا دئے گئے، یہ حوادث ایسے تھے کہ ان میں تمام تصانیف کی حفاظت دشوار کیا بلکہ ناممکن تھی، اس لئے اہل شر نے کتابوں میں تحریف بھی کی اور نئی کتابیں خود تصنیف کرکے اہل حق کے نام سے شائع کیں۔ بہت سے غلط اقوال سلف صالحین کی طرف منسوب کردیئے، ان بزرگوں کا نام سنکر بعض اکابر بھی ان اغلاط کا شکار ہوگئے بعض تفسیروں میں ایسے اقوال ہیں جو صاحب تفسیر کے عقائد و مذہب کے صریح خلاف ہیں یہ سب محرفین کی کارستانیاں ہیں۔

اس لئے اخیر فیصلہ یہی ہے اور صحیح ہے کہ احادیث صحیحہ سے جو روایت ثابت ہوجائے، یا ائمہ ستہ کے معیار پر پوری اتر جائے یا وہ قول و روایت مسلمات اہل حق کے خلاف نہو، صحیح ہے، باقی غلط ہے، خواہ وہ کسی کی طرف منسوب ہو۔

ایسے معاملہ میں کسی بزرگ کا نام سنکر مرعوب ہونا یا تساہل کرنا سخت غلطی ہے۔

تفسیر قرنِ اوّل میں

تفسیر عہدِ رسالت میں

قرآن کلام الٰہی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، خداوند ذوالجلال نے حضور میں ایسی قابلیت پیدا کردی تھی کہ آپ منشائے الٰہی کو سمجھ جاتے تھے اور آپ کو وحی جلی اور وحی خفی کے ذریعہ سے احکام سے آگاہ بھی کردیا جاتا تھا۔ جو سورت یا آیت نازل ہوتی آپ مسلمانوں کو اس کا مطلب سمجھا دیتے تھے، اصل آیت کے علاوہ جو کلام ہوتا تھا، اس کو حدیث کہتے ہیں۔

مفسرِ اوّل اور پہلی تفسیر

اس لئے قرآن مجید کے مفسرِ اوّل حضور علیہ السلام اور پہلی تفسیر حدیث رسول اکرم ہے۔
امام شافعی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا استنباط آیات قرآنی سے کیا ہے،
ابن جرجانی کا قول ہے کہ جس قدر صحیح حدیثیں ہیں ان کی اصلیت قرآن میں بجنسہٖ یا قریب قریب موجود ہے۔

تطابق آیات و حدیث

اسی وجہ سے اکثر صحابہ کا یہ طرز تھا کہ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو اس کی تصدیق و توثیق کے لئے آیت پڑھتے۔

عن ابی هریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تفضل صلوۃ الجمیع صلوۃ احدکم وحدہ بخمس وعشرین جزءًا وتجتمع ملائکۃ اللیل والنہار فی صلوۃ الفجر ثم یقول ابوهریرۃ واقرؤا ان شئتم اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا، اخرجه البخاری واحمد بن حنبل یعنی ابوہریرہ نے کہا میں نے رسول کریم سے سنا ہے کہ جماعت کی نماز اور منفرد کی نماز میں پچیس جزو کا فرق ہے اور انہوں نے کہا کہ اگر چاہو تو اسی مفہوم حدیث کے مطابق پڑھو اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا،

عن ابی هریرۃ یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس المسکین الذی تردہ اللقمۃ واللقمتان انما المسکین الذی یتعفف اقرؤا ان شئتم لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا، اخرجه البخاری واحمد یعنی ابوہریرہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں جس کو ایک لقمہ یا دو لقمے دے جاتے ہیں

مسکین وہ ہے جو سوال نہ کرے۔ اس کی شہادت میں یہ آیت پڑھو لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تبارک وتعالی اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر واقرأوا ان شئتم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ اخرجہ البخاری واحمد۔ یعنی ابوہریرہ نے کہا کہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کیلئے وہ کچھ تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی قلب میں اس کا خطرہ گذرا، اسکی تصدیق میں یہ آیت پڑھو فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

عن ابی ہریرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ما من مؤمن الا اولی بہ فی الدنیا والآخرۃ واقرأوا ان شئتم اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ اخرجہ البخاری واحمد۔ ابوہریرہ نے کہا کہ میں دنیا وآخرت میں سب سے بہتر ہوں اسکی تصدیق کیلئے یہ آیت پڑھو اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔

حفاظت حدیث

چونکہ دین کے معاملہ میں حضور نے جو کچھ فرمایا ہے بحکم الٰہی فرمایا ہے اور اکثر احادیث آیات قرآنی کی تفسیر ہیں اس لئے حضور نے حفاظت حدیث کی تاکید فرمائی ہے اور صحابہ اور تابعین بھی برابر تاکید کرتے رہے ہیں قرآن مجید میں بھی ایسا ہی حکم ہے۔ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ (رسول جو کچھ حکم دے اس کو مضبوط پکڑو)۔

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا الخ (ابوداؤد و ترمذی) یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے خدا اس شخص کو خوش رکھے جس نے میری حدیث کو سنا اور محفوظ رکھا اور ادا کر دیا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال علی تذاکروا ھذا الحدیث وتزاوروا فانکم ان لم تفعلوا یدرس (مسند دارمی) حضرت علی نے فرمایا اس حدیث کو یاد کرتے رہو اور آپس میں ملتے رہو، اگر ایسا نہ کرو گے تو حدیث مٹ جاوے گی، (مسند دارمی)۔

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال تذاکروا ھذا الحدیث لا ینفلت منکم فانہ لیس مثل القرآن مجموع محفوظ وانکم ان لم تذاکروا ھذا الحدیث ینفلت منکم ولا یقولن احدکم حدثت امس فلا احدث الیوم بل حدثت امس ولتحدث الیوم ولتحدث غدا (دارمی) سعید بن جبیر روایت

کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے کہا کہ اس حدیث کا مذاکرہ کرتے رہو کہیں جاتی نہ رہے کیونکہ وہ قرآن کی طرح محفوظ و جمع نہیں، ایسا نہ کروگے تو حدیث مٹ جاوے گی، کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے کل بیان کی، آج بیان نہیں کرتا بلکہ روزانہ بیان کرو)

عن عطاء عن ابن عباس قال اذا سمعتم منا حدیثا فتذاکروہ بینکم (دارمی) عطاء کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ جو مجھ سے سنا کرو اس کا مذاکرہ کیا کرو۔)

عن نافع عن ابن عمر قال اذا اراد احدکم ان یحدث فلیردده ثلاثا (دارمی) نافع نے کہا کہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی حدیث بیان کرے تو تین مرتبہ اس کا اعادہ کرے)

عن عطاء بن السائب عن ابیہ عن ابن الاحوص عن عبد اللہ قال تذاکروا ہذا الحدیث فان حیاتہ مذاکرتہ (دارمی) عطاء کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ حدیث کو آپس میں ذکر کرتے رہو کیونکہ اس کی زندگی تمہاری یاد ہے)

عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال تذاکروا الحدیث فان الحدیث یہیج الحدیث (دارمی) ابونضرہ نے کہا کہ ابوسعید خدری نے فرمایا کہ حدیث کو یاد کیا کرو کہ حدیث حدیث کو یاد دلاتی ہے۔

روایت و کتابت حدیث

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو اگر حدیث ضروری چیز ہوتی تو آپ اس کے لکھنے اور حفاظت کا حکم دیتے،

قرآن و حدیث و اقوال صحابہ و تابعین سے پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ حفاظت حدیث کی تاکید ہے حضور علیہ السلام عادات و مباحات و سنن میں ایک امر کے پابند نہ رہتے تھے اور یہ ممکن اور مناسب بھی نہ تھا بعض فروعی احکام میں مصلحت وقت کی موافق تغیر و تبدل بھی فرما دیتے تھے، کتب حدیث و سیر میں ایسی مثالیں موجود ہیں، جیسے متعہ کی حلت و حرمت، اس لئے ائمہ اسلام نے یہ اصول قرار دیا ہے کہ آخر زمانہ کی حدیثیں قابل عمل ہیں، کیونکہ ابتدا میں اسلام اور مسلمانوں کے حالات میں جلد جلد تغیر واقع ہو رہا تھا، قرآن مجید بتدریج نازل ہو رہا تھا اور آخر زمانہ میں تمام معاملات پختگی کی حد کو پہونچ گئے تھے، اسلئے آخر زمانہ کے حکم کو ابتدائی عہد کے حکم پر ترجیح دیجاتی ہے۔ ابتدا میں چونکہ مسلمانوں میں خواندہ اشخاص کم تھے، فہم و فراست میں سب یکساں نہ تھے، قرآن مکمل نہ تھا اس لئے حضور کو یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص غلطی سے حدیث کے جملوں کو جزو آیت سمجھ کر لکھ لے اس لئے

آپ نے فرمایا کہ قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو اور جس نے لکھا ہو وہ مٹا ڈالے (مسلم)

جب حالات مستقل ہو گئے، اور صحابہ حدیث و قرآن کے فرق کو سمجھنے لگے تو حضورؐ نے کتابتِ روایت حدیث کی اجازت دی اور حفاظت حدیث کی تاکید فرمائی، احفظوہ واخبروہ من ورائکم (خود اس کو محفوظ کر لو، اور دوسروں کو پہنچا دو)

ایک انصاری سے حضورؐ نے فرمایا کہ جو سنا کرو لکھ لیا کرو (ترمذی)

عن عبداللہ بن عمرؓ انہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی ارید ان اروی حدیثا فاردت ان استعین بکتابۃ یدی مع قلبی ان رایت ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کان حدیثی ثم استعن بیدک مع قلبک (دارمی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ حدیث بیان کروں مجھے لکھنے کی اجازت دیجئے، آپ نے فرمایا اگر میری حدیث ہے تو لکھ لیا کرو۔

چنانچہ عبداللہ بن عمرو کی کتاب صادقہ نام جس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں حضورؐ کے عہد میں تیار ہو گئی تھی، بعض حدیثیں مثلاً کتاب الصدقہ حضورؐ نے خود حضرت ابوبکر بن حزم صحابی کو لکھائی تھی، حضرت علی، حضرت انس وغیرہما اصحاب نے حدیثیں لکھی تھیں۔ غرض عہد رسالت میں حدیث کا کافی تحریری ذخیرہ موجود تھا، بائیس تحریرات کی نشاندہی ہم نے تاریخ الحدیث میں کی ہے،

وفد تجیب جب حضور علیہ السلام کے حضور میں پیش ہوا تو انہوں نے کچھ سوالات کئے حضورؐ نے ان کے جوابات لکھا دیئے۔

چونکہ بعض احکام و معاملات میں بربنائے مصلحت ضرورت وقت تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے اسلئے حدیثوں میں ناسخ و منسوخ ہیں اور کچھ حدیثیں غیر احکامی ہیں، اسلئے حضورؐ نے فرمایا ہے ایاکم وکثرۃ الحدیث عنی (مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت نہ کرو) گویا روایت کی اجازت ہے، کثرت کی ممانعت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر احکامی اور منسوخ حدیثیں عوام کے سامنے نہ آئیں جو ان کے خلجان کا باعث ہوں

حضرت عمرؓ نے بھی یہی حکم دیا تھا قال ابو ہریرۃ لما ولی عمرؓ قال اقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فیما یعمل بہ (ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کرو سوائے احکامی حدیثوں کے) (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عمر نے کمی روایت کی ایک وجہ اور بھی بیان فرمائی ہے یعنی اگر حدیث میں کمی بیشی کا خطرہ ہوتا تو میں بہت روایت کرتا جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ حضرت عمر روایت بالمعنی کو روکنا چاہتے تھے اور پسند

نہ کرتے تھے، حضرت ابوبکرؓ نے ایک مجموعہ پانچسو حدیثوں کا مرتب کیا پھر اس کو جلا دیا یہ اسلئے کہ اس مجموعہ میں اسرائیلیات کی روایات تھیں، حضرت ابوبکرؓ نے خود ایک اور وجہ بھی اس کی بیان فرمائی ہے کہ میں نے جس شخص کو ثقہ سمجھکر روایت لکھی ہے معلوم نہیں وہ ثقہ تھا یا نہیں یعنی رُوات کی تحقیق نہ کی تھی، اس مجموعہ میں تابعین کی روایات بھی تھیں صحابہ کی تحقیقات کی ضرورت نہ تھی وہ سب ثقہ ہیں (الصحابۃ کلہم عدول) تابعین میں ثقہ اور غیر ثقہ دونوں قسم کے آدمی تھے اس لئے تحقیقات ضروری تھی۔

غرض حدیث کی روایت اور کتابت وحفاظت کی تاکید ہے اور حدیث کی روایت وکتابت کا سلسلہ عہد رسالت سے آج تک بدستور قائم ہے، اگر حدیث نہ ہو تو کما حقہ قرآن کے سمجھنے کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں کیونکہ ان اصول کی تفسیر جو منجانب اللہ ہیں تا حد امکان ؐمحتمل بشری اسی شخص کا کام ہے جو ان اصول کو پیش کرتا ہے،

یہی ضرورت حدیث کی اقوال صحابہ سے ثابت ہے اور عقل سلیم بھی اسی طرف رہنمائی کرتی ہے،

مختصر یہ کہ حضور علیہ السلام نے قرآن کی تفسیر فرمائی اور آپ کی تفسیر کا بہت کچھ حصہ آپ کی حیات ہی میں ضبط تحریر میں آیا، اور کچھ صحابہ کے سینوں میں محفوظ رہا جو اس عہد کے بعد ضبط تحریر میں آتا رہا۔

حدیث کی حفاظت وضبط روایت میں صحابہ وتابعین وائمہ نے اسقدر احتیاط کی ہے کہ وہ معجزہ سے کم نہیں۔ اس کی تفصیل ہم نے تاریخ الحدیث میں کی ہے،

باقی تفسیر کے نام سے کوئی کتاب آپ کے عہد میں مرتب نہیں ہوئی، حضور کے اسم گرامی کے ساتھ ایک تفسیر منسوب ہے جس کا نام تفسیر النبی ہے یہ شیخ ابوالحسن محمد بن قاسم الفقیہ کی روایت سے ہے۔

تفسیر عہد خلافت راشدہ میں

عہد خلافت راشدہ میں مسلمانوں کی زیادہ توجہ حفظ قرآن اور تدوین حدیث اور ملکی معاملات پر رہی اسلئے تفسیر کے نام سے سوائے دو چار تحریرات کے اور کوئی کتاب مرتب نہیں ہوئی۔

تفسیر اُبی بن کعبؓ یہ عہد خلافت راشدہ ہی میں وفات پا گئے تھے، انکی تفسیر کا ایک بڑا نسخہ تھا جس کو ابوجعفر رازی بواسطہ ربیع بن انس عن ابی العالیہ روایت کرتے تھے، امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، امام احمد بن حنبل، حاکم نے اس سے روایات لی ہیں، حاکم نے ۴۰۵ھ میں وفات پائی اس لئے یہ نسخہ پانچویں صدی تک ضرور موجود تھا (رسالہ مبادی التفسیر للشیخ محمد خضری دمیاطی)

تفسیر عباسی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی تفسیر کا مجموعہ، یہ آخر میں تفسیر ابوالبی کے

نام سے مشہور ہوا۔

ابو جعفر نحاس متوفی ۳۳۸ھ نے اس سے روایات لی ہیں اسلئے یہ نسخہ چوتھی صدی تک موجود تھا اور اب بھی متفرق کتب خانوں میں اس کے متفرق نسخے موجود ہیں۔

چونکہ اس عہد میں تابعین اپنے اساتذہ صحابہ کی حدیث اور اقوال جمع کرتے تھے اس لئے بہت مجموعے ہوں گے چند مجموعوں کا تذکرہ ہم نے تاریخ الحدیث میں کیا ہے۔

انبار کے کتب خانہ میں کئی کتابیں صحابہ اور تابعین کی تالیف پائی گئیں (المقتطف)۔

اس عہد تک تفسیر کی یہ صورت تھی کہ آیت اور اس کے ساتھ حدیث یا تشریح تابعی، بس اس عہد میں ابوالاسود دؤلی نے قرآن مجید پر اعراب لگائے اور اس کے متعلق ایک رسالہ لکھا اور علم نحو کے قواعد مرتب کئے، چونکہ اعراب کا بہت کچھ تعلق علم تفسیر سے ہے اسلئے یہ بھی علم تفسیر کے مبادی میں سے ہے :

اعراب و علم نحو کا موجد تو سب نے ابوالاسود کو قرار دیا ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ کام ابوالاسود نے کس کے حکم سے کیا، بعض نے حضرت عمرؓ، بعض نے حضرت علیؓ، بعض نے زیاد بن ابیہ، بعض نے حجاج ابن یوسف کا نام لیا ہے، اس اختلاف کا باعث یہ ہے کہ ابوالاسود نے ان تمام حکام کا زمانہ پایا ہے،

واقعہ یوں ہوا کہ ایک اعرابی نے مدینہ آکر سورۂ براءت یاد کی، یاد کرانے والا کوئی کم علم تھا اس نے یہ آیت إِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ کو اس طرح یاد کرایا کہ رسولہ کے لام کے نیچے زیر پڑھے اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ اللہ مشرکین سے اور رسول سے بیزار ہے، اعرابی نے کہا کہ جب اللہ رسول سے بیزار ہے تو میں بھی بیزار ہوں، یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہونچی انہوں نے اعرابی کو بلا کر کہا کہ رسولہ پر پیش ہے اب معنی یہ ہوئے کہ اللہ اور رسول مشرکین سے بیزار ہے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ قرآن وہ شخص پڑھا سکتا ہے جو ماہر علم لغت وغیرہ ہو اور ابوالاسود کو حکم دیا کہ اعراب لگائیں اور قواعد مرتب کریں۔ بعض نے اس واقعہ کو حضرت علیؓ اور بعض نے زیاد اور بعض نے حجاج کے زمانہ کا لکھا ہے مگر قرین قیاس یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے عہد کا ہے کیونکہ تعلیم قرآن و حدیث وغیرہ پر پابندیاں اسی عہد میں جاری ہوئیں۔ گمان غالب یہ ہے کہ اعراب حضرت عمرؓ کے عہد میں لگائے گئے اور رسالہ حضرت علیؓ کے عہد میں تصنیف کیا۔

ابوالاسود کا ایک مختصر رسالہ اعراب کے متعلق تھا اور ایک قواعد نحو کے متعلق، ان کا ایک رسالہ جو چینی پتروں کے چار ورق کا تھا جس میں بحث فاعل و مفعول لکھی تھی جو ان کے شاگرد یحییٰ بن یعمر

متوفی ۱۲۰ھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، محمد بن اسحٰق نے مدینہ حدیثہ (بغداد کی نئی بستی کا نام) میں محمد ابن حسین نامی ایک شخص کے کتب خانہ میں دیکھا تھا اور اس پر علان نحوی اور نضر بن شمیل متوفی ۲۰۳ھ کے دستخط تھے، اس کتب خانہ میں محمد بن اسحاق نے خالد بن الہیاج کے ہاتھ کا لکھا قرآن مجید، امام حسنؓ امام حسینؓ حضرت علی اور دیگر کاتبان رسول کی تحریریں، مصاحف، رموز، اور ابی عمرو بن علاء ۱۵۴ھ و ابو عمر شیبانی و اصمعی ۲۱۶ھ و ابن الدوالی و سیبویہ ۱۶۱ھ و فراء ۲۰۷ھ و کسائی ۱۸۹ھ کی تحریریں صرف و نحو و لغت کی اور سفیان بن عیینہ و سفیان ثوری و اوزاعی محدثین کی تحریریں بھی دیکھیں۔

(فہرست ابن الندیم)

تفسیر عہد خلافت راشدہ کے بعد

تابعین اپنے اساتذہ صحابہ کی احادیث و اقوال لکھتے تھے، اس طرح بہت سے مجموعے مرتب ہوئے جیسے صحیفہ ہمام بن منبہ ۱۳۱ھ شاگرد حضرت ابو ہریرہؓ، امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس نسخہ سے روایات لی ہیں جو صحیح مسلم میں موجود ہیں، امام مسلم کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی اسلئے یہ نسخہ تیسری صدی ہجری میں موجود تھا،

ہمام ابن منبہ نے ایک کتاب بدأ الخلق کے متعلق لکھی تھی جس میں آیات اور انکی تفسیر اور احادیث تھیں، یہ کتاب ۳۰۰ھ تک موجود تھی (تاریخ الحدیث)

خلیفہ عبد الملک ابن مروان نے حضرت سعید بن جبیر تابعی سے قرآن کی تفسیر لکھائی یہ خزانہ شاہی میں محفوظ رہی، کچھ عرصہ بعد عطا بن دینار کے ہاتھ آگئی اور انہیں کے نام سے مشہور ہوئی (میزان الاعتدال) خلیفہ عبد الملک کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی۔ اس لئے یہ تفسیر ۸۶ھ سے قبل کی تصنیف تھی،

مجاہد تابعی ۱۲۳ھ نے تفسیر لکھی، یہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

امام حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، محمد بن کعب قرظی نے تفسیریں لکھیں۔

(ایثار الحق علی الخلق لابن الوزیر یمنی)

ابو العالیہ، عکرمہ، قتادہ، سدی، عطاء خراسانی، علی بن طلحہ، کلبی، ہشیل، ابن جریج، مقاتل، شعبہ، ثوری نے تفسیریں لکھیں۔

تابعین نے جو تفسیریں تصنیف کیں ان کا طرز یہ تھا کہ آیت اور اس کے تحت میں حدیث اور اقوال صحابہ و تابعین نقل کرتے تھے، قصص و علمی نکات پر زیادہ توجہ نہ تھی۔

عکرمہ، علی بن ابی طلحہ، مقاتل نے علم الوجوہ والنظایر پر کتابیں لکھیں چونکہ یہ سب بزرگ

ہمعصر تھے، اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ شرف اولیت کس طرف ہے

تفسیر قرن ثانی میں

قرآن مجید کے متعلق خداوند ذوالجلال نے خود فرمایا ہے اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (ہم اس کے نگہبان ہیں) یہ وعدہ اس صفائی سے پورا ہوا کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں مخالفین بھی اس کے قائل ہیں کہ قرآن تحریف و تصرف سے پاک ہے، سر ولیم میور لکھتا ہے کہ قرآن کے سوا ایسی کوئی کتاب نہیں جو بارہ سو برس سے بجنسہ موجود رہی ہو (لائف آف محمد)

اور در حقیقت خداوند کریم نے قرآن کی حفاظت کا ایسا سامان کرا دیا کہ جس میں تغیر کا امکان و وہم بھی باقی نہ رہا مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک پانچ وقت قرآن نماز میں پڑھا جاتا ہے، کروڑوں حافظ دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ حروف و حرکات تک شمار میں آکر محفوظ ہو گئے ہیں، تین سو سے زیادہ علوم اس کی حفاظت و صیانت کے لئے مدون ہوئے اور ابتدائی زمانہ سے لیکر دسویں صدی تک قرآن کے لئے علوم فنون ایجاد ہوتے رہے،

ابو فید مؤرج ۱۹۵ھ نے علم غرائب التفسیر (کم استعمال ہونے والے الفاظ کا علم) پر کتاب لکھی

امام کسائی نے علم متشابہ القرآن پر تصنیف کی۔

امام شافعی نے علم احکام القرآن پر اور علم فضائل القرآن پر تصانیف کیں۔

محمد بن مستنیر قطرب بصری ۲۰۶ھ نے علم آیات محکمہ پر کتاب لکھی۔

اس قرن میں ساٹھ سے زیادہ کتابیں علوم قرآن اور تفسیر قرآن اور علوم تفسیر کے متعلق تصنیف ہوئیں، اور اس قرن سے تفسیر میں علمی نکات پر بھی بحث ہونے لگی،

تفسیر قرن ثالث میں

اس قرن میں تفسیر و علم تفسیر کے متعلق سو سے زیادہ تصانیف ہوئیں اور بعض فنون ایجاد ہوئے۔

علم افراد و جمع۔ اس کے متعلق سب سے پہلی تصنیف شیخ ابو الحسن سعید بن مسعدہ الاخفش الاوسط ۲۱۱ھ نے کی۔

علم اسباب النزول پر سب سے پہلے شیخ علی بن مدینی ۲۳۴ھ نے کتاب لکھی۔

علم اختلاف المصاحف پر سب سے پہلے شیخ ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی سنہ ۲۴۸ھ نے تصنیف کی
علم ناسخ و منسوخ پر ابو عبیدہ قاسم بن سلام سنہ ۲۲۴ھ نے کتاب لکھی۔
اس عہد سے اسرائیلیات اور تاریخی قصص کا ذکر بھی تفاسیر میں آنے لگا۔

تفسیر عہدِ اختلافی میں

اس عہد میں بہت سے مفسرین گذرے ہیں، اور علم تفسیر کے متعلق بہت سی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اور تفسیریں بہت ضخیم لکھی گئی ہیں بعض جدید فنون پر تصانیف ہوئی ہیں۔

علم سجود القرآن پر شیخ ابو اسحاق ابراہیم محمد الحربی سنہ ۲۸۵ھ

علم ضمائر پر شیخ ابو علی احمد بن جعفر دینوری سنہ ۲۸۹ھ

علم شواذ فی القراءة پر شیخ ابو العباس احمد بن یحیی معروف ثعلب سنہ ۲۹۲ھ

علم اعجاز القرآن پر شیخ محمد بن یزید واسطی سنہ ۳۰۶ھ

علم فواصل آیات پر ایضاً

علم وقف و ابتداء پر شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن سری نحوی سنہ ۳۱۰ھ

نے تصانیف کیں۔

تفسیر قرون ثلاثہ کے بعد

جس قدر زمانہ آگے بڑھتا گیا، اور اسلام مختلف ممالک و اقوام میں پھیلتا گیا، تفاسیر و تراجم کی حاجت ہونے لگی، اس لئے مختلف ممالک میں مختلف زبانوں میں تفسیریں لکھی گئیں اور بہت سے فنون پر تصانیف ہوئیں، دیگر علوم و فنون اسرائیلیات کے انبار، تاریخی واقعات سے تفسیریں بھری گئیں، بعض ایسے مفسر ہوئے کہ انہوں نے اسناد کو حذف کرکے روایتیں لکھیں، اس طرح کذاب اور جعلسازوں کو موقع مل گیا اور انہوں نے بہت سے بے اصل قصے اور اقوال و واقعات صحابہ تابعین اور سلف صالحین کی طرف منسوب کر دئے، اور ان کے بعد والے مفسر ان کے اعتماد پر ان کو نقل کرتے چلے گئے
بعض ایسے مفسر ہوئے کہ انہوں نے اپنے اپنے مذاق پر تفسیریں لکھیں، صرفی، نحوی علمائے نے صرف و نحو کے نکات پیدا کئے، نحویوں صرفیوں، ادیبوں نے اپنی طرف کھینچ تان کی، فلسفیوں نے فلسفہ بھر دیا، صوفیوں نے اپنے رنگ میں رنگنے کی سعی کی، غرض مفسر کے فرائض اور تفسیر کی شان کو

بہت سوں نے بھلادیا، چوتھی صدی سے چھٹی صدی تک جو کام ہوا اگرچہ وہ تفسیر کے مقاصد سے کسی قدر دور تھا لیکن پھر بھی ایک گونہ اسکی ضرورت تھی اور وہ مفید تھا، امام فخرالدین رازی نے تفسیر لکھی اسمیں علوم اور عقلیات پر اس درجہ بحث کی کہ مخالف کیلئے کوئی گنجایش نہ چھوڑی، اُس زمانہ میں اسی کی ضرورت تھی لیکن پُرانے لوگ کہہ اُٹھے اور سچ کہا کہ امام رازی کی تفسیر میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے کیونکہ اصل تفسیر تو یہ تھی کہ ایک آیت اور اس کے ساتھ حدیث یا اقوالِ صحابہ و تابعین، یہ تکلفات نہ تھے، یہ تکلفات اس درجہ بڑھے کہ خواجہ نظامی گنجوی گھبرا کر چلا اُٹھے ؎

دین ترا درپے آرایش اند | درپے آرایش و پیرایش اند
بس کہ بربستہ شدہ برگ و ساز | گر تو ببینی نہ شناسیش باز

مگر یہ سلسلہ ایسا شروع ہو گیا تھا کہ پھر ترقی ہی کرتا چلا گیا، لیکن زمانہ کی موافق وہ ایک درجہ مفید تھا، بارہویں صدی کے نصف سے جو کام ہوا ہے وہ مفید کم اور مضر زیادہ۔

رسم خط قرآن پر ابو عمر الدوانی
آداب و شرائط مفسرین پر ابن جوزی
خواص قرآن پر ابو سعید عبدالقاہر بن طاہر التمیمی ۴۲۹ھ
مبہمات القرآن پر سہیلی
طرز مجادلہ پر نجم الدین طوفی
امثال القرآن پر امام ابوالحسن ماوردی ۴۵۰ھ
علوم القرآن پر قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی ۵۴۳ھ
مناسبۃ آیات و سور پر شیخ ابو جعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر غرناطی ۷۰۸ھ
علم فواتح و علم بدائع پر شیخ ابن ابی الاصبع قرطبی ۶۴۰ھ
علم کنایات و تعریض پر شیخ ابن باقیا ۴۸۵ھ
علم تشبیہ و استعارات پر شیخ ابوالقاسم البندار
علم وجوہ مخاطبات پر ابن الجوزی
علم حقیقۃ و مجاز پر شیخ عزالدین عبدالسلام ۶۶۰ھ

نے تالیفات کیں اور بہت سے علوم و فنون پر مصنفین نے کتابیں لکھیں ضخیم و مجلد تفسیریں تصنیف ہوئیں۔ ابتدا سے لیکر آج تک کس قدر تفسیریں لکھی گئیں ان کا شمار مشکل ہے، میں نے سعی کی صرف

ہندوستان ہی کی تمام تفاسیر کو معلوم کر لوں، کامیاب نہ ہو سکا، پانسو سے زیادہ تفاسیر کے اسماء نویس نے دیکھے ہیں۔

تفسیر اور خاندان نبوت

یہ کئی جگہ عرض کیا جا چکا ہے کہ حدیث قرآن مجید کی تفسیر ہے اور فقہ حدیث کی تفسیر ہے، اسلئے ہر محدث مفسر ہے، مگر رواج یہ ہو گیا ہے کہ جو علما درس و تدریس تصنیف و تالیف علم حدیث میں مشغول ہیں محدث کہلاتے ہیں، اور جو علم تفسیر کی تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں مفسر مشہور ہیں۔

اصحاب و ازواج رسول و آل پاک کے تقریباً سبھی افراد محدث و مفسر تھے، اور ازواج مطہرات کے ذریعہ بہت کچھ علم امت کو پہنچا ہے، حضرت محمود بن لبید کا قول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حدیث کا مخزن تھیں، مگر حضرت عائشہ و ام سلمہ کا انہیں کوئی حریف نہ تھا (طبقات ابن سعد)

ازواج مطہرات میں باعتبار علم و فضل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ سب سے بلند ہے یہ بڑی عالمہ فاضلہ ماہر حدیث و تفسیر تسلیم کی گئی ہیں۔ رُوات حدیث میں مکثرین میں ان کا تیسرا نمبر ہے ان سے (۲۲۱۰) حدیثیں مروی ہیں، ان میں سے (۱۷۴) متفق علیہ (۵۴) افراد بخاری (۶۸) افراد مسلم ہیں۔ اسلئے صحیح بخاری میں ان کی کل روایات (۲۲۸) ہیں اور صحیح مسلم میں (۲۴۲) ہیں، بعض ائمہ کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں ۱/۴ ان سے منقول ہے، مجتہدین صحابہ ان سے حدیث و تفسیر و مسایل دریافت کیا کرتے تھے، صحیح مسلم کے آخر میں انکی تفسیر کا کسی قدر حصہ منقول ہے،

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ماہر حدیث و تفسیر تھیں ان کا مقلین میں پہلا نمبر ہے (۳۷۸) حدیثیں روایت کیں، انہیں سے تیرہ متفق علیہ، تین افراد بخاری، تین افراد مسلم ہیں، اگر ان کے فتاووں کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم رسالہ طیار ہو جائے ان کے فتاووں کی یہ خصوصیت ہے کہ عموماً متفق علیہ ہیں۔

ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے، یہ صحابہ میں سب سے بڑے مفسر تسلیم کئے گئے ہیں، مکثرین میں ان کا دوسرا نمبر ہے (۱۶۶۰) حدیثیں روایت کی ہیں، ایک تفسیر بھی انکی مشہور ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ حدیث و تفسیر کے بڑے امام تھے، مسروق تابعی کا قول ہے کہ تمام اصحاب کا علم علی و عبداللہ بن مسعود میں محصور تھا، متوسطین میں ان کا تیسرا نمبر ہے،

ان کی روایات کی تعداد (۵۸۶) ہے یہ تعداد خلفاء ثلاثہ میں سے کسی کی بھی نہیں، صحیح بخاری میں حضرت علیؓ کی (۲۹) روایتیں ہیں، اتنی روایتیں نہ حضرت ابوبکرؓ کی ہیں نہ حضرت عثمانؓ کی،

جگر گوشۂ رسول کریم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضور کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں، (۱۸) حدیثیں روایت کیں، یہ تعداد ازواج مطہرات میں سے حضرت زینبؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت جویریہؓ حضرت سودہؓ سب سے زیادہ ہے،

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے براہ راست رسول کریمؐ سے (۱۳) اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے (۸) روایتیں کیں ہیں، باقی ان دونوں حضرات کی کل روایات کا شمار نہیں ہوا، یہ تعداد بھی بہت سے جلیل القدر اصحاب بالخصوص اُن بیس اصحاب سے زیادہ ہے جنکی روایات کا شمار ہو کر فہرست مرتب ہوگئی ہے، یہ فہرست راقم سطور نے تاریخ الحدیث میں نقل کی ہے۔ اور ازواج مطہرات میں ام المومنین حضرت جویریہ و ام المومنین حضرت سودہ سے زیادہ ہے،

یہاں یہ بات بھی خیال میں رکھنی چاہئیے کہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو کوئی میری طرف غلط بات منسوب کریگا اس کا ٹھکانا جہنم ہے، اسلئے اکثر صحابہ روایت حدیث کرتے ہوئے گھبراتے تھے کہ کہیں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے، اور کثرت روایت سے دوسروں کو بھی منع کرتے تھے، خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک تھا، اور اسی کا اثر خاندان نبوت پر تھا۔

امام باقر، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما یہ دونوں باپ بیٹے اسلام کے بڑے چار مجتہدین امام اعظم، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی کے استاد تھے، امام اعظم کا قول ہے کہ میں نے امام جعفر کا مثل نہیں دیکھا، امام باقر کی تفسیر بھی تھی، (فہرست ابن الندیم)

امام المفسرین امام حسن بصری نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا، حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے، علاوہ دیگر اصحاب و تابعین کے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بھی شاگرد تھے، صوفیاء نے ان کو حضرت علی کا شاگرد لکھا ہے لیکن محدثین کو اس میں کلام ہے مگر امام حسن سے فیض یافتہ ہونے میں شک نہیں،

جس روایت کو حضرت امام زین العابدینؓ نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام حسین سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کیا ہو اسکو اصطلاح محدثین میں اصح الاسانید کہتے ہیں صحابہ میں سب سے بڑے مفسر تین مانے گئے ہیں، عبداللہ بن عباس، علی مرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، اوّل الذکر دونوں حضرات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں، صحابیات میں حضرت عائشہ

وحضرت ام سلمہ ماہر حدیث تفسیر تسلیم کی گئی ہیں۔ یہ دونوں امہات المومنین ہیں۔ غرض ہمارا علم تفسیر مسلسل اصحاب کبار و خاندان نبوت سے چلا آیا ہے۔

تفسیر اور ہندوستان

جہاں کہیں کوئی صحابی یا تابعی یا تبع تابعی یا مسلمان پہونچا، قرآن وحدیث اس کے ساتھ گیا، چند تاریخی شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام عہد رسول کریم ہی میں پہونچ گیا تھا، (اس کے متعلق مفصل مضمون والد ماجد نے اپنی کتاب غازیان ہند میں لکھا ہے)۔

بعض مزارات کے متعلق مشہور ہے کہ صحابہ کے مزارات ہیں، حضرت تمیم صحابی (تمیم الداری نہیں کوئی دوسرے) ہندوستان میں آئے، یہیں وفات پائی، کولم علاقہ مدراس میں ان کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے، یہیں ایک قبر ہے اس پر یہ کتبہ ہے (اسمعیل بن مالک بن دینار سنہ ۱۰۹ھ)۔ مالک بن دینار متوفی سنہ ؁ھ مشہور تابعی اور مفسر ہیں، اسمٰعیل ان کے بیٹے تبع تابعی ہوئے اور کچھ عجب نہیں کہ تابعی ہوں کیونکہ اُن کی ولادت سنہ ؁ھ کی بھی فرض کیجائے تو اس زمانہ میں بہت سے اصحاب زندہ تھے، ممکن ہے کسی صحابی کی دولت دیدار سے مشرف ہوئے ہوں، خیر تابعی ہوں یا نہوں، تبع تابعی ہونے میں تو شک نہیں، قرن اوّل کے محدثین ومجتہدین ومصنفین میں امام اوزاعی کا خاص مرتبہ ہے، یہ تبع تابعین میں سے تھے، امام ابوحنیفہ امام مالک کے ہمعصر تھے، ان کا مذہب شام واندلس میں سنہ ۲۰۰ھ تک جاری رہا پھر معدوم ہوگیا، تذکرۃ الحفاظ میں ان کے بیان میں لکھا ہے واصلہ من سبی السند (ان کی اصل سندھ کے قیدیوں میں سے ہے)

ابو معشر نجیح بن عبدالرحمن مشہور محدث وفقیہ ومصنف سندھ کے تھے، سنہ ۱۷۰ھ میں وفات پائی خلیفہ ہارون رشید نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مشہور محدث رجا جر، کو امام حاکم نے دکن مزار ستان الحدیث (حدیث کے ارکان میں سے ایک رکن تھے) لکھا ہے سندھی تھے، سنہ ۲۲۱ھ میں وفات پائی، ہندوستان سے ایران گئے تھے، اسفرائینی مشہور تھے،۔ اسی طرح ہندوستان میں بہت محدث وفقیہ گذرے ہیں، ہم نے تاریخ الحدیث میں ان کا مفصل تذکرہ کیا ہے،

حدیث قرآن کی اور فقہ قرآن وحدیث دونوں کی تفسیر ہے، اور یہی دونوں تفسیر کا ماخذ ہیں مسلمان جب ہندوستان آئے تو عرصہ تک جنگ وجدال کا سلسلہ قایم رہا پھر وقتاً فوقتاً شدید

انقلابات رونما ہوئے، اس لئے ابتدائی دور کے مصنفین وعلماء کے حالات کتابوں میں کم ملتے ہیں جس ملک کے ایسے کامل محدث گذرے ہوں کہ جنہوں نے مجتہدین کی صف اول میں جگہ پائی ہو جہاں ایسے محدث ہوئے ہوں جن کی تعریف امام حاکم نے کی ہو، جہاں کنز العمال جیسی کتاب تصنیف ہوئی ہو وہاں حدیث وتفسیر کا کس قدر ذخیرہ ہوگا۔

ایک تفسیر ہندوستان میں ایسی لکھی گئی ہے جس کی نظیر عالم اسلام پیش نہیں کرسکا اور علماء عالم نے اس کی مدح کی ہے، یعنی سواطع الالہام للفیضی۔

مجھے مفسرین ہند کے حالات کما حقہ دریافت نہیں ہوسکے، مجھے اندازہ ہے کہ میری معلومات بہت کم ہے، معمولی تلاش سے جس قدر فراہم کرسکا ہوں پیش کرتا ہوں، چونکہ ملک دکن کے متعلق علیحدہ مضمون ہے اس لئے دکن کے مفسرین کا یہاں ذکر نہ ہوگا۔

مولانا عبداللہ بن الہ داد تلبینی۔ تلبنہ موضع ہے ملتان کے پاس، متوفی ۹۲۲ھ، یہ صاحب تفسیر ہیں،

شیخ محمد طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار متوفی ۹۸۶ھ

شیخ حسن محمد گجراتی، ان کی تفسیر کا نام تفسیر محمدی ہے، ۹۸۲ھ میں وفات پائی۔

شیخ مبارک بن خضر ناگوری (والد فیضی) ان کی تفسیر کا نام منبع عیون المعانی چار جلدوں میں ہے، ۱۰۰۱ھ میں وفات پائی۔

علامہ ابوالفیض فیض اللہ فیضی، اکبر بادشاہ کے مصاحب تھے، ان کی تفسیر سواطع الالہام دو جلدوں میں ہے۔ اس تفسیر میں کوئی حرف منقوط نہیں آیا، دو سال میں تصنیف کی۔ ۱۰۰۴ھ میں وفات پائی۔

قاضی عبدالشہید سیوہاروی، ان کی تفسیر کا نام بیان القرآن تھا، دس جلدیں تھیں،

شیخ نظام الدین تھانیسری بلخی، ان کی تفسیر کا نام تفسیر نظامی ہے، ۱۰۲۳ھ میں وفات پائی

ملا عبدالسلام لاہوری شاگرد ملا فتح اللہ شیرازی بیضاوی کے محشی ہیں ۱۰۳۷ھ میں وفات پائی۔

ملا عبدالسلام دیوہ شاگرد ملا عبدالسلام لاہوری بیضاوی کے محشی ہیں متوفی ۱۰۳۹ھ

ملا عبدالحکیم سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، ملا کمال الدین کشمیری کے شاگرد تھے، شاہجہان بادشاہ ان کی بہت قدر کرتا تھا، دو مرتبہ ان کو ترازو میں روپیے تولا اور جس قدر روپیہ

تول میں آیا اِن کو دیدیا لکھا ہے کہ ہر تول پر چھ ہزار روپیہ آیا، چند مواضعات جاگیر دئے، بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے، سنہ ۱۰۶۷ھ میں وفات پائی۔

مولانا الہ داد جونپوری شاگرد مولانا عبداللہ تلبنی، مدارک پر ان کا حاشیہ ہے، غالباً سنہ ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ جمال الدین چشتی عرف جمن، گجرات کے رہنے والے تھے، تفسیر حسینی، تفسیر محمدی، تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک پر ان کے حواشی ہیں۔ ایک تفسیر مختصر اور ایک تفسیر تصیری ان کی تصنیف ہے، سنہ ۱۱۴۴ھ میں وفات پائی۔

مولانا غلام نقشبند بن عطاء اللہ لکھنوی متوفی سنہ ۱۱۲۶ھ، حاشیہ انوار القرآن انکی تفسیر ربع قرآن پر ہے۔

شیخ نور الدین (سن وفات غالباً ۱۱۲۷ھ) انکی ایک تفسیر الرحمانی للسبع المثانی اور ایک تفسیر الربانی علی سورۃ البقرہ ہے، اوائل بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے،

شیخ احمد عرف ملا جیون امیٹھوی (امیٹھی ایک قصبہ ہے نواح لکھنؤ میں) عالمگیر بادشاہ کے استاد تھے، ان کی تفسیر کا نام تفسیر احمدی ہے، سنہ ۱۱۳۰ھ میں وفات پائی۔

حافظ امان اللہ بنارسی بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے، سنہ ۱۱۳۳ھ میں وفات پائی۔

ملا علی اصغر قنوجی، ان کی تفسیر کا نام ثواقب التنزیل ہے، اچھی تفسیر ہے، سنہ ۱۱۴۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ نور الدین محمد صالح احمد آبادی ڈیڑھ سو کتابوں کے مصنف تھے تفسیر مختصر، تفسیر نورانی للسبع المثانی، تفسیر سورہ بقرہ حاشیہ بیضاوی ان کی تصنیف ہے، حنفی المذہب تھے، سنہ ۱۰۷۴ھ میں پیدا ہوئے، سنہ ۱۱۵۵ھ میں وفات پائی۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ابن شاہ عبدالرحیم دہلوی، شاہ صاحب کیمتعلق اسقدر کہنا بس ہے کہ امام وقت تھے، کثیر التصانیف تھے، فتح الرحمن ان کا ترجمہ ہے، اور فتح الخبیر تفسیر ہے، سنہ ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی۔

مولوی رستم علی قنوجی بن ملا علی اصغر، ان کی تفسیر کا نام تفسیر صغیر ہے، اچھی تفسیر ہے، سنہ [illegible]ھ میں وفات پائی۔

مولوی عبدالباسط ابن مولوی رستم علی قنوجی، ان کی تفسیر کا نام ذوالفقار خانی ہے

سنہ ۱۲۲۳ھ میں وفات پائی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی - حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کے مرید اور شاہ ولی اللہؒ کے شاگرد تھے، شاہ عبد العزیز ان کو بیہقیٔ وقت کہا کرتے تھے اور حضرت مرزا صاحبؒ علم الہدیٰ کے لقب سے یاد فرماتے تھے، ان کی تفسیر عربی میں تفسیر مظہری نام نہایت معتبر تفسیر ہے، سنا گیا ہے کہ اس کے ایک جزو کا اردو میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے،
اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان علیخان بہادر شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے دست کرم سے زیر طبع ہے، قاضی صاحبؒ نے سنہ ۱۲۲۵ھ وفات پائی۔

شاہ عبد القادر دہلوی شاہ ولی اللہ دہلوی کے بیٹے تھے، امام وقت تھے، ان کا اردو ترجمہ مع مختصر فوائد موضح القرآن نہایت مستند ترجمہ ہے، سنہ ۱۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

شاہ عبد العزیز دہلوی شاہ ولی اللہ دہلوی کے بیٹے، امام وقت تھے، انکی تفسیر کا نام فتح العزیز ہے نہایت معتبر و مستند تفسیر ہے، سنہ ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی۔

مولوی ولی اللہ بن سید احمد علی فرخ آبادی انکی تفسیر نظم الجواہر تین جلدوں میں ہے سنہ ۱۲۴۹ھ میں وفات پائی۔

سید اولاد حسن قنوجی سورۂ ویل للمطففین کی تفسیر لکھی سنہ ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی۔

مفتی محمد سعید احمد مدراسی، ان کی فارسی میں تفسیر غرائب الرحمن نام ہے (مطبوعہ سنہ ۱۲۶۱ھ)

نواب قطب الدین خان دہلوی، شاہ عبد العزیز دہلوی و شاہ اسحق کے شاگرد تھے محدث و مفسر، جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے، ان کی تفسیر کا نام جامع التفاسیر ہے معتبر تفسیر ہے غالباً سنہ ۱۲۶۵ھ میں وفات پائی۔

شاہ رؤف احمد بھوپالی - انکی تفسیر رؤفی تین جلدوں میں ہے سنہ ۱۲۶۲ھ میں طبع ہوئی

مولانا ابو البرکات رکن الدین معروف مولوی تراب علی لکھنوی ان کی شرح تفسیر جلالین ہے، اس کا نام ہلالین ہے، سنہ ۱۲۸۰ھ میں وفات پائی۔

مولانا حیدر علی فیض آبادی تفسیر فتح العزیز مصنفہ شاہ عبد العزیز پر ان کا ذیل ہے غالباً سنہ ۱۲۵۵ھ کی تصنیف ہے،

مفتی محمد یوسف حنفی فرنگی محلی لکھنوی، ان کا بیضاوی پر حاشیہ ہے، سنہ ۱۲۸۶ھ میں وفات پائی۔

مولوی سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی، ان کی تصنیف کا نام کمالین ہے یہ تفسیر جلالین کی شرح ہے (مطبوعہ ۱۲۸۷ھ)

مولوی فیض الحسن سہارنپوری، ان کی تصنیف جلالین پر تعلیق ہے (مطبوعہ ۱۲۸۵ھ)

مولوی لطف اللہ بنگالی ان کی تفسیر کا نام فاتحۃ الکتاب ہے (۱۲۱۰ھ سے قبل کی تصنیف ہے)

شاہ عبد الحکیم دہلوی ان کی تفسیر کا نام تفسیر وجیز ہے، ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی۔

مولوی ہدایت اللہ، قاضی محمد اسمٰعیل صدیقی نقشبندی کے شاگرد تھے، ان کی تفسیر کا نام تمیز الکلام ہے، ۱۳۰۰ھ میں وفات پائی۔

مولانا صبغت اللہ بن محمد غوث بن محمد ناصر الدین مدراسی، ان کی تفسیر کا نام فیض الکریم ہے

مولوی سید ابو القاسم لاہوری، ان کی تفسیر کا نام لوامع التنزیل ہے۔

سید مرتضٰی بلگرامی شاگرد شاہ ولی اللہ کثیر التصانیف تھے، سورۂ یونس کی تفسیر لکھی

مولوی مشتاق احمد حنفی امیٹھوی ان کی تفسیر سورہ الاعلیٰ کی ہے، اس کا نام الکلام الاعلیٰ فی تفسیر سورۃ الاعلیٰ باحادیث المصطفٰے ہے۔

نواب صدیق حسن خان ابن سید اولاد حسین قنوجی، ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے ۱۳۰۷ھ میں وفات پائی، سادات قنوج سے تھے عالم متبحر تھے، عربی، فارسی، اردو نظم و نثر لکھنے میں خاص ملکہ تھا، توفیق تخلص تھا، قریب تین سو کتابوں کے انکی تصنیف سے ہیں۔

نواب شاہجہاں بیگم والیہ بھوپال نے ان سے عقد ثانی کیا تھا، تفسیر میں ان کی کئی تصنیفیں ہیں، تفسیر فتح البیان ۴ جلدوں میں ہے یہ تفسیر فتح القدیر شوکانی کی تلخیص ہے، لیکن اس میں اور دوسری تصنیف ترجمان القرآن میں شیخ احمد بن محمد ابن نشانجی زادہ متوفی ۹۸۶ھ اور حاشیہ جمل وغیرہ سے نقل کر کے اضافہ کیا ہے، نواب صاحب کے تلمیذ مولوی ذو الفقار احمد نے لکھا ہے:۔

"چونکہ فتح البیان و ترجمان القرآن و تکملہ ترجمان القرآن میں ان لوگوں کی کتب سے اکثر منقول ہے"

اور لکھتے ہیں:۔

"فتح البیان تفسیر فتح القدیر امام شوکانی کی تلخیص ہے لیکن یہ نری تلخیص نہیں بلکہ اور کتب تفاسیر سے اس میں بہت زیادتی کی گئی ہے۔"

اور لکھتے ہیں:۔

"آٹھ ماہ میں فتح القدیر سے فتح البیان ملخص فرمائی پھر مدارک و خازن سے اس پر زیادتی کی پھر نظر ثانی

کرجل وغیرہ سے کچھ اور زیادہ ہو" (قصار الارب)

تفسیر اور حدیث کی کتابیں کتب سابقین ہی کی مدد سے تالیف ہوتی ہیں، کسی کتاب سے نقل کرنا یا کسی کی تلخیص کرنا عیب نہیں، لیکن نواب صاحب نے اکسیر فی اصول التفسیر میں بڑے بڑے مفسرین پر ہاتھ صاف کیا ہے اور نقل و تلخیص کو ان کے حق میں بطور طنز و طعن لکھا ہے اس لئے ہم نے ان حوالوں کو نقل کیا،

نواب صاحب کی اُردو تفسیر ترجمان القرآن اور عربی تفسیر فتح البیان جس تفسیر کی تلخیص ہیں یعنی فتح القدیر شوکانی وہ تفسیر ابن کثیر، بیضاوی، جلالین، کشاف وغیرہ وغیرہ تفاسیر سے مرتب کی گئی ہے اور تفسیر ابو السعود سے بہت کچھ مدد لی گئی ہے، چنانچہ مولوی ذوالفقار احمد صاحب لکھتے ہیں:۔ "شیخ شیوخنا علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر فتح القدیر میں درایت کی بنا اسی (تفسیر ابو السعود) پر رکھی ہے" از قصار الارب)

تفسیر ابو السعود ایک مقبول اور عمدہ تفسیر ہے، اور قاضی شوکانی کی تفسیر کی گویا بنا اسی پر ہے لیکن نواب صاحب اس تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں:۔ "ماخذ این تفسیر کشاف و بیضاوی و شرح و حواشی او ست مضامین ایشاں را بعبارت رشیق و سبک انیق بربط و ضبط کلام موزون ساختہ و داد بلاغت دادہ گویا کتاب علم معانی و بیان است مقصود تفسیر دران کمتر توان یافت (اکسیر فی اصول التفسیر)

یہ اس تفسیر پر رائے ہے جس کے خوشہ چین کے خود خوشہ چین ہیں گویا نواب صاحب کے نزدیک بیضاوی و کشاف وغیرہ کتب سابقین وغیرہ سے نقل کرنا، ان کے مطالب کو واضح کرنا سرقہ ہے اور مقصود تفسیر نہ کشاف میں ہے نہ بیضاوی میں نہ تفسیر ابو السعود میں، اگر ہے تو ان سب کی تلخیص تفسیر شوکانی اور نواب صاحب کی تفسیر میں، سبحان اللہ کیا کہنا!

ادوردبن کرنیلیس فنڈیک نے اپنی کتاب اکتفاء القنوع بما ہو المطبوع (مطبوعہ قاہرہ) میں نواب صاحب کے ترجمہ میں اُن پر چند اعتراضات کئے ہیں، ان کے جوابات مولوی ذوالفقار احمد نقوی سارنگپوری شاگرد نواب صاحب نے قصار الارب میں دئے ہیں۔

منجملہ دیگر اعتراضات کے صاحب اکتفاء القنوع نے نواب صاحب کے حسب نسب غربت افلاس پر بھی اعتراض کیا ہے، میرے نزدیک ایسی کتاب جس میں مصنفین و علما کا تذکرہ ہو اس میں کسی کے علم اور تصنیف پر بحث یا نکتہ چینی کرنا تو درست ہے، حسب نسب غربت و افلاس پر طنز و طعن کرنا روا نہیں اس لئے میں صاحب اکتفاء کے اس قسم کے اعتراضات کو قابل توجہ خیال نہیں کرتا، باقی یہ سب کو تسلیم ہے

اور مجیب صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ کتاب اکتفاء القنوع ایک اچھی کتاب ہے،

مجیب صاحب نے لکھا ہے کہ صاحبِ اکتفاء غیر ملک کا باشندہ تھا اسکو جیسی خبر پہونچی اُس نے نقل کردی ہے۔

یہ صحیح ہے اور بے شک اس حد تک وہ مصنف معذور ہے لیکن میں پھر بھی کہوں گا کہ مصنف و تالیف علم و فضل کے متعلق اس کو اپنی کتاب میں ہر قسم کی خبر نقل کرنا تھا حسب نسب اور غربت و افلاس کا ذکر ہی نہ کرنا تھا، اور اگر صاحب اکتفا نے یہ غلطی کی تھی تو مجیب کو ایسی لچر بات پر توجہ نکرنی چاہئے تھی، زبردست اور قابل لحاظ تو تین اعتراض ہیں۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ نواب صاحب اپنی تصانیف میں اپنا تذکرہ نہایت فخر کے ساتھ کرتے ہیں مجیب نے اس کا جواب نہیں دیا، یہ اعتراض صحیح ہے، اکسیر فی اصول التفسیر میں جابجا اپنی تصانیف کی مدح کی ہے، ان کے والد نے سورۂ ویل للمطففین کی تفسیر لکھی، اس کی تعریف لکھی ہے، باقی کوئی مفسر ایسا نہیں جس پر نواب صاحب نے چوٹ نہیں کی، بڑے مفسروں علامہ محمود آلوسی، نواب قطب الدین خان کو چھوڑ دیا، اپنے والد کو صرف ایک سورت کی تفسیر لکھنے پر طبقاتِ مفسرین میں شامل کر دیا،

کتاب اتحاف النبلاء میں اپنا طویل ترجمہ لکھا ہے، اپنے مدحیہ قصائد نقل کئے ہیں، اپنے فرزند مولوی نور الحسن خان کی تعریف لکھی ہے۔

ان باتوں سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ نواب صاحب کے مزاج میں نمائش تھی،

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ نواب صاحب نے مختلف شہروں سے علماء کو طلب کر کے جمع کر لیا تھا، اور اُن سے تصنیف و تالیف کرا کر اپنے اور اپنے فرزند مولوی نور الحسن خان کے نام سے شائع کراتے تھے،

والد ماجد عرصہ تک بھوپال میں مقیم رہے وہ بھی ایسا ہی فرماتے تھے، اور بعض علماء ثقات سے بھی ایسا ہی سنا ہے، یہ اعتراض نواب صاحب پر اُن کی زندگی میں اُن کے معاصرین نے بھی کیا تھا، نواب صاحب خود اس کا اطمینان بخش جواب نہ دیسکے، اس کے علاوہ ہر بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے مصنف کا ایک خاص رنگ ہوتا ہے، اُس کی جھلک اس کی ہر تصنیف میں ہوتی ہے، نواب صاحب کی اکثر تصانیف کا رنگ ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ قدماء کی نایاب تالیفات و تصنیفات کو بصرف زر خطیر حاصل کر کے اپنے اور اپنے فرزند مولوی نور الحسن خان کے نام سے شائع کرا دیتے تھے، معترض نے چند کتابوں کے نام لکھے ہیں۔

مجیب نے اس اعتراض کا جواب ناکافی دیا ہے، چند ایسی کتابوں کے نام لکھکر جو کسی کتاب کی تلخیص یا ترجمہ ہیں، اس اعتراض کو ہٹانا چاہا ہے لیکن معترض نے جن کتابوں کے نام لکھے ہیں یا جو حوالے دئے ہیں ان کے متعلق مجیب نے کچھ نہیں لکھا۔

یہ اعتراض صحیح ہے، کتاب سبل السلام مصنفہ وزیر محمد بن اسمٰعیل یمانی کا نام فتح العلام رکھکر اپنے فرزند مولوی نورالحسن خان کے نام سے شائع کرائی، بعد کو اصل کتاب مصر سے شائع ہوئی، دونوں موجود ہیں، سر مو فرق نہیں، مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی شارح مشکوٰۃ شریف فرماتے تھے کہ ان کو دمشق میں ایک مصری عالم نے ایک مطبوعہ کتاب متقدمین کی دکھا کر کہا کہ یہ کتاب نواب صدیق حسن خان اپنے نام سے شائع کرا چکے ہیں، افسوس مولانا کو اس کتاب کا نام یاد نہیں رہا
بہر حال نواب صاحب بڑے عالم تھے، اور جس طرح بھی ہوا انہوں نے علم حدیث کی بڑی خدمت کی۔

حکیم محمد حسن، سادات امروہہ میں سے تھے، اجمیر کالج میں پروفیسر تھے، ان کی تفسیر کا نام غایۃ البرہان ہے اور بھی کئی تصنیفیں ہیں اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں لیکن ان کی تمام ہمت اس پر صرف تھی کہ قرآن مجید اور بائبل میں تطبیق کیجائے، غالباً سنہ ۱۹۱۰ء میں وفات پائی۔

مولانا احمد حسنؒ سادات امروہہ میں سے تھے، نہایت حسین وجمیل ووجیہ وشکیل تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد، شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی وحاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی طرف سے مجاز طریقت تھے، محدث تھے، مفسر تھے، فقیہ تھے، وعظ وتقریر میں صاحب کمال تھے، حسن ظاہری وباطنی سے آراستہ پیراستہ تھے، صاحب زہد وتقویٰ تھے، اس زمانہ میں علم تفسیر میں کوئی ان کا نظیر نہ تھا، مدرسہ امروہہ کے صدر مدرس تھے، نواب سلطان جہاں بیگم والیہ بھوپال نے افسری دیوانی کا عہدہ پیش کیا، آپ نے قبول نہ کیا ؎

مقبول جو ذرہ ہوا درگاہ میں رب کی ۔۔۔ وہ ملتفت نیر اعظم نہیں ہوتا

آپ کے درس میں طلبا کا ہجوم رہتا تھا، درس وتدریس کی وجہ سے تالیف وتصنیف کی فرصت نہ پائی۔ سنہ ۱۳۳۰ھ میں وفات پائی، بعد وفات ان کے چند مضامین کا مجموعہ بنام "افادات احمدیہ" شایع ہوا جو ہر طرح لایق دید وداد ہے۔ ان کے صاحبزادے مولانا حافظ قاری سید محمد صاحب مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں، تفسیر وترجمہ میں ان کو بھی ید طولیٰ حاصل ہے۔

مولانا عبدالحق دہلوی، ان کی تفسیر کا نام فتح المنان ہے جو تفسیر حقانی مشہور ہے بہترین تفسیر ہے مصنف کے علمی کمالات کی شاہد عادل ہے، غالباً سنہ ۱۹۱۰ء میں وفات پائی۔

مولانا محمود حسن، دیوبند کے رہنے والے، اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے، مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے، شیخ الہند لقب تھا، چند کتابوں کے مصنف تھے، ان کا اُردو ترجمہ قرآن مجید نہایت صحیح و مقبول ہے، اس ترجمہ پر ان کے شاگرد رشید مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے بہترین فوائد لکھے ہیں، شیخ الہند نے ۱۳۳۹ھ میں وفات پائی۔

مفسرین حال

مولانا اشرف علی، تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے باشندے ہیں، مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی اور مولانا محمود حسن شیخ الہند کے شاگرد ہیں، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی طرف سے مجاز طریقت ہیں، چھ سو کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی تفسیر بیان القرآن نام ۱۲ جلدوں میں ہے بہترین تفسیر ہے قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے، جو صحیح و مستند ہے،

مولانا احمد علی، لاہور میں رہتے ہیں، مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ تعالیٰ (شاگرد شیخ الہند) کے شاگرد ہیں تفسیر کا درس دیتے ہیں، طلبا کا ہجوم رہتا ہے۔ چند سورتوں کی تفاسیر بھی شائع کی ہیں راقم سطور بھی ایک عشرہ تک شامل درس رہا ہے۔

خواجہ عبدالحی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں پروفیسر ہیں، ان کی تفسیر کا نام الخلافۃ الکبریٰ ہے علما کو ان کی تفسیر سے اختلاف ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد محی الدین احمد نام کلکتہ میں رہتے ہیں، ہندوستان کے مشہور عالم اور لیڈر ہیں، کثیر التصانیف ہیں، صاحب تفسیر ہیں، لیکن علما کو ان کی تفسیر پر اعتراض ہے،

مولانا شبیر احمد عثمانی، دیوبند کے باشندے، شیخ الہند کے شاگرد ہیں، جامعہ ڈابھیل کے صدر مدرس اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم ہیں، مشہور مصنف و نامور عالم ہیں، فتح الملہم نام شرح صحیح مسلم ان کی تصنیف ہے، قرآن مجید مترجمہ شیخ الہند پر بہترین فوائد لکھے ہیں، فوائد کیا ہیں مختصر و معتبر تفسیر ہے،

مولوی عاشق الٰہی، میرٹھ کے رہنے والے مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے شاگرد ہیں کثیر التصانیف ہیں، قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے، جو معتبر و مستند ہے۔

مولوی ثناء اللہ۔ امرتسر کے باشندے، شیخ الہند کے شاگرد ہیں، مذہب اہلحدیث کے پیرو ہیں، مشہور مناظر و مصنف ہیں، کثیر التصانیف ہیں، ان کی تفسیر کا نام تفسیر ثنائی ہے، ایک

آریوں کے اعتراضات کا رد ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی - قدیم باشندے فیض آباد کے ہیں، مدینہ منورہ میں عرصہ تک ہے حرم نبوی میں درس دیا کرتے تھے، شیخ الہند کے شاگرد ہیں، مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف سے مجاز طریقت ہیں، اسوقت دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہیں، محدث ہیں، مفسر ہیں، آپ کے درس میں طلبا کا ہجوم رہتا ہے، جامع کمالات ظاہری و باطنی ہیں، ہندوستان کے نامور عالم اور لیڈر ہیں، صاحب تصنیف ہیں، اسلامی و قومی و ملکی خدمات کی بدولت بہت سے مصائب آلام برداشت کئے ہیں، شیخ الہند ثانی و امیر الہند مشہور ہیں، ہندوستان کی ایک عظیم الشان اور معتقد ہستی آپکو احمد حنبل ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے، مرتاض سخی مہمان نواز ہیں، حلم و انکسار و تواضع خدمت خلق آپ کا طرۂ امتیاز ہے ؎

ثابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط + بے دیو کے مارے ہوئے رستم نہیں ہوتا

ہندوستان کے تمام شہروں میں محدث و مفتی گذرے ہیں اور اس زمانہ میں تو بہت سے قصبات میں بھی مدارس قائم ہیں۔

بدایوں، لکھنو، آگرہ، لاہور، دہلی یہ شہر مرکز علوم رہے ہیں، میں نے ان مقامات کے بعض مشاہیر کو خطوط لکھے تاکہ علما کے حالات معلوم کروں مگر کسی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ لہذا اپنی محدود معلومات ہی پر اکتفا کیا گیا۔ میں نے تعصب اور کسی خیال کو دخل نہیں دیا بلکہ جہاں تک میری معلومات تھیں ہر خیال کے علما کا میں نے ذکر کیا ہے ؎

کعزاست در طریقت ما کینہ داشتن
آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

تفسیر اور ملک دکن

تاریخ شاہد ہے کہ دکن کے مسلمان بادشاہ علوم و فنون کے قدرداں ہوئے ہیں اور اسلامی علوم پر بہت کچھ زر و جواہر نثار کیا ہے،

ہندوستان پر آٹھویں صدی ہجری تک اور دکن میں ۶۹۵ھ سے ۹۰۰ھ تک برابر سلاطین اسلام حکمراں رہے، لیکن خدمت حدیث شریف کی سعادت ابدی سلطان محمود شاہ بہمنی (المتوفی ۹۰۰ھ) کے نصیب میں تھی، اس نیکنام بادشاہ نے سب سے پہلے محدثین کے وظائف مقرر کئے اور اشاعت علوم کی ترغیب دلائی، دکن میں ایسے علما ہوئے کہ جن کی تصانیف کو علمائے عرب و عجم نے سر آنکھوں پر رکھا، جو سلطان المحدثین کہلائے اور جن کے سامنے مکی و مدنی محدثین نے زانوئے ادب تہ کیا۔ سید عبد الاول حسینی متوفی ۹۶۸ھ، شیخ علی متقی صاحب کنز العمال ۹۷۵ھ، شاہ محمد فضل اللہ ۱۰۰۰ھ، شیخ طیب ۱۰۱۰ھ ایسے بزرگ گذرے ہیں کہ جن کو مکی و مدنی علما نے امام فن تسلیم کیا، اور جن کی تصانیف علمائے اسلام کی رہنما ہیں۔ ہندوستان میں یہ فخر دکن ہی کو حاصل ہے کہ قرآن کی سب سے پہلی ۴

علامہ حسن بن محمد بن حسین معروف نظام نیشاپوری نے دولت آباد میں سکونت کی، ۷۲۸ھ میں وفات پائی، ان کی تفسیر (۳) جلدوں میں ہے۔

خواجہ سید محمد الملقب خواجہ گیسو دراز نے کشاف پر حاشیہ لکھا، ان کی دو تفسیریں بھی ہیں ۸۲۵ھ میں وفات پائی۔

شیخ علی مہائمی (مہائم دکن کا ناصیہ ہے) قبیلہ نوائت سے تھے (نوائت قبیلہ قریش کی ایک شاخ ہے، یہ خاندان بخوف حجاج بن یوسف مدینہ منورہ سے نکلا) سیخ المرجان) کثیر التصانیف تھے، تفسیر رحمانی ان کی تصنیف ہے، ۸۳۵ھ میں وفات پائی۔

قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی، تفسیر بحر مواج ان کی تصنیف ہے، سلطان ابراہیم شرقی نے ان کو ملک العلما خطاب دیا تھا، ۸۴۹ھ میں وفات پائی

ملا فتح اللہ شیرازی عادل شاہ نے ان کو دکن بلایا، یہاں تفسیر تصنیف کی، پھر اکبر بادشاہ نے فتحپور سیکری بلا کر صدارت عظمیٰ کا منصب عطا فرمایا، ۹۹۷ھ میں کشمیر میں وفات پائی۔

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی حنفی المذہب تھے، دکن میں سکونت اختیار کی، بیضاوی کے محشی ہیں، ۹۱۱ھ میں پیدا ہوئے ۹۹۸ھ میں وفات پائی۔ کثیر التصانیف تھے، ان کی

تاریخ وفات لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ہے۔

مولوی عبد الصمد بن نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ عبد الوہاب خان نصرت جنگ،

ان کی تفسیر کا نام تفسیر وہابی ہے جو دکنی زبان میں ہے ۱۳۰۰ھ میں وفات پائی۔

مولوی حرز اللہ نہر نگ اورنگ آبادی، اردو میں تیسویں پارہ کی تفسیر لکھی جس کا نام چراغ ابدی ہے یعنی ۱۳۰۰ھ کی تصنیف ہے۔ اور بہت سے محدث و مفسر علما گزرے ہیں۔

تفسیر اور سلطان العلوم

اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان علیخان بہادر شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ درحقیقت سلطان العلوم ہیں، دنیا کا کوئی حصہ و خطہ ایسا نہیں جہاں کے علما اعلیٰ حضرت کے وظیفہ خوار نہیں، علما و مصنفین کا ایک گروہ کثیر حضور کے دست کرم کے طفیل میں باطمینان درس و تدریس تصنیف و تالیف میں مشغول ہے، اعلیٰ حضرت کے عہد سعادت مہد میں جو جو علمی ترقیاں ہوئیں ان سب کا بیان اس کتاب کے مقصد سے خارج ہے، یہاں صرف علوم دینیہ کا مختصر تذکرہ مقصود ہے کیونکہ مفصل بیان ہم تاریخ الحدیث میں کر چکے ہیں۔ خاص بلدہ میں دائرۃ المعارف، اشاعۃ العلوم، ادارۂ علمیہ اور کئی ادارے قدیم و جدید کتب کی اشاعت کی خدمت انجام دے رہے ہیں، سلف صالحین کی وہ نادر و نایاب تصانیف جن کا نام ہی بڑے بڑے علما نے سنا تھا، آج شہنشاہ دین پرور و علم دوست کے دست کرم سے ہر طالب علم کے ہاتھ میں ہیں، دائرۃ المعارف نے عرب و عجم و یورپ سے ائمہ اسلام کی تصانیف کو تلاش کر کے طبع کرایا ہے، ان مطبوعات کی فہرست ڈیڑھ جزو پر شائع ہوئی ہے اور ان میں سے خاص خاص کتابیں یہ ہیں۔

کنز العمال، مستدرک، سنن کبریٰ، مشکل الآثار، جامع المسانید، مسند ابی داؤد طیالسی، تہذیب التہذیب، تذکرۃ الحفاظ، لسان المیزان، تجرید اسماء صحابہ، وغیرہ وغیرہ

بلدہ کے علاوہ ہندوستان کی تمام مشہور درسگاہوں اور اداروں کی امداد جاری ہے مثل دیوبند، ندوۃ العلما، مدرسہ بدایوں، مدرسہ نگینہ، مظاہر العلوم سہارنپور، دار المصنفین اعظم گڑھ وغیرہ وغیرہ

اس عہد ہمایوں میں قدیم تفاسیر میں سے الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم مصنفہ شیخ عبد الکریم ابن سبط الشیخ عبد القادر جیلانی متوفی ۵۹۰ھ دائرۃ المعارف نے شائع کی ہے۔

تفسیر مظہری مصنفہ قاضی ثناء اللہ منجانب اشاعت العلوم شائع ہو رہی ہے۔

تفسیر بقاعی مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی ۸۸۵ھ جو ایک بے نظیر تفسیر ہے

دائرۃ المعارف میں زیر تجویز طبع ہے۔

مولوی وحید الزمان خان المخاطب نواب وقار نواز جنگ شاگرد مولانا لطف اللہ علیگڈھی تمام کتب صحاح کے مترجم اور تفسیر وحیدی کے مصنف ہیں، ان کی تصانیف معتبر ہیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب تفسیر ثنائی وظیفہ خوار دولت آصفیہ ہیں۔

مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی وظیفہ خوار دولت آصفیہ ہیں۔

مولانا عبد البصیر آزاد حنفی سیوہاروی ابن حافظ نور الحسن، شیخ الہند مولانا انور شاہ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری و مفتی عزیز الرحمن دیوبندی کے شاگرد ہیں، پندرہ سال سے دکن میں مقیم ہیں۔ ایک درجن سے زیادہ مفید کتب کے مصنف ہیں، ان کی تفسیر کا نام اسرار التنزیل فی تفسیر سورۃ الفیل ہے، اس تفسیر کو مشہور علماء نے پسند کیا ہے، راقم سطور کے چچازاد بھائی ہیں۔

راقم سطور اپنے والد ماجد قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم کے ذریعہ سے نمک خوار دولت آصفیہ ہے۔

خدایا تو این سایہ پاینده دار ۔ دعا گوئے این دولتم بنده وار

راقم سطور کے اسناد یہ ہیں۔

البیان المستند فی اسانید عبد الصمد

(۱) حضرت شیخ الہند ثانی مولانا حسین احمد مدنی مدظلہ العالی

حضرت مولانا مدظلہٗ شاگرد ہیں حضرت شیخ الہند کے

نیز حضرت مولانا کو سند ہے مولانا عبد العلی تلمیذ مولانا قاسم نانوتوی سے

نیز حضرت کو سند ہے مولانا رشید احمد گنگوہی سے۔

نیز حضرت کو سند ہے مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے۔

نیز حضرت کو سند ہے مولانا حسب اللہ شافعی مکی سے

نیز حضرت کو سند ہے مولانا عبد الجلیل برادہ مدنی سے

نیز حضرت کو سند ہے مولانا عثمان عبد السلام داغستانی مفتی احناف مدینہ منورہ سے

(۲) مولانا اعزاز علی امروہوی مدظلہٗ تلمیذ شیخ الہندؒ۔

(۳) مولانا سید اصغر حسین عرف میاں صاحب۔ مدظلہٗ تلمیذ شیخ الہندؒ

(۴) مولانا عبد السمیع دیوبندی مدظلہٗ شاگرد شیخ الہندؒ

(۵) مولانا محمد ابراہیم بلیاوی مدظلہٗ شاگرد شیخ الہند

(۹) مفتی محمد شفیع مدظلہ، شاگرد مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ

راقم سطور نے اسوقت تک سات کتابیں تصنیف کی ہیں۔ (۱) اربعین اعظم (۲) سود لیشی اُردو (۳) ضروری کہانیاں (۴) محمود اور فردوسی (۵) تاریخ الحدیث (۶) الدر المکنون فی تفسیر سورۃ الماعون (۷) یہ تاریخ تفسیر۔

تاریخ الحدیث کو علماء جامعہ ازہر نے بھی طلب فرمایا اور پسند فرمایا ہے، محمود اور فردوسی یہ کتاب دوبار شائع ہوئی اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئی پھر بھی فرمائشیں بدستور ہیں، کابل طلب کی گئی تھی، کابل کے اخبار انیس نے اپنے پرچہ ۲۷ صفر ۱۳۵۳ھ میں اس پر طویل اور زبردست ریویو کیا ہے؛ اور جناب عبد الحی صاحب مدیر اخبار طلوع افغان قندہار نے اسکے فارسی میں ترجمہ کرنے کی اجازت حاصل کی ہے،

اعلیٰ حضرت کے عہد ہمایوں میں جو دینی وعلمی خدمات انجام پائی ہیں اُن کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں، اکثر اسلامی مدارس ومصنفین کو امداد دیجاتی ہے۔ حضور کی یہ قدر دانی صرف مسلمانوں ہی تک محدود نہیں بلکہ غیر مسلم اداروں کو بھی امداد دیجاتی ہے، ان کے تذکرہ کا یہ موقع نہیں، خاکسار نے ان کا مفصل ذکر اپنی کتاب ضروری کہانیاں میں کیاہے،

شجرات محدثین ومفسرین ومصنفین ہند

ہندوستان کے علماء کا سلسلہ سمجھنے کیلئے مختصراً یہ چند سلسلے لکھے جاتے ہیں، ایک ایک محدث ومفسر ومصنف کے بہت سے اساتذہ ہیں، اس لیے سلسلے بھی بہت ہیں، سب کا تذکرہ دشوار ہے، اکثر سلاسل علما کی تصانیف میں مذکور ہیں۔

شاہ ولی اللہ، شاہ عبد العزیز نے اپنی متعدد تصانیف میں مفصل اپنی اسناد کو لکھا ہے۔
شاہ عبد الغنی مجددی عمری کی اسناد رسالہ الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبد الغنی میں مذکور ہیں۔
شیخ الہند مولانا محمود حسن کے اسناد رسالہ اللآلی المنضود فی اسانید شیخ الہند محمود میں ہیں۔
مولانا سید انور شاہ کشمیری کے اسناد رسالہ المسک الاذفر من اسانید الشیخ الانور میں ہیں۔
شیخ الہند ثانی امیر الہند مولانا سید حسین احمد مدنی مدظلہ العالی کے اسناد کا تذکرہ سلسلہ الزبرجد فی اسانید الشیخ حسین احمد میں ہے۔

(۱) شاہ ولی اللہ عن الشیخ محمد افضل بن خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی .... عن الشیخ احمد مجدد الف ثانی عن الشیخ یعقوب الصرفی الکشمیری عن

احمد بن حجر المکی عن القاضی زکریا عن الحافظ ابن حجر العسقلانی۔

(۲) الشیخ نور الحق بن الشیخ عبد الحق الدہلوی عن خواجہ معصوم عروۃ الوثقیٰ۔

(۳) الشیخ نور الحق عن الشیخ عبد الحق الدہلوی عن عبد الوہاب المتقی عن علی المتقی عن ابی الحسن البکری عن الامام السیوطی عن السخاوی ابی العباس الطریفی عن الحافظ ابن حجر رح

(۴) شاہ ولی اللہ عن ابی طاہر الکردی المدنی عن الشیخ عبد اللہ اللبیب اللاہوری عن الملا عبد الحکیم السیالکوٹی عن الشیخ عبد الحق الدہلوی۔

(۵) الحافظ ابن حجر العسقلانی عن ابی الفضل العراقی عن ابی الفضل العلائی عن الحافظ منذری عن الحافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی عن ابی موسی المدینی عن الحافظ اسمعیل التیمی عن الحافظ حمید عن الخطیب البغدادی۔

خطیب بغدادی سے قبل و بعد بہت سے سلاسل ہیں جو کتابوں میں مذکور ہیں۔ سلسلہ مندرجہ ذیل راقم سطور نے بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد مرتب کیا ہے، اسمیں تعداد رجال کم ہے،

خطیب البغدادی عن الامام سعد الزنجانی عن حسین بن میمون الصدفی عن ابی جعفر الرازی عن عبد اللہ بن عبد اللہ قاضی رے عن عبد الرحمن ابن ابی لیلی عن عمر و عثمان و علی و عبد اللہ بن مسعود و عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

شجرہ محدثین و مفسرین عالم

سلاسل کثرت سے ہیں، یہاں صرف دو سلسلے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) امام ابو حنیفۃ امام اعظم عن حماد بن سلیمان عن ابراہیم النخعی عن علقمۃ بن قیس النخعی عن عبد اللہ بن مسعود و علی ابن ابی طالب وغیرہما رضی اللہ عنہم۔

(تفصیل ملاحظہ ہو صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۶ پر)

(۱) سلسلۂ تلمذ مفسرین و محدثین عالم

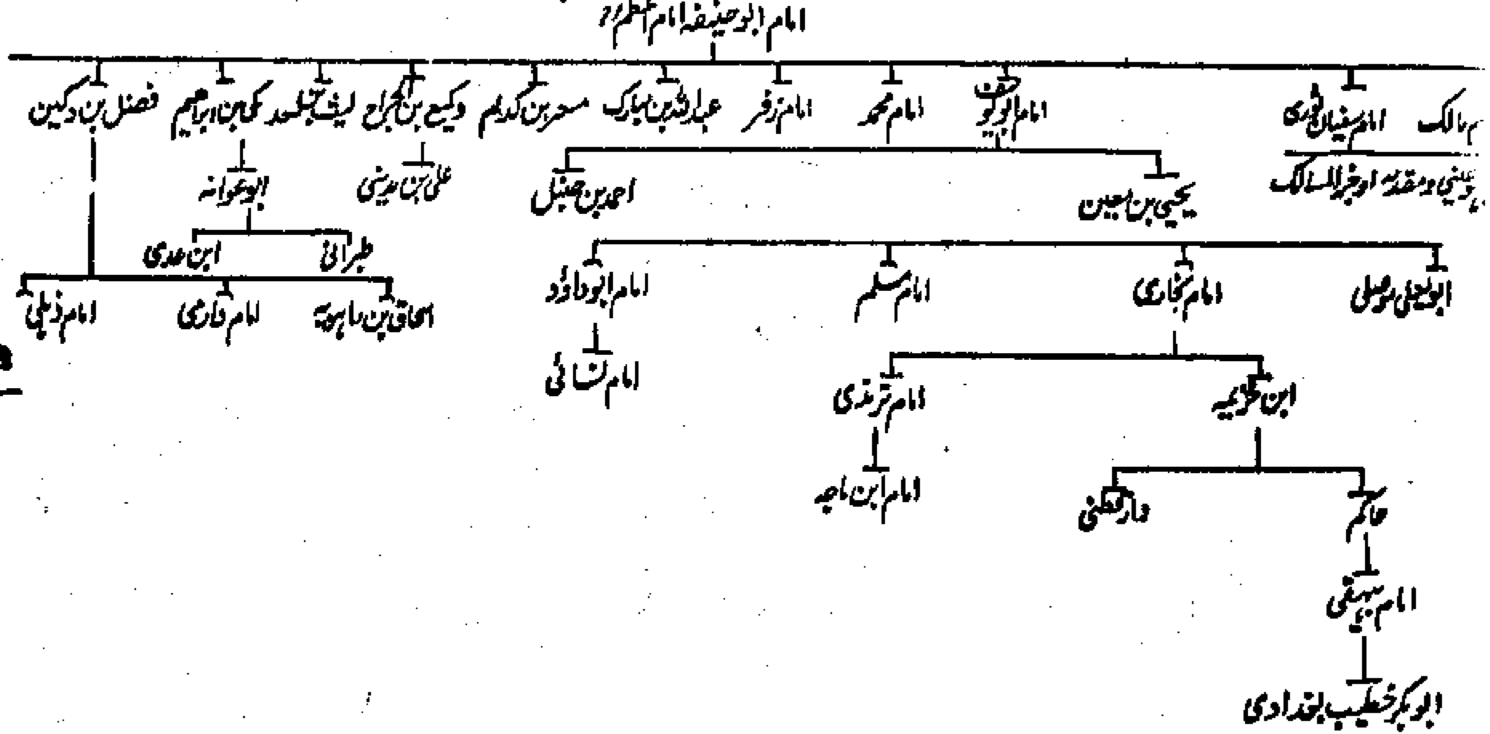

(۲) سلسلۂ تلمذ علمائے ہند

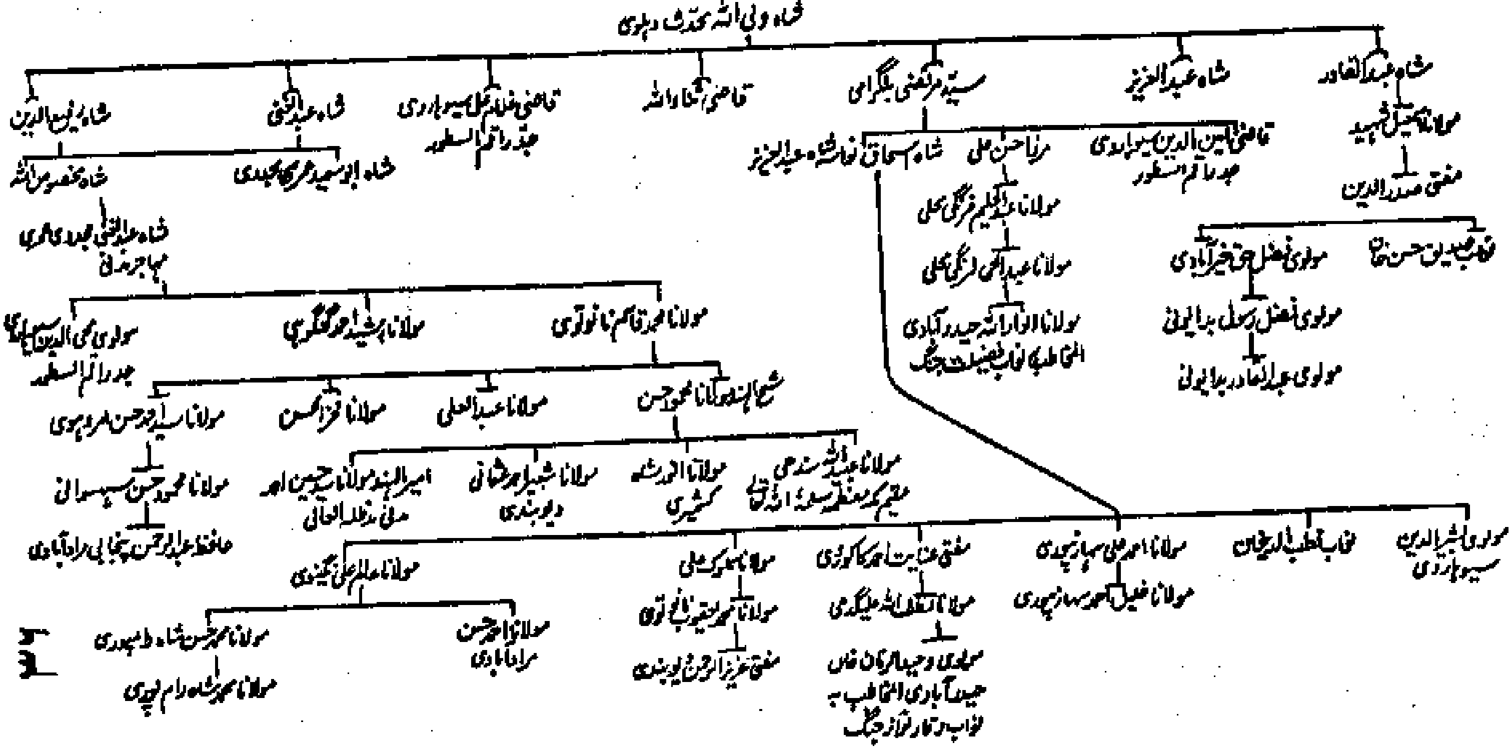

الباب الثانی فی الکتب

تمام تفاسیر وکتب کے متعلق کچھ لکھنا تو کیا ان کی فہرست بھی مرتب نہیں ہو سکتی، اس باب میں بعض بہت زیادہ مشہور تصانیف کے متعلق مختصراً لکھا جائے گا، بعض مشہور مفسرین کی کئی کئی تفسیریں ہیں، میں نے طوالت سے بچنے کیلئے ایک ہی کا ذکر کیا ہے، بعض اسماء کے ساتھ اور بھی ایک دو نام لکھدیے ہیں، اس باب میں تقریباً پانچسو تفاسیر کے اسماء وحالات درج ہیں۔

تصانیف قرن اول

تصانیف عہد رسالت

حضور علیہ السلام آیات قرآنی کو تشریح وتفصیل کیسا تھ سمجھاتے تھے، اس لئے قرآن کے سب سے پہلے مفسر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قرآن کی سب سے پہلی تفسیر احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، احادیث کا زیادہ تعلق آیات قرآنی سے ہے، اس لئے حدیث کا ہر مجموعہ قرآن کی تفسیر ہے۔

خاکسار نے تاریخ الحدیث میں عہد رسالت کے حدیث کے (۲۲) مجموعوں کا ذکر کیا ہے۔ انہیں سے کتاب الصدقہ خود حضور نے حضرت ابوبکر بن حزم صحابی کو لکھائی، یہ دو صفحہ کا رسالہ تھا، اس میں زکوۃ کے احکام تھے، گویا آیات زکوۃ کی تفسیر تھی، اس کی نقول دیگر امراء کو بھی بھیجی گئیں (دارقطنی و مسند احمد بن حنبل)

حضور نے حضرت وائل بن حجر صحابی کو نماز، روزہ، ربوا، شراب وغیرہ کے احکام لکھا دیئے تھے، یہ گویا آیات صوم وصلوۃ وغیرہ کی تفسیر تھی، (معجم صغیر)

ان ۲۲ مجموعوں میں سے سب سے زیادہ ضخیم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی کتاب صادقہ تھی اس میں ایکہزار حدیثیں تھیں (بخاری، اصابہ، طبقات ابن سعد، ابو داؤد) لیکن حضور کے عہد سعادت مہد میں جو کچھ لکھا گیا وہ سب حدیثوں کا ذخیرہ تھا، خالص تفسیر کے نام سے کوئی مجموعہ نہ تھا،

تصانیف عہد خلافت راشدہ

تفسیر اُبی۔ حضرت ابی بن کعب صحابی رضی اللہ عنہ متوفی سنہ ۲۵ ہجری نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، اس مجموعہ سے امام احمد بن حنبل نے مسند میں امام جریر طبری نے تفسیر میں امام حاکم نے مستدرک میں بہت کچھ لیا ہے، حاکم نے سنہ ۴۰۵ھ میں وفات پائی، اسلئے یہ تفسیر پانچویں صدی تک ضرور موجود تھی، (رسالہ مبادی التفسیر شیخ محمد خضری دمیاطی)

تفسیر عباسی۔ حضرت عبداللہ بن عباس صحابی رضی اللہ عنہ متوفی سنہ ۶۸ھ کی تفاسیر کا مجموعہ حضرت ابن عباس کی تفسیر کے متعلق مختلف روایات ہیں، انمیں زیادہ معتبر وہ روایات ہیں جو کہ معاویہ ابن ابی صالح نے علی بن طلحہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے کی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی سلسلہ پر اعتماد کیا ہے، ان کے علاوہ عکرمہ متوفی سنہ ۱۰۵ھ و طاؤس بن کیسان متوفی سنہ ۱۰۶ھ وقیس بن مسلم کوفی متوفی سنہ ۱۲۰ھ کے طریق بھی صحیح ہیں۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر کے متفرق و مختلف نسخے کتب خانوں میں ہیں۔

تصانیف عہد خلافت راشدہ کے بعد

تفسیر سعید بن جبیر، حضرت سعید بن جبیر تابعی متوفی سنہ ۹۵ھ کی تصنیف تھی، حضرت سعید نے یہ تفسیر حسب فرمائش خلیفہ عبدالملک بن مروان تصنیف کی تھی، اس خلیفہ نے سنہ ۸۶ھ میں وفات پائی اسلئے یہ تفسیر سنہ ۸۶ھ سے قبل کی تصنیف ہے،

خلیفہ نے اس کو شاہی خزانہ میں محفوظ کرا دیا تھا کچھ عرصہ کے بعد یہ تفسیر حضرت عطا ابن دینار تابعی متوفی سنہ ۱۲۶ھ کے ہاتھ آگئی اور انہیں کے نام سے مشہور ہوئی (میزان الاعتدال)

تفسیر ابی العالیہ۔ حضرت ابی العالیہ ریاحی تابعی متوفی سنہ ۹۰ھ کی تصنیف ہے، حضرت ابی بن کعب صحابی کی تفاسیر کا مجموعہ تھا، ابوالعالیہ سے ربیع ابن انس اور ان سے ابوجعفر رازی روایت کرتے تھے، یہ سلسلہ معتبر ہے، امام ابن جریر اور امام احمد بن حنبل و حاکم و ابن ابی حاتم اسی سلسلہ سے روایت کرتے تھے،

تفسیر اسود بن یزید۔ حضرت اسود بن یزید تابعی متوفی سنہ ۹۵ھ کی تصنیف۔

تفسیر نخعی۔ حضرت ابراہیم نخعی تابعی متوفی سنہ ۹۵ھ کی تصنیف۔

تفسیر عکرمہ۔ حضرت عکرمہ تابعی (مولیٰ حضرت ابن عباس) متوفی سنہ ۱۰۵ھ کی تفسیر۔
تفسیر حسن۔ حضرت حسن بصری تابعی متوفی سنہ ۱۱۰ھ کی تفسیر۔
تفسیر امام باقر۔ حضرت امام باقر یعنی فرزند امام زین العابدین متوفی سنہ ۱۱۴ھ کی تفسیر۔
تفسیر عطاء۔ حضرت عطاء بن ابی رباح تابعی متوفی سنہ ۱۱۴ھ کی تفسیر۔
تفسیر قتادہ، حضرت قتادہ بن دعامہ تابعی متوفی سنہ ۱۱۷ھ کی تفسیر۔
تفسیر قرظی۔ حضرت محمد بن کعب قرظی تابعی متوفی سنہ ۱۲۰ھ کی تفسیر۔
تفسیر مجاہد حضرت ابوالحجاج مجاہد بن جبیر متوفی سنہ ۱۲۳ھ کی تفسیر۔ یہ کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

تفسیر سدی حضرت اسمعیل بن عبدالرحمن سدی متوفی سنہ ۱۲۷ھ کی تفسیر۔ اسکی روایت اسباط ابن نصر نے کی ہے اور یہ ضعیف ہیں۔

تفسیر عطاء۔ حضرت عطاء بن مسلم خراسانی متوفی سنہ ۱۳۵ھ کی تفسیر۔

تفسیر ابوالبی۔ حضرت علی بن ابی طلحہ متوفی سنہ ۱۴۳ھ کی تفسیر، یہ تفاسیر حضرت ابن عباس کا مجموعہ تھا، حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ نسخہ ابوصالح کاتب امام لیث محدث کے پاس تھا وہ اس کو معاویہ ابن ابی صالح سے اور وہ علی بن ابی طلحہ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے تھے، ابی صالح نے سنہ ۲۲۳ھ میں وفات پائی، یہ اندلس کے قاضی تھے، ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور ابن المنذر نے اپنی تفاسیر میں کئی واسطے سے ابوصالح سے روایت کی ہے، ابوجعفر نحاس متوفی سنہ ۳۳۸ھ نے اپنی کتاب ناسخ میں ابوصالح کے سلسلے سے روایت لی ہے۔

تفسیر کلبی۔ شیخ ابونصر محمد بن السائب کوفی متوفی سنہ ۱۴۶ھ کی تفسیر۔ یہ ضعیف رواۃ سے ہیں

تفسیر شبل۔ شیخ شبل بن عباد متوفی سنہ ۱۴۰ھ کی تفسیر، انھوں نے بواسطہ ابن ابی نجیح روایت کی ہے یہ سلسلہ قریب بصحت ہے

تفسیر ابن جریج۔ شیخ عبدالملک بن عبدالعزیز اموی معروف ابن جریج متوفی سنہ ۱۵۰ھ کی تفسیر۔

تفسیر مقاتل۔ شیخ مقاتل بن سلیمان بن بشیر الازدی متوفی سنہ ۱۵۰ھ کی تفسیر، یہ ضعیف رواۃ میں سے ہیں۔ یہ تفسیر غیر معتبر ہے۔

تفسیر ابوروق الہمدانی۔ مصنفہ عطیہ بن حارث کوفی، قریب ایک جزو کے ہے قریب بصحت ہے،

تفسیر شعبہ - امام شعبہ بن الحجاج تابعی متوفی سنہ ۱۶۰ھ کی تفسیر۔
تفسیر ثوری - امام سفیان ثوری متوفی سنہ ۱۶۱ھ کی تفسیر، کتب خانہ ریاست رامپور میں موجود ہے۔

تصانیف قرن ثانی

غرائب القرآن - مصنفہ شیخ ابو فید مورج متوفی سنہ ۱۷۴ھ
تفسیر القرآن - مصنفہ امام مالک متوفی سنہ ۱۷۹ھ
تفسیر حجاج - مصنفہ شیخ حجاج بن محمد متوفی سنہ ۱۸۶ھ ایک جلد قریب بصحت ہے،
البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن مصنفہ امام کسائی سنہ ۱۸۹ھ۔
تفسیر ثور - مصنفہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن ثور صنعانی متوفی سنہ ۱۹۰ھ تین جلد قریب بصحت
تفسیر وکیع - مصنفہ شیخ وکیع ابن الجراح محدث متوفی سنہ ۱۹۶ھ
تفسیر سفیان - مصنفہ شیخ سفیان بن عیینہ محدث متوفی سنہ ۱۹۸ھ
تفسیر ہشیم - مصنفہ شیخ ہشیم بن بشیر متوفی سنہ ۱۹۹ھ
تفسیر ابن وہب - مصنفہ شیخ عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہمی القرشی متوفی سنہ ۱۹۹ھ
احکام القرآن - مصنفہ امام شافعی متوفی سنہ ۲۰۴ھ، شیخ ابو محمد مکی قیسی متوفی سنہ ۴۳۷ھ نے اس کا اختصار کیا اور مختصر احکام القرآن نام رکھا، شیخ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی سنہ ۴۵۸ھ و شیخ جمال الدین محمود بن احمد معروف ابن سراج قونوی حنفی متوفی سنہ ۷۷۰ھ نے بھی اس کی تلخیص کی۔
تفسیر ابن عبادہ - مصنفہ شیخ روح بن عبادہ متوفی سنہ ۲۰۵ھ
تفسیر ابن ہارون - مصنفہ شیخ یزید بن ہارون متوفی سنہ ۲۰۶ھ
تفسیر الدینوری - مصنفہ شیخ ابو حنیفہ احمد بن داؤد نحوی لغوی متوفی سنہ ۲۰۹ھ - اس تفسیر میں رطب و یابس بہت کچھ ہے۔
بحار القرآن - مصنفہ شیخ ابو عبیدہ معمر بن مثنی بصری متوفی سنہ ۲۱۰ھ
تفسیر عبدالرزاق - مصنفہ شیخ عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی سنہ ۲۱۱ھ
تفسیر الفریابی - مصنفہ شیخ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی متوفی سنہ ۲۱۲ھ۔
تفسیر ابن ابی ایاس - مصنفہ شیخ آدم بن ابی ایاس عسقلانی متوفی سنہ ۲۲۰ھ۔
تفسیر سنید - مصنفہ شیخ سنید ابن داؤد المصیصی متوفی سنہ ۲۲۶ھ۔

تصانیف قرن ثالث

اسباب النزول۔ مصنفہ شیخ علی بن مدینی متوفی سنہ ۲۳۴ م

تفسیر ابن ابی شیبہ مصنفہ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد کوفی متوفی سنہ ۲۳۵ م

تفسیر ابن راہویہ مصنفہ شیخ ابو یعقوب اسحٰق ابن ابراہیم بن مخلد حنظلی مروزی نخعی نیشاپوری متوفی سنہ ۲۳۸ م

رغائب القرآن مصنفہ شیخ ابی مروان عبدالملک بن حبیب مالکی قرطبی متوفی سنہ ۲۳۹ م

احکام القرآن مصنفہ ابوالحسن علی بن حجر سعدی متوفی سنہ ۲۴۴ م

اختلاف المصاحف مصنفہ امام ابوحاتم سہل بن محمد سجستانی متوفی سنہ ۲۴۸ م۔

تفسیر عبد بن حمید۔ مصنفہ شیخ عبد بن حمید متوفی سنہ ۲۴۹ م

تفسیر البخاری مصنفہ امام بخاری متوفی سنہ ۲۵۶ م یہ تفسیر اس تفسیر کے علاوہ تھی جو صحیح بخاری میں شامل ہے۔

کتب عہد اختلافی

تفسیر ابن ماجہ۔ مصنفہ امام ابن ماجہ متوفی سنہ ۲۷۳ م

تفسیر ابی سعید۔ مصنفہ شیخ ابوسعید عبداللہ بن سعید متوفی سنہ ۲۵۰ م

تفسیر بقی۔ مصنفہ امام ابوعبدالرحمن بقی بن مخلد قرطبی متوفی سنہ ۲۷۶ م

احکام القرآن مصنفہ قاضی ابی اسحاق اسماعیل بن اسحاق ازدی بصری متوفی سنہ ۲۸۲ م

کتاب تجود القرآن۔ مصنفہ شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الحربی المتوفی سنہ ۲۸۵ م

کتاب الشواذ۔ مصنفہ شیخ ابی العباس احمد بن یحییٰ ثعلب نحوی متوفی سنہ ۲۹۱ م

تفسیر نسفی۔ مصنفہ امام ابراہیم بن امام قاضی ابراہیم بن معقل نسفی حنفی متوفی سنہ ۲۹۵ م

تفسیر انماطی مصنفہ امام ابواسحٰق ابراہیم بن اسحاق نیشاپوری متوفی سنہ ۳۰۳ م

احکام القرآن مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ بن یزداد قمی حنفی متوفی سنہ ۳۰۵ م

اعجاز القرآن۔ مصنفہ شیخ محمد بن یزید واسطی متوفی سنہ ۳۰۶ م، شیخ عبدالقاہر جرجانی متوفی سنہ ۴۷۱ م نے اس کی دو شرحیں لکھیں، بڑی کا نام معتضد، چھوٹی کا نام صغیر ہے،

تفسیر نیشا بوری قدیم۔ مصنفہ امام ابوبکر محمد بن ابراہیم متوفی سنہ ۳۱۰ھ۔
تفسیر ابن جریر۔ مصنفہ امام ابن جریر طبری متوفی سنہ ۳۱۰ھ، امام ابن جریر نے یہ تفسیر تیس ہزار ورق پر لکھی تھی، اس کا خلاصہ تین ہزار ورق پر کیا، عظیم الشان اور معتبر تفسیر ہے، لیکن اس میں ضحاک کے اقوال جو بروایت بشر بن عمارہ منقول ہیں وہ غیر معتبر ہیں کیونکہ بشر ضعیف راوی ہیں۔ اس تفسیر کا ترجمہ فارسی میں امیر منصور بن نوح سامانی نے کرایا، اس امیر کا عہد حکومت سنہ ۳۵۰ھ سے شروع ہوا۔
معانی القرآن معروف تفسیر الزجاج مصنفہ شیخ ابی اسحٰق ابراہیم بن السری نحوی متوفی سنہ ۳۱۰ھ

تصانیف قرون ثلاثہ کے بعد (چوتھی صدی ہجری میں)

تفسیر ابن المنذر مصنفہ امام ابوبکر محمد بن ابراہیم نیشا بوری متوفی سنہ ۳۱۸ھ
تفسیر کعبی۔ مصنفہ شیخ القاسم عبداللہ بن احمد حنفی معتزلی معروف کعبی متوفی سنہ ۳۱۹ھ (۱۲) جلد
تفسیر ابی الحسن مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن اسمٰعیل اشعری امام اہل سنت متوفی سنہ ۳۲۰ھ
احکام القرآن مصنفہ امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی سنہ ۳۲۱ھ۔
جامع التاویل مصنفہ شیخ محمد بن بحر الاصفہانی متوفی سنہ ۳۲۲ھ۔
مصادر القرآن مصنفہ شیخ ابراہیم بن یزیدی متوفی سنہ ۳۲۵ھ۔
تفسیر ابن ابی حاتم، مصنفہ شیخ ابن ابی حاتم عبدالرحمن بن محمد رازی متوفی سنہ ۳۲۷ھ
الغریز۔ مصنفہ شیخ ابوبکر محمد بن عزیز سجستانی العزیزی متوفی سنہ ۳۳۰ھ
تفسیر الخرقی مصنفہ شیخ ابی القاسم عمر بن حسین دمشقی حنبلی متوفی سنہ ۳۳۴ھ (۲۱ جلد)
تفسیر النحاس مصنفہ شیخ ابوجعفر احمد بن محمد نحوی مصری متوفی سنہ ۳۳۸ھ
احکام القرآن مصنفہ شیخ ابو محمد قاسم بن اصبغ قرطبی نحوی متوفی سنہ ۳۴۰ھ
تفسیر ابن مقسم مصنفہ شیخ محمد بن حسن معروف بابن مقسم نحوی سنہ ۳۴۹ھ
تفسیر ابن درستویہ۔ مصنفہ شیخ عبداللہ بن جعفر نحوی متوفی سنہ ۳۴۷ھ
شفاء الصدور۔ مصنفہ شیخ ابی بکر محمد بن حسن معروف نقاش موصلی متوفی سنہ ۳۵۱ھ موافق مذہب معتزلہ
تاج المعانی فی تفسیر سبع المثانی مصنفہ شیخ ابوالنصر منصور بن سعید بن احمد بن حسن سنہ ۳۵۳ھ۔
تفسیر نیشا بوری مصنفہ شیخ احمد بن محمد نیشا بوری متوفی سنہ ۳۵۳ھ

تفسیر ابن حبان (بالاسناد الوحد) مصنفہ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن جعفر البستی متوفی ۳۵۴ھ
انہوں نے اور ابو الشیخ نے جو روایات جویبر کی نقل کی ہیں وہ غیر معتبر ہیں۔
تفسیر ابن حیان (بالاسناد) مصنفہ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن جعفر بن حیان معروف ابی الشیخ متوفی ۳۶۹ھ
تقریب۔ مصنفہ شیخ ابی منصور محمد بن احمد الازہری متوفی ۳۷۰ھ انکی ایک تفسیر سبع الطوال بھی ہے۔

احکام القرآن مصنفہ شیخ ابوبکر احمد بن محمد معروف جصاص رازی متوفی ۳۷۰ھ
تفسیر ابی اللیث۔ مصنفہ امام ابو اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی حنفی متوفی ۳۹۳ھ۔ شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ھ نے اسکی احادیث کی تخریج کی۔ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد معروف عرب شاہ حنفی متوفی ۸۵۴ھ نے اس کا ترکی میں ترجمہ کیا۔
تفسیر ابن عطیہ قدیم مصنفہ شیخ ابو محمد عبد اللہ بن عطیہ دمشقی متوفی ۳۸۳ھ
تفسیر الرمانی۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عیسیٰ نحوی متوفی ۳۸۴ھ۔ اس تفسیر کو شیخ عبد الملک بن علی موذن ہروی متوفی ۴۸۹ھ نے مختصر کیا۔
تفسیر الادفوی مصنفہ شیخ محمد بن علی بن احمد المقری الحنفی متوفی ۳۸۸ھ۔ یہ تفسیر ۱۲۰ جلدوں میں تھی۔ اس کا نام الاستغنا فی علوم القرآن ہے۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے دیکھا تھا۔
اعجاز القرآن مصنفہ خطابی متوفی ۳۸۸ھ۔
مجامع الدرر۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عراق خوارزمی متوفی ۳۹۰ھ۔
تفسیر عسکری۔ مصنفہ شیخ ابو ہلال حسن بن عبد اللہ متوفی ۳۹۵ھ
تفسیر خلف، مصنفہ شیخ خلف بن احمد سجستانی متوفی ۳۹۹ھ
مآت القرآن علی ترتیب السور۔ مصنفہ شیخ ابو الفرج احمد بن علی المقری ہمدانی متوفی ۴۰۰ھ

کتب صدی پنجم

اسباب النزول مصنفہ شیخ عبد الرحمن بن محمد بن فطیس معروف ابن مطرف اندلسی متوفی ۴۰۲ھ۔ شیخ ابو نصر سیف الدین بن اسبر تکینی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔
امثال القرآن مصنفہ شیخ ابو عبد الرحمن بن محمد بن حسین السلمی نیشا پوری متوفی ۴۱۲ھ

تفسیر ابن فورک مصنفہ امام ابوبکر محمد بن حسن نیشاپوری شافعی متوفی سنہ ۴۰۶ھ
تفسیر نیشاپوری مصنفہ شیخ ابوالقاسم حسن بن محمد واعظ متوفی سنہ ۴۰۶ھ
تفسیر ابن مردویہ، مصنفہ شیخ ابوبکر احمد بن موسیٰ اصفہانی متوفی سنہ ۴۱۰ھ، یہ تفسیر بہت بڑی غیر معتبر ہے، اس میں ضحاک کی اکثر روایات جو ابن عباس کی طرف منسوب ہیں جویبر کے واسطے سے ہیں جویبر کو محدثین نے کذاب لکھا ہے۔
تفسیر السلمی مصنفہ شیخ ابی عبدالرحمن محمد بن حسین السلمی نیشاپوری متوفی سنہ ۴۱۲ھ۔ اس کا نام حقایق بھی ہے، یہ بہت غیر معتبر تفسیر ہے،
تفسیر معوذتین مصنفہ شیخ الرئیس بوعلی بن سینا متوفی سنہ ۴۲۸ھ، انکی ایک تفسیر سورۂ اخلاص کی ہے
تفسیر ابی منصور مصنفہ شیخ عبدالقاہر بن طاہر بغدادی متوفی سنہ ۴۲۹ھ
البرہان مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سعید حوفی متوفی سنہ ۴۳۰ھ (دس جلد)
تفسیر ضریر مصنفہ شیخ اسمعیل بن احمد بن عبداللہ نیشاپوری الضریر متوفی سنہ ۴۳۰ھ
التفصیل الجامع لعلوم التنزیل مصنفہ شیخ ابوالعباس احمد بن عمار المہدوی متوفی سنہ ۴۳۱ھ
تفسیر فناری۔ مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن حمزہ فناری متوفی سنہ ۴۳۳ھ
تفسیر ابی ذر مصنفہ شیخ عبد بن احمد بن محمد ہروی مالکی متوفی سنہ ۴۳۵ھ
تفسیر مکی۔ مصنفہ شیخ ابومحمد مکی ابن ابی طالب حموش قیسی مقری متوفی سنہ ۴۳۷ھ (۱۵ جلد)
تفسیر الجوینی مصنفہ شیخ ابومحمد عبداللہ بن یوسف نیشاپوری متوفی سنہ ۴۳۸ھ، اس تفسیر میں ہر آیت کی دس طرح تفسیر کی گئی ہے۔
ضیاء القلوب مصنفہ شیخ ابی الفتح سلیم بن ایوب رازی متوفی سنہ ۴۴۷ھ۔ اسکو شیخ ابومحمد عبدالغنی بن قاسم بن حسن بن ابی القاسم شافعی مصری متوفی سنہ ۵۰۲ھ نے مختصر کیا۔
الفصول و الغایات مصنفہ شیخ ابوالعلا احمد بن عبداللہ المعری متوفی سنہ ۴۴۹ھ
تفسیر الماوردی مصنفہ امام ابوالحسن علی بن حبیب شافعی متوفی سنہ ۴۵۰ھ اس تفسیر کو شیخ ابوالفیض محمد بن علی بن عبداللہ حلبی نے مختصر کیا۔
تفسیر ابی بکر۔ مصنفہ شیخ ابوبکر عتیق بن محمد الہروی الفارسی، یہ تفسیر بعہد سلطان الپ ارسلان سلجوقی تصنیف ہوئی یہ بادشاہ سنہ ۴۵۵ھ میں تخت نشین ہوا۔
العیون فی القراءت مصنفہ شیخ ابوطاہر اسمعیل بن خلف الصقلی سنہ ۴۵۵ھ، یہ کتاب پانچ جز کی

کتب فلسفہ میں سے سنہ ۴۵۲ھ کی لکھی ہوئی ہے

احکام القرآن مصنفہ شیخ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی سنہ ۴۵۸ھ۔

تفسیر اصفہانی قدیم مصنفہ شیخ ابومسلم محمد بن علی معتزلی ادیب متوفی سنہ ۴۵۹ھ (۱۴ جلد)

البیان۔ مصنفہ شیخ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر قرطبی متوفی سنہ ۴۶۳ھ

تیسیر معروف تفسیر قشیری مصنفہ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن متوفی سنہ ۴۶۵ھ

حاوی مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری متوفی سنہ ۴۶۸ھ۔

تاج التراجم مصنفہ امام شاہفور ابوالمظفر طاہر بن محمد اسفرائنی متوفی سنہ ۴۷۱ھ، انکی ایک تفسیر اور ہے جو تفسیر اسفرائینی کے نام سے مشہور ہے،

البیان۔ مصنفہ شیخ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر قرطبی متوفی سنہ ۴۶۳ھ

تفسیر جرجانی مصنفہ شیخ عبدالقاہر بن عبدالرحمن جرجانی متوفی سنہ ۴۷۴ھ۔ انکی ایک تفسیر فاتحۃ الکتاب بھی ہے۔

تفسیر ابی معشر مصنفہ شیخ ابی معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری متوفی سنہ ۴۷۸ھ اس تفسیر کا نام تطبیق المکررات بھی ہے۔

تفسیر امام الحرمین مصنفہ امام ابوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ جوینی متوفی سنہ ۴۷۸ھ

حدائق ذات البہجۃ۔ مصنفہ شیخ ابویوسف عبدالسلام بن محمد قزوینی متوفی سنہ ۴۸۳ھ

جمان فی تشبیہات القرآن مصنفہ شیخ عبدالباقی بن محمد بن حسین معروف ابن ناقیا متوفی سنہ ۴۸۵ھ۔

البرہان۔ مصنفہ شیخ ابوالمعالی عزیزی بن عبدالملک معروف شیدلہ متوفی سنہ ۴۹۴ھ

تفسیر حلوانی مصنفہ شیخ ابوعبداللہ سلیمان بن عبداللہ متوفی سنہ ۴۹۴ھ

درۃ التاویل مصنفہ امام حسین بن محمد بن المفضل الراغب اصفہانی متوفی سنہ ۵۰۲ھ

تفسیر السمعانی مصنفہ امام ابوالمظفر منصور بن محمد مروزی متوفی سنہ ۵۰ھ

تفسیر الشیرازی۔ مصنفہ شیخ ابومحمد عبدالوہاب بن محمد شافعی متوفی سنہ ۵۰۰ھ تفسیر نظم میں ہے اس میں ایک لاکھ اشعار ہیں۔

تفسیر ابی بکر مصنفہ شیخ ابوبکر بن عبدوس متوفی سنہ ۵۰ھ۔

کتب صدی ششم

لُباب التفسیر مصنفہ تاج القراء شیخ برہان الدین ابوالقاسم محمود بن حمزہ بن نصر کرمانی مقری متوفی سنہ ۵ھ م، اس کو تفسیر کرمانی بھی کہتے ہیں، ان کی ایک تفسیر الغرائب العجائب نام ہے

البدیع والبیان مصنفہ شیخ حسن بن فتح بن حمزہ ہمدانی متوفی سنہ ۵۰۱ھ م

تفسیر الخطیب التبریزی۔ مصنفہ شیخ ابوزکریا یحیی بن علی ادیب متوفی سنہ ۵۰۲ھ م

احکام القرآن مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن محمد معروف کیا ہراس بغدادی متوفی سنہ ۵۰۴ھ

تفسیر الغزالی۔ مصنفہ حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی متوفی سنہ ۵۰۵ھ م (۴۰) جلد، اس تفسیر کا نام یاقوت التاویل ہے،

انتصار مصنفہ شیخ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد عکبری متوفی سنہ ۵۱۶ھ م۔

معالم التنزیل۔ مصنفہ شیخ ابی محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی متوفی سنہ ۵۱۶ھ م اس تفسیر میں بے اصل قصے بھی ہیں۔

تفسیر ابن ابی حمزہ مصنفہ امام حافظ عبداللہ بن سعید ازدی اندلسی متوفی سنہ ۵۲۵ھ م

تفسیر کشاف۔ مصنفہ علامہ ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر الزمخشری خوارزمی متوفی سنہ ۵۲۸ھ

اس تفسیر میں بہت سی خوبیاں ہیں لیکن بعض نقائص نہایت اہم ہیں۔

ایک یہ کہ جو آیت عقیدۂ اعتزال کے خلاف ہے مفسر نے کلام طویل اور تاویلات رکیکہ سے ان کو اعتزال کے موافق بنانے کی کوشش کی ہے، دوسرے یہ کہ مفسر نے اولیاء اللہ پر طعن کیا ہے تیسرے یہ کہ اہل سنت والجماعت کو سخت سُست لکھا ہے۔

اس تفسیر پر بہت سی کتابیں مختلف صورتوں سے مختلف مضامین پر لکھی گئی ہیں۔ کسی نے اسکی تردید کی ہے کسی نے تشئید کی ہے کسی نے اسکی احادیث کی تخریج کی ہے، کسی نے اسپر انتقاد کیا ہے، کسی نے اختصار وایجاز کیا ہے، کسی نے حواشی لکھے ہیں۔

شیخ محمد بن علی انصاری متوفی سنہ ۶۶۲ھ م نے اس کو مختصر کیا ہے۔

امام ناصرالدین احمد بن محمد بن منیر اسکندری مالکی متوفی سنہ ۶۸۳ھ م نے اس پر کتاب لکھی، جس کا نام انتصاف ہے۔ اسمیں زمخشری کے اعتزال کو بیان کیا ہے، اور بطریق احسن اس سے جدال ومناقشہ کیا ہے۔

امام علم الدین بن عبدالکریم بن علی عراقی متوفی سنہ ۷۰۴ھ نے ایک کتاب لکھی اس میں کشاف وانتصاف پر کلام ہے۔ شیخ قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی متوفی سنہ ۷۱۰ھ نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا ہے۔

شیخ ابو علی عمر بن محمد بن جلیل سکونی مغربی متوفی سنہ ۷۱۷ھ نے ایک کتاب لکھی اس کا نام کتاب التمییز علی الکشاف ہے۔

شیخ شرف الدین حسین بن محمد طیبی متوفی سنہ ۷۴۳ھ نے چھ جلدوں میں حاشیہ لکھا اسکا نام فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الریب ہے،

شیخ عمر بن عبدالرحمن فارسی قزوینی متوفی سنہ ۷۴۵ھ نے حاشیہ لکھا اس کا نام کشف ہے۔

شیخ فخرالدین احمد بن حسن جاربردی متوفی سنہ ۷۴۶ھ نے حاشیہ لکھا۔

شیخ تاج الدین بن مکتوم متوفی سنہ ۷۴۹ھ نے کتاب الدر اللقیط من البحر المحیط لکھی اسمیں کشاف کے متعلق بھی مباحث ہیں۔

شیخ عماد الدین یحیی بن قاسم علوی معروف فاضل یمنی متوفی سنہ ۷۵۰ھ نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا، اس کا نام درر الاصداف من حواشی الکشاف ہے۔

امام جمال الدین بن عبداللہ بن یوسف بن ہشام متوفی سنہ ۷۶۲ھ نے انتصاف اور کشاف دونوں کی تلخیص کی ہے۔

شیخ قطب الدین محمد تحتانی بن محمد رازی متوفی سنہ ۷۶۶ھ نے شرح لکھی مگر ناتمام چھوڑی صاحب قاموس متوفی سنہ ۸۱۶ھ نے کشاف کے خطبہ کی شرح لکھی اس کا نام خطبۃ الکشاف فی حل خطبۃ الکشاف ہے۔ پھر دوسری شرح لکھی اس کا نام بغیۃ الرشاف من خطبۃ الکشاف ہے۔

شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی متوفی سنہ ۷۸۶ھ نے شرح لکھی یہ زہراوین پر ہے۔

شیخ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی سنہ ۷۹۲ھ نے حاشیہ لکھا۔

شیخ سراج الدین بن عمر بن رسلان بلقینی متوفی سنہ ۸۰۵ھ نے تین جلدوں میں حاشیہ لکھا اس کا نام الکشاف علی الکشاف ہے۔

سید شریف جرجانی بن محمد متوفی سنہ ۸۱۶ھ نے حاشیہ لکھا۔ مگر ناتمام چھوڑا، اس حاشیہ پر شیخ محی الدین محمد بن الخطیب متوفی سنہ ۹۰۱ھ نے حاشیہ لکھا۔

سید علاؤ الدین علی طوسی متوفی سنہ ۸۸۷ھ نے کشاف پر حاشیہ لکھا، اس حاشیہ پر شیخ

مد بن سلیمان بن کمال پاشا متوفی سنہ ۹۴۰ھ حاشیہ لکھا۔

سید کے حاشیہ پر ایک حاشیہ شیخ حسین چلپی بن محمد شاہ فناری متوفی سنہ ۸۸۵ھ کا بھی ہے،

شیخ برہان الدین حیدر بن ہروی متوفی سنہ ۸۳۰ھ نے کشاف پر حاشیہ لکھا۔

شیخ یوسف بن حسن تبریزی متوفی سنہ ۸۰۴ھ نے حاشیہ لکھا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی سنہ ۸۵۲ھ نے بھی اس پر ایک کتاب لکھی۔

شیخ ولی الدین ابو زرعہ احمد بن عبد الرحیم عراقی متوفی سنہ ۸۲۶ھ نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا

شیخ علاؤ الدین محمد شاہرودی معروف مصنفک متوفی سنہ ۸۷۵ھ نے حاشیہ لکھا۔

شیخ علی الشہیر بسمولی عران طوسی سنہ ۸۸۷ھ۔ شیخ محمد بن یوسف بن عمر بن شعیب سنوسی مالکی سنہ ۸۹۵ھ

شیخ اسمٰعیل کمال الدین قرامانی نے حاشیہ لکھا یہ حاشیہ بعہد سلطان بایزید ثانی تصنیف ہوا

اس سلطان نے سنہ ۹۱۸ھ تک حکومت کی۔

شیخ عبد الاول حسین معروف ام ولد متوفی سنہ ۹۵۰ھ نے کشاف کی تلخیص کی۔

ان کے علاوہ اور بھی شروح و حواشی ہیں، خاص خاص کا ذکر کر دیا گیا۔

تفسیر اصفہانی۔ مصنفہ قوام السنۃ امام ابو القاسم اسمٰعیل بن محمد فضل تیمی متوفی سنہ ۵۳۵ھ

ان کی چار تفسیریں ہیں، ایک کا نام جامع ہے ۳۰ جلد، دوسری کا نام معتمد ہے (۱۰) جلد تیسری کا نام ایضاح ہے (۴) جلد، چوتھی کا نام موضح ہے ۳ جلد۔

البیان مصنفہ شیخ ابو الحسن علی بن حسن باقولی متوفی سنہ ۵۳۵ھ

تیسیر مصنفہ شیخ ابو الفیض نجم الدین عمر بن محمد نسفی متوفی سنہ ۵۳۷ھ۔

تفسیر ابو البقاء مصنفہ شیخ عبد اللہ بن حسین عکبری متوفی سنہ ۵۳۸ھ

تفسیر خوارزمی۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عراق بن محمد بن علی حنفی متوفی سنہ ۵۳۹ھ

تفسیر ابن عطیۃ المتاخر مصنفہ شیخ ابو محمد عبد الحق بن ابی بکر بن غالب بن عطیہ الغرناطی

ذی سنہ ۵۴۲ھ اس تفسیر کا نام محرر الوجیز ہے:

احکام القرآن مصنفہ قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ معروف ابن العربی المالکی متوفی سنہ ۵۴۳ھ

انوار الفجر مصنفہ قاضی ابو بکر بن العربی متوفی سنہ ۵۴۳ھ (۸۰) جلد۔

تفسیر البیہقی مصنفہ شیخ ابو المحاسن مسعود بن علی بیہقی معروف فخر زمان متوفی سنہ ۵۴۴ھ

تفسیر علائی۔ مصنفہ شیخ محمد بن عبد الرحمن بخاری علائی ملقب زاہد حنفی متوفی سنہ ۵۴۶ھ (۱۰۰ جلد)

سر العلوم والمعانی المستودعۃ فی سبع المثانی مصنفہ شیخ ابی العباس احمد بن محمد الاقلیسی متوفی سنہ ۵۵۰ھ۔

ایجاز البیان مصنفہ شیخ نجم الدین ابو القاسم محمود معروف بیان الحق بن ابی الحسن نیشاپوری قزوینی متوفی سنہ ۵۵۳ھ

تفسیر حجۃ الافاضل مصنفہ شیخ علی بن محمد الخوارزمی متوفی سنہ ۵۶۰ھ

تراجم الاعاجم مصنفہ شیخ محمد بن ابی القاسم البقالی خوارزمی متوفی سنہ ۵۶۲ھ

تفسیر ابن ابی مریم مصنفہ شیخ نصر بن علی شیرازی متوفی سنہ ۵۶۵ھ

تفسیر ابن ظفر مصنفہ شیخ ابو ہاشم شمس الدین محمد بن محمد صقلی متوفی سنہ ۵۶۵ھ

ینبوع الحیات۔ مصنفہ شیخ ابی عبد اللہ بن ظفر بن محمد الصقلی متوفی سنہ ۵۶۷ھ۔ یہ تفسیر کتب خانہ خدیویہ مصر میں ہے تین جلدوں میں ہے مگر ناقص ہے۔

تفسیر سورۃ الاخلاص۔ مصنفہ شیخ ابی الدہان سعید بن مبارک نحوی متوفی سنہ ۵۶۹ھ اس تفسیر کا نام اخلاصیہ ہے، ان کی ایک بڑی تفسیر چار جلدوں میں ہے۔

تفسیر ابن حکیم۔ مصنفہ شیخ ابو المظفر محمد بن اسعد متوفی سنہ ۵۶۹ھ۔

تفسیر ابی الحسن مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عبد اللہ انصاری مالکی متوفی سنہ ۵۷۷ھ

البصایر۔ مصنفہ شیخ ابو جعفر ظہیر الدین محمد بن محمود نیشاپوری زبان فارسی سنہ ۵۷۷ھ

التعریف والاعلام۔ مصنفہ شیخ ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ اندلسی سہیلی متوفی سنہ ۵۸۱ھ

تفسیر التفسیر۔ مصنفہ شیخ ناصر الدین عالی بن ابراہیم بن اسمٰعیل غزنوی حنفی متوفی سنہ ۵۸۲ھ

تفسیر العتابی مصنفہ امام ابونصر احمد بن محمد حنفی متوفی سنہ ۵۸۶ھ

اسباب النزول مصنفہ شیخ ابی جعفر محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی متوفی سنہ ۵۸۸ھ

تبیان۔ شیخ ابو الخیر احمد بن اسمٰعیل طالقانی متوفی سنہ ۵۹۰ھ

زاد المسیر مصنفہ شیخ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن جوزی متوفی سنہ ۵۹۷ھ، ان کی اور تفسیریں بھی ہیں چار جلد، اور ایک تفسیر ان کی ۴ جلدوں میں ہے۔

احکام القرآن مصنفہ شیخ عبد المنعم بن محمد بن فرس غرناطی متوفی سنہ ۵۹۷ھ۔

تفسیر نعمانی مصنفہ شیخ ظہیر الدین ابو علی حسن بن خطیر بن ابی الحسن متوفی سنہ ۵۹۸ھ

تصانیف صدی ہفتم

تفسیر العراقی مصنفہ شیخ علم الدین عبدالکریم بن علی متوفی سنہ ۷۰۴ھ

مفاتیح الغیب مصنفہ امام فخرالدین محمد بن عمر الرازی متوفی سنہ ۶۰۶ھ۔ یہ تفسیر تفسیر کبیر کے نام سے مشہور ہے۔ دلائل و علوم کا خزانہ ہے۔ دس جلدوں میں ہے، امام صاحب سورۂ انبیاء تک تصنیف کرنے پائے تھے، کہ وفات پائی شیخ نجم الدین احمد بن محمد القمولی متوفی سنہ ۷۲۷ھ نے اس کی تکمیل کی۔ اور اس کا تکملہ قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل الخوئی الدمشقی متوفی سنہ ۶۳۹ھ نے بھی لکھا، اس تفسیر کو شیخ برہان الدین محمد بن محمد النسفی متوفی سنہ ۶۸۶ھ نے مختصر کیا۔

امام رازی کی ایک اور تفسیر بھی ہے اس کا نام مفاتیح العلوم ہے۔ اور ایک تفسیر سورۂ اخلاص بھی ہے راقم سطور نے رسالہ اکسیر فی اصول التفسیر مصنفہ نواب صدیق حسن خان میں جب امام رازی اور ان کی تفسیر کے متعلق یہ فقرہ دیکھا "مؤلف وے از علوم حدیث بے خبر است" اور آگے بعض قدیم الخیال اہل علم کی آڑ لیکر لکھا ہے کہ "اس تفسیر میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے" تو دل پر ایک چوٹ لگی۔

ایک محترم اور مسلم الثبوت امام اور ایک کثیر النفع تفسیر کے متعلق یہ فقرات دیکھکر کون منصف مزاج ذی علم ہوگا جو برہم نہ ہوگا۔ نواب صاحب کی تصانیف کو جن حضرات نے دیکھا ہوگا، ان پر واضح ہو گیا ہوگا کہ نواب صاحب کی نگاہ میں اپنی تصانیف اور اپنے اہل خاندان کی تصانیف اور اپنے شیخ الشیوخ قاضی شوکانی کی تصانیف کے سوا کسی کی تصنیف نہیں جچتی۔ ان کو جہاں تک موقع ملا ہے متقدمین و متاخرین کسی کو اعتراض سے خالی نہیں چھوڑا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نواب صاحب پر ان کی حیات میں اور ان کے بعد بھی ہر قسم کے اعتراضات ہوئے اور نہایت رکیک امور ان کی طرف منسوب ہوئے ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ✤ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

امام رازی چھٹی صدی کے ائمہ میں سے تھے، مذہب شافعی کے مجتہد منتسب تھے۔ جب ایسے مجتہد و امام حدیث سے بےخبر تھے، تو کون باخبر ہوگا۔ اور وہ کیسی حدیثیں ہونگی جو چھ صدی تک ائمہ و مجتہدین سے مستور رہیں اور تیرہویں و چودہویں صدی میں علامہ شوکانی اور نواب صاحب ان پر آگاہ ہوئے، نواب صاحب نے علم رسم الخط اور علم قرارت وغیرہ علوم کو بھی علوم تفسیر میں شمار کیا ہے، اور انجیل و توریت اور زبور کو بھی فہرست تفاسیر میں ذکر کیا ہے تو وہ دلائل عقلیہ نقلیہ جو اثبات آیات وعدہ

حکام قرآن کے متعلق لکھے جائیں اور وہ اُمور جو ان دلائل کی نصرت کیلئے مذکور ہوں کیوں خارج از تفسیر ہوں گے ان کو تو عین تفسیر کہنا چاہیئے۔

درحقیقت جس قدر علوم قرآن مجید سے متعلق ہیں وہ سب علم تفسیر سے بھی متعلق ہیں کیونکہ علم تفسیر کا موضوع قرآن مجید ہے،

امام رازی سے بہت قبل کے زمانہ میں تفسیر صرف معنی و مطلب آیت اور اس کے متعلق حدیث کے ذکر کرنے کو کہتے تھے، جس قدر زمانہ گذرتا گیا اور مختلف ممالک اور مختلف اقوام کے لوگ داخل اسلام ہوتے گئے۔ اور نئے علوم و فنون ایجاد ہوئے۔ تو ضرورت لاحق ہوئی کہ موجودہ علوم و فنون سے بھی تفسیر میں کام لیا جائے۔

تاریخ شاہد ہے علما و فضلا کے اقوال بکثرت موجود ہیں کہ یہ تفسیر جس زمانہ میں تصنیف ہوئی اگر تصنیف نہ ہوتی تو ہزاروں مسلمان اسلام کو سلام کر چکتے۔ نواب کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود علم و فضل زمانہ شناسی سے جناب کو مس نہ تھا۔ امام رازی کا یہ بے نظیر کارنامہ ہے اور جس طرح چھٹی صدی ہجری میں کارآمد تھا، اسی طرح آج تک کارآمد ہے،

نواب صاحب اپنی تفسیر فتح البیان کی تعریف میں خود لکھتے ہیں " در باب خود بے مثل و عدیم النظیر واقع شدہ است" دوسری جگہ لکھتے ہیں " تفسیر قرآن چنیں می باید"

درحقیقت قاضی شوکانی کی تفسیر فتح القدیر اور نواب صاحب کی تفسیر فتح البیان بہت اچھی تفسیریں ہیں لیکن اس قدر ثنا و صفت کی مستحق نہیں ہے

ثنائے خود بخود گفتن نزیبد مرد دانا را

لیکن ان تفسیروں سے بہتر تفسیریں پہلے بھی لکھی گئی ہیں اور بعد کو بھی، اور قاضی شوکانی اور نواب صاحب کی تفسیریں متقدمین کی تفاسیر کی نقول ہیں، ذاتی جد و جہد کا ان میں کم دخل ہے،

نواب صاحب اور قاضی شوکانی کی سعی چند سے کارآمد رہی اور امام رازی کا فیض چھٹی صدی سے آج تک جاری ہے اور جاری رہے گا۔ ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

تفسیر ابن الاثیر مصنفہ شیخ ابوالسعادت مبارک بن محمد بن اثیر جزری متوفی سنہ ۶۰۶ھ

عرائس البیان مصنفہ شیخ ابو محمد روزبہان ابی نصر بقلی شیرازی متوفی سنہ ۶۰۶ھ

تبصرہ۔ مصنفہ شیخ موفق الدین ابوالعباس احمد بن یوسف کواشی موصلی متوفی سنہ ۶۸۰ھ

تفسیر کبیر کا فارسی میں ترجمہ بحکم شہزادی زیب النسا بنت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ شیخ معین بن ولی قزوینی نے سنہ ۱۰۸۰ھ میں کیا تھا۔ اس کا نام زیب التفاسیر تھا۔ تفسیر کبیر کا غالباً اُردو میں بھی ترجمہ از نام سراج منیر شائع ہوا تھا۔

تفسیر دیرانی - مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن مبارک خطیب داریا متوفی ۶۱۵ھ
البیان مصنفہ شیخ ابی عبداللہ محمد بن احمد زہری متوفی ۶۱۷ھ
تفسیر نجم الدین مصنفہ شیخ نجم احمد بن عمر خیوقی معروف کبری متوفی ۶۱۸ھ (۱۲) جلد
ارشاد مصنفہ شیخ ابوالحکم عبدالسلام بن عبدالرحمن معروف ابن برجان متوفی ۶۲۷ھ
تفسیر ابن عربی مصنفہ شیخ الشیوخ محی الدین محمد بن علی الطائی اندلسی متوفی ۶۳۸ھ، انکی دو تفسیریں اور ہیں۔

نہایۃ البیان - مصنفہ شیخ ابومحمد جمال الدین اسحاق ابن اسمعیل بن حسین بن ابی البیان موصلی متوفی ۶۴۰ھ (۶ جلد)
نغبۃ البیان - مصنفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی متوفی ۶۳۲ھ
تفسیر السخاوی - مصنفہ شیخ علم الدین ابوالحسن علی بن محمد مصری شافعی متوفی ۶۴۳ھ ۴ جلد
بیان المتن مصنفہ شیخ قاسم بن محمد قرطبی طلیسان متوفی ۶۴۲ھ
تفسیر زینی - مصنفہ شیخ نجم الدین بشیر بن ابی بکر بن حامد بن سلیمان بن یوسف زینی مکی متوفی ۶۴۶ھ
تفسیر ابن زملکانی مصنفہ شیخ کمال الدین عبدالواحد بن عبدالکریم متوفی ۶۵۱ھ - اس تفسیر کا دوسرا نام نہایۃ التامیل بھی ہے۔

تہذیب مصنفہ شیخ ابی سعد محسن بن کرامۃ الجشمی البیہقی (مصنفہ ۶۵۲ھ)
تفسیر سبط ابن الجوزی مصنفہ شیخ ابوالمظفر شمس الدین یوسف بن قزاد علی متوفی ۶۵۴ھ ۳۰ جلد۔
بدائع القرآن مصنفہ شیخ ابن ابی الاصبع ابومحمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالواحد قیروانی مصری متوفی ۶۵۴ھ۔

تفسیر المرسی مصنفہ ابوالفضل شرف الدین محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی الفضل شافعی متوفی ۶۵۵ھ - ان کی تین تفسیریں ہیں ایک کبیر ۳۰ جلدوں میں، دوسری اوسط ۱۰ جلدوں میں تیسری صغیر ۳ جلد - بعض نے ابوعبداللہ شرف الدین لکھا ہے۔
رموز الکنوز - مصنفہ شیخ عزالدین عبدالرزاق بن رزق اللہ رستغنی متوفی ۶۶۰ھ۔
مجاز القرآن مصنفہ شیخ عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام متوفی ۶۶۰ھ۔
تفسیر قرطبی - مصنفہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی متوفی ۶۷۱ھ - اس تفسیر کا دوسرا نام جامع احکام القرآن ہے

اعجاز البیان تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ شیخ صدرالدین ابوالمعالی محمد بن اسحق متوفی ٦٧٢ھ
تفسیر الدبیری مصنفہ شیخ سعیدالدین عبدالعزیز بن احمد حنفی متوفی ٦٧٣ھ
تفسیر ابن رزین مصنفہ قاضی تقی الدین محمد بن حسین حموی متوفی ٦٨٠ھ
تفسیر کواشی مصنفہ شیخ موفق الدین احمد بن یوسف موصلی متوفی ٦٨٠ھ، ان کی دو تفسیریں ہیں ایک کا نام تبصرہ، دوسری کا نام تلخیص ہے۔
تفسیر ابن منیر مصنفہ شیخ ناصرالدین ابوالعباس احمد بن منصور اسکندرانی معروف ابن منیر متوفی ٦٨٣ھ اس تفسیر کا نام بحرالکبیر ہے۔
انوارالتنزیل معروف تفسیر بیضاوی مصنفہ قاضی ابی سعید ناصرالدین عبداللہ بن عمر بیضاوی شافعی متوفی ٦٨٥ھ یہ نہایت عمدہ اور معتبر تفسیر ہے، مگر اس میں فضائل سور میں بعض احادیث ضعیف وموضوع بھی لائے ہیں علماء وفضلا نے کثرت سے اس تفسیر پر تعلیقات وحواشی لکھے ہیں، بعض نے تلخیص کی ہے پھر اس کے تعلیقات وحواشی پر مجلد حواشی لکھے گئے ہیں

تعلیقات تفسیر بیضاوی

تعلیق مصنفہ سید شریف جرجانی متوفی ٨١٦ھ
تعلیق مصنفہ شیخ الشیوخ سید محمد گیسو دراز گلبرگوی متوفی ٨٢٥ھ
تعلیق مصنفہ سید احمد بن عبداللہ قریمی متوفی ٨٥٠ھ
تعلیق مصنفہ شیخ قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ٨٧٩ھ
تعلیق مصنفہ شیخ کمال الدین محمد بن ابی شریف قدسی متوفی ٩٠٣ھ۔
تعلیق مصنفہ شیخ محی الدین محمد قاسم مشہور اخوین متوفی ٩٠٤ھ یہ تعلیق صرف زہراوین پر ہے
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن مصطفےٰ بن الحاج حسن متوفی ٩١١ھ
تعلیق مصنفہ شیخ محی الدین محمد اسکلیبی متوفی ٩٢٢ھ
تعلیق مصنفہ شیخ علائی بن محی الدین شیرازی (٩٢٥ھ میں تصنیف ہوئی یہ تعلیق زہراوین پر ہے
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن ابراہیم بن حنبلی حلبی متوفی ٩٤١ھ
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن کمال تاشکندی (یہ تعلیق سلطان سلیم خان ثانی کیلئے تصنیف کی گئی یہ سلطان ٩١٨ھ میں تخت نشین ہوا)
تعلیق مصنفہ شیخ مصلح الدین محمد لاری متوفی ٩٧٩ھ (یہ تعلیق زہراوین پر ہے)

تعلیق مصنفہ شیخ مصطفےٰ بن محمد معروف بستان آفندی متوفی سنہ ۹۷۷ھ
تعلیق مصنفہ شیخ الاسلام زکریا ابن بیرام القروی متوفی سنہ ۱۰۰۱ھ
تعلیق مصنفہ شیخ محمد امین مشہور ابن صدر الدین شروانی متوفی سنہ ۱۰۰۳ھ
تعلیق شیخ احمد بن روح اللہ انصاری متوفی سنہ ۱۰۰۹ھ
تعلیق مصنفہ شیخ ملا حسین خلخالی حسینی متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ
تعلیق مصنفہ شیخ رضی الدین محمد بن یوسف مشہور ابن ابی اللطیف متوفی سنہ ۱۰۲۹ھ
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن عبد الغنی متوفی سنہ ۱۰۳۶ھ
تعلیق مصنفہ شیخ ہدایت اللہ علائی متوفی سنہ ۱۰۳۹ھ
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن موسیٰ نحوی متوفی سنہ ۱۰۲۶ھ

ان تعلیقات کے علاوہ اور بھی ہیں بعض مکمل ہیں بعض غیر مکمل، اکثر متفرق سورتوں پر ہیں۔

مختصرات بیضاوی

مختصر تفسیر بیضاوی مرتبہ شیخ محمد بن محمد بن عبد الرحمن معروف امام الکاملیہ شافعی متوفی سنہ ۸۴۲ھ
اس کے علاوہ اور بھی مختصرات ہیں جو غیر مکمل ہے۔

حواشی بیضاوی

حاشیہ مصنفہ شیخ ابی بکر بن احمد بن صالح حنبلی متوفی سنہ ۱۰۱۲ھ۔ اس حاشیہ کا نام الحسام الماضی فی ایضاح غریب القاضی ہے، اس حاشیہ کے تعلیقات اور حواشی اور ذیل بھی ہیں۔ انیں سے حاشیہ شیخ محمد بن فرامرز معروف ملا خسرو متوفی سنہ ۸۸۵ھ اور ذیل مصنفہ شیخ محمد بن عبد الملک بغدادی حنفی متوفی سنہ ۱۰۱۶ھ زیادہ مشہور ہیں۔

حاشیہ شیخ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی متوفی سنہ ۷۸۶ھ
حاشیہ شیخ الشیوخ سید محمد گیسو دراز گلبرگوی متوفی سنہ ۸۲۵ھ
حاشیہ شیخ نور الدین حمزہ قرامانی متوفی سنہ ۸۸۱ھ۔ یہ حاشیہ زہراوین پر ہے، اس کا نام تفسیر التفسیر ہے،
حاشیہ شیخ مصلح الدین مصطفےٰ بن ابراہیم معروف ابن التجید (استاد سلطان محمد فاتح) یہ حاشیہ تین جلدوں میں ہے نہایت عمدہ اور مفید حاشیہ ہے، سلطان محمد فاتح کا دور حکومت ھ میں تھا۔
حاشیہ بابا نعمت اللہ بن محمد نخجوانی متوفی سنہ ۹۳۹ھ

حاشیہ قاضی زکریا بن محمد انصاری مصری متوفی سنہ ۹۱۰ھ - یہ حاشیہ ایک جلد میں ہے اس کا نام فتح الجلیل ببیان خفی انوار التنزیل ہے)

حاشیہ شیخ جلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ ، اس حاشیہ کا نام شواہد الابکار اور شواہد الابکار ہے -

حاشیہ شیخ اسمٰعیل کمال الدین قرامانی - یہ سلطان بایزید خان ثانی کے عہد میں تھے ، اس سلطان نے سنہ ۹۱۷ھ تک حکومت کی -

حاشیہ شیخ جمال الدین اسحاق قرامانی متوفی سنہ ۹۳۳ھ

حاشیہ شیخ ابو الفضل قرشی صدیقی خطیب معروف کازرونی متوفی سنہ ۹۴۰ھ (یک جلد)

حاشیہ شیخ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائینی متوفی سنہ ۹۴۳ھ یہ حاشیہ نہایت صحیح اور مفصل و مدلل ہے ، سلطان سلیمان خان ثانی کی نذر کیا گیا -

حاشیہ شیخ سعد اللہ بن عیسی مشہور سعدی آفندی متوفی سنہ ۹۴۵ھ ، اس حاشیہ پر ان کے بیٹے پیر محمد نے عمدہ اضافہ کیا اس حاشیہ پر بہت سے رسائل و تعلیقات ہیں -

اس پر ایک حاشیہ شیخ سنان الدین یوسف بن حسام الدین متوفی سنہ ۹۸۶ھ کا ہے یہ سلطان سلیم خان ثانی کی نذر کیا گیا اور ایک حاشیہ محمد بن عبد الوہاب مشہور عبد الکریم زادہ متوفی سنہ ۹۷۵ھ کا ہے ، اور ایک حاشیہ آٹھ جلدوں میں شیخ شہاب الدین خفاجی کا ہے ، اور ایک حاشیہ شیخ عبد اللہ کردی کا ہے -

حاشیہ شیخ محی الدین محمد بن شیخ مصلح الدین مصطفےٰ قوجوی متوفی سنہ ۹۵۱ھ (یہ ایک حاشیہ کثیر النفع اور آسان ہے ، آٹھ جلدوں میں ہے

حاشیہ ملا عبد السلام لاہوری متوفی سنہ ۱۰۳۷ھ

حاشیہ ملا عبد السلام دیوہ متوفی سنہ ۱۰۳۹ھ

حاشیہ شیخ مصطفےٰ بن شعبان سروری متوفی سنہ ۹۱۹ھ - ان کے دو حاشیے ہیں ایک کا نام کبریٰ دوسری کا نام صغریٰ ہے -

حاشیہ شیخ محمد بن عبد الوہاب سنہ ۹۵۵ھ شاگرد مفتی ابو السعود -

حاشیہ شیخ محمود بن حسین فضلی حاذق مشہور صادق گیلانی متوفی سنہ ۹۷۰ھ - اس حاشیہ کا نام ہدایت الرواۃ الی الفاروق المداوی للعجز عن تفسیر البیضاوی ہے

حاشیہ مصلح الدین لاری سنہ ۹۷۹ھ -

حاشیہ ملا عوض متوفی سنہ ۹۴۴ھ - یہ حاشیہ تیس جلدوں میں ہے -

حاشیہ شیخ وجیہ الدین گجراتی متوفی سنہ ۹۹۸ھ - اس حاشیہ پر ایک حاشیہ ہے ملا عبد الحکیم سیالکوٹی متوفی سنہ ۱۰۶۷ھ کا - اور اس حاشیہ پر حاشیہ ہے حافظ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بنارسی متوفی سنہ ۱۱۳۳ھ کا - ان حواشی کے علاوہ اور بھی حواشی ہیں، بعض مکمل بعض غیر مکمل بعض مختلف سورتوں پر ہیں -

شیخ غرس الدین حنفی حلبی متوفی سنہ ۹۷۱ھ نے بیضاوی کی شرح لکھی -

تفسیر برہان الدین مصنفہ شیخ ابی المعالی برہان الدین احمد بن ناصر حنفی متوفی سنہ ۶۹۵ھ

تفسیر عبد اللطیف مصنفہ شیخ عبد اللطیف بن عز الدین عبد العزیز متوفی سنہ ۶۹۲ھ (۲ جلد)

تفسیر ابن سید الکل مصنفہ شیخ ابو القاسم ہبۃ اللہ بن عبد اللہ القفطی متوفی سنہ ۶۹۷ھ

التحریر والتحبیر - مصنفہ شیخ ابو عبد اللہ جمال الدین محمد بن محمد سلیمان معروف ابن نقیب حنفی بغدادی متوفی سنہ ۶۹۸ھ (۱۰۰) جلد -

کتب صدی ہشتم

تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ شیخ ابی اسحق ابراہیم بن احمد رقی حنبلی متوفی سنہ ۷۰۳ھ

تفسیر ابن المنیر مصنفہ شیخ شرف الدین عبد الواحد متوفی سنہ ۷۳۳ھ (۱۰ جلد)

بہجۃ الاریب مصنفہ شیخ علاؤ الدین بن علی بن عثمان بن ابراہیم معروف ابن ترکمانی حنفی ماردینی متوفی سنہ ۷۵۰ھ

تلخیص احکام القرآن مصنفہ شیخ جمال الدین محمود بن احمد ابن سراج قونوی حنفی متوفی سنہ ۷۷۰ھ

البرہان مصنفہ شیخ ابی جعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر غرناطی متوفی سنہ ۷۰۸ھ

تفسیر علامی مصنفہ شیخ قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی متوفی سنہ ۷۱۰ھ (۴۰) جلد اس تفسیر کا نام فتح المنان بھی ہے -

مدارک التنزیل مصنفہ امام ابو البرکات عبد اللہ حافظ الدین نسفی بن احمد بن محمود حنفی متوفی سنہ ۷۱۰ھ یہ تفسیر نہایت معتبر ہے، شیخ زین الدین ابو محمد عبد الرحمن بن ابی بکر عینی متوفی سنہ ۷۳۳ھ اسکو مختصر کیا - اور مولانا الہ داد جونپوری نے اس پر حاشیہ لکھا -

فواصل الآیات - مصنفہ شیخ سلیمان بن عبد القوی حنبلی متوفی سنہ ۷۱۰ھ -

تفسیر رشیدی مصنفہ خواجہ رشید الدین فضل اللہ بن ابی الخیر بن علی ہمدانی متوفی سنہ ۷۱۸ھ

کفیل مصنفہ قاضی عماد کندی قاضی اسکندریہ متوفی سنہ ۷۲۳ھ (۲۳) جلد

تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ شیخ محمد بن علی حرالی متوفی سنہ ۷۲۳ھ

تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یعقوب بن جبریل بکری متوفی سنہ ۷۲۴ھ

لباب فی معانی التنزیل معروف تفسیر خازن مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی متوفی سنہ ۷۲۵ھ۔

تفسیر حسن مصنفہ شیخ حسن بن محمد بن حسین مشہور نظام نیشاپوری مصنفہ سنہ ۷۳۰ھ۔
یہ تفسیر دولت آباد دکن میں تصنیف ہوئی۔

مختصر اسباب النزول واحدی مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر جعبری متوفی سنہ ۷۳۲ھ۔

تفسیر السمنانی مصنفہ شیخ ابو المکارم علاؤ الدولہ احمد القاضی متوفی سنہ ۷۳۶ھ (۱۲ جلد)

روضات الجنان مصنفہ شیخ ہبۃ اللہ بن عبد الرحیم حموی شرف الدین بارزی متوفی سنہ ۷۳۶ھ (۱۰ جلد)

التاویل لمعالم التنزیل مصنفہ شیخ علی بن محمد شیخی بغدادی متوفی سنہ ۷۴۱ھ

تفسیر اسکندری مصنفہ شیخ حسین بن ابی بکر نحوی متوفی سنہ ۷۴۱ھ (۱۰ جلد)

تفسیر علاؤ الدین مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی متوفی سنہ ۷۴۱ھ۔

فتوح الغیب عن قناع الریب مصنفہ شیخ شرف الدین حسن محمد مشہور طیبی متوفی سنہ ۷۴۳ھ

البحر المحیط مصنفہ شیخ اثیر الدین ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی متوفی سنہ ۷۴۵ھ (۱۲) جلد
پھر اس کا اختصار کر کے النہر الماد من البحر رکھا، یہ دو جلدوں میں ہے اس کا اختصار ان کے شاگرد شیخ تاج الدین احمد بن عبد القادر بن مکتوم متوفی سنہ ۷۴۹ھ نے کیا، اس کا نام الدر اللقیط ہے۔

تفسیر اصفہانی مصنفہ شیخ الثناء شمس الدین محمود بن عبد الرحمن شافعی متوفی سنہ ۷۴۹ھ

تبیان مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب دمشقی معروف ابن قیم جوزیہ متوفی سنہ ۷۵۱ھ

تفسیر السبکی مصنفہ شیخ تقی الدین علی بن عبد الکافی متوفی سنہ ۷۵۶ھ اس کا نام الدر النظیم بھی ہے

القول الوجیز مصنفہ شیخ اشرف الدین احمد بن محمد حلبی معروف ابن سمین متوفی سنہ ۷۵۶ھ

تفسیر ابن النقاش مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن علی متوفی سنہ ۷۶۳ھ

السابق واللاحق مصنفہ شیخ ابی امامہ بن نقاش محمد بن علی بن عبد الواحد مصری متوفی سنہ ۷۶۳ھ

تفسیر ابن عقیل مصنفہ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن نحوی مصری متوفی سنہ ۷۶۹ھ

الارشاد والنظائر مصنفہ شیخ ابوالسعادت عبداللہ بن سعد یافعی متوفی سنہ ۷۶۸ھ
تبیان فی تفسیر القرآن مصنفہ شیخ حفص بن عبدالرحمن اندی متوفی سنہ ۷۴۳ھ
تفسیر سراج الدین مصنفہ شیخ ابوحفص سراج الدین عمر بن اسحاق رازی حنفی متوفی سنہ ۷۷۳ھ
تفسیر ابن کثیر مصنفہ امام ابوالفدا اسمعیل بن عمر دمشقی متوفی سنہ ۷۷۴ھ ۱۰ جلد۔
تفسیر اکمل الدین مصنفہ شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی سنہ ۷۸۶ھ
تفسیر زرکشی مصنفہ شیخ بدرالدین محمد بن عبداللہ موصلی متوفی سنہ ۷۹۴ھ
استغنا بالقرآن مصنفہ شیخ زین الدین عبدالرحمن بن احمد معروف ابن رجب بغدادی متوفی سنہ ۷۹۵ھ۔
تفسیر الحدادی مصنفہ شیخ ابوبکر بن علی مصری حنفی متوفی سنہ ۸۰۰ھ۔ اس تفسیر کا نام کشف التنزیل بھی ہے۔

کتب صدی نہم

تفسیر ابن عرفہ مصنفہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن عرفہ مالکی متوفی سنہ ۸۰۳ھ
الاسئلۃ فی البسملۃ مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن محمد تیانی متوفی سنہ ۸۰۵ھ
استغنا۔ مصنفہ شیخ ابوبکر محمد بن علی بن احمد ادوی متوفی سنہ ۸۰۸ھ (۱۰۰) جلد
تفسیر زہراوین مصنفہ سید شریف جرجانی متوفی سنہ ۸۱۶ھ، ان کی ایک اور تفسیر بھی ہے
بصائر ذوی التمییز مصنفہ شیخ ابوطاہر محمد مجدالدین بن یعقوب فیروزآبادی متوفی سنہ ۸۱۷ھ صاحب قاموس۔
تفسیر عراقی مصنفہ شیخ ابوزرعہ ولی الدین عراقی احمد بن عبدالرحیم متوفی سنہ ۸۲۶ھ۔
تفسیر خواجہ پارسا مصنفہ خواجہ محمد پارسا بن محمود بخاری متوفی سنہ ۸۲۲ھ۔
تفسیر زاہدی مصنفہ شیخ محمد زاہد بخاری متوفی سنہ ۸۲۲ھ
تفسیر بدرالدین مصنفہ شیخ بدرالدین محمود بن اسرائیل قاضی سماونہ متوفی سنہ ۸۲۳ھ
تفسیر بلقینی مصنفہ جلال الدین عبدالرحمن بن السراج عمر البلقینی متوفی سنہ ۸۲۴ھ
تفسیر مقدسی۔ مصنفہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد حنبلی متوفی سنہ ۸۲۸ھ
عیون التفاسیر مصنفہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمود سیواسی متوفی سنہ ۸۲۰ھ

عین الاعیان۔ مصنفہ شیخ محمد بن عمر فناری متوفی سنہ ۸۳۴ھ
تبصرۃ الرحمن مصنفہ شیخ علی بن احمد مہائمی ہندی متوفی سنہ ۸۳۵ھ۔
مختصر تفسیر قرطبی۔ مصنفہ شیخ سراج الدین عمر بن علی بن الملقن متوفی سنہ ۸۰۴ھ
البحر المواج مصنفہ ملک العلماء شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی متوفی سنہ ۸۴۹ھ
احکام البیان مصنفہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی سنہ ۸۵۲ھ، ان کی کئی تفسیریں ہیں۔
ایک کا نام الاتقان ہے،
تفسیر ابن الضیا۔ مصنفہ شیخ محمد بن احمد مکی حنفی متوفی سنہ ۸۵۴ھ۔
بحر العلوم مصنفہ سید علاؤ الدین علی بن یحیی سمرقندی متوفی سنہ ۸۶۰ھ
تفسیر جلالین مصنفہ شیخ جلال الدین محمد بن احمد محلی متوفی سنہ ۸۶۴ھ۔ نہایت مقبول تفسیر ہے
شیخ نے یہ تفسیر ناتمام چھوڑی، اس کی تکمیل امام جلال الدین سیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ نے کی اس کے
کئی حاشیے ہیں۔ اس تفسیر کے حروف سورۂ مزمل تک قرآن مجید کے حروف کے برابر ہیں۔

حواشی و شروح جلالین

حاشیہ شیخ شمس الدین محمد بن علقمی متوفی سنہ ۹۵۲ھ اس حاشیہ کا نام قبس النیرین ہے،
حاشیہ شیخ نور الدین علی بن سلطان محمد قاری متوفی سنہ ۱۰۱۴، اس کا نام جمالین ہے،
حاشیہ شیخ سلیمان جمل چار جلدوں میں اسکا نام الفتوحات الالہیہ ہے۔ سنہ ۱۱۹۶ھ کی تصنیف ہے
ایک حاشیہ زلالین نام ہے۔
تعلیق مولوی فیض الحسن سہارنپوری مطبوعہ سنہ ۱۲۸۷ھ
شرح مصنفہ شیخ جلال الدین محمد بن محمد کرخی، اس کا نام مجمع البحرین و مطلع البدرین ہے
شرح مصنفہ مولانا سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی اس کا نام کمالین ہے،
شرح مصنفہ مولانا تراب علی لکھنوی، اس کا نام ہلالین ہے،
ان کے علاوہ اور بھی حواشی و شروح ہیں۔
تفسیر بلقینی دوم مصنفہ شیخ علم الدین صالح بن السراج عمر بلقینی متوفی سنہ ۸۶۸ھ
التیسیر مصنفہ شیخ محمد سلیمان رومی معروف کافیجی متوفی سنہ ۸۷۹ھ
تفسیر مصنفک مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد شاہرودی بسطامی متوفی سنہ ۸۷۵ھ
انکی دو تفسیریں ہیں ایک فارسی اس کا نام محمدیہ ہے، یہ سلطان محمد خان فاتح کے حکم سے لکھی دوسری

کا نام ملتقی البحرین ہے۔

جواہر الاحسان مصنفہ شیخ ابی زید عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف الثعلبی متوفی سنہ ۸۷۵ھ

ذخیرۃ القصر فی تفسیر سورۃ العصر مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن امیر الحاج متوفی سنہ ۸۷۹ھ

تفسیر الزہراوین مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد معروف قوشجی متوفی سنہ ۸۷۹ھ

فتح الرحمان مصنفہ شیخ ناصر الدین محمد بن عبداللہ قرقماس متوفی سنہ ۸۸۲ھ

تفسیر البقاعی مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی متوفی سنہ ۸۸۵ھ شعبان سنہ ۸۶۱ھ سے اس تفسیر کو تصنیف کرنا شروع کیا، اور شعبان سنہ ۸۷۵ھ میں ختم کر کے نظم الدرر نام رکھا، اعلیٰ درجہ کی تفسیر ہے چھ جلدوں میں ہے، اس کے قلمی نسخے کتب خانہ قسطنطنیہ و کتب خانہ خدیویہ مصر اور کتب خانہ برلن میں موجود ہیں۔

تأویلات کاشانی مصنفہ شیخ ابی الغنائم کمال الدین عبدالرزاق بن جمال الدین کاشی سمرقندی متوفی سنہ ۸۸۷ھ، اس کا نام تاویلات القرآن بھی ہے،

تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ شیخ بایزید خلیفہ (لعہد سلطان بایزید خان ثانی یہ سلطان سنہ ۸۸۶ھ میں تخت نشین ہوا)

جامع البیان مصنفہ سید معین نور الدین بن صفی الدین متوفی سنہ ۸۹۴ھ۔

تفسیر ابن جماعہ مصنفہ قاضی برہان الدین ابراہیم بن محمد کنانی سنہ ۹۰۰ھ۔

تفسیر جامی مصنفہ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی بن احمد متوفی سنہ ۸۹۸ھ

تفسیر کورانی مصنفہ شیخ احمد بن اسمٰعیل کورانی متوفی سنہ ۸۹۳ھ، اسکا نام غایۃ الامانی ہے

تفسیر حسینی ملا حسین واعظ کاشفی متوفی سنہ ۹۰۰ھ یہ تفسیر نہایت ہی غیر معتبر ہے۔ اسکا ترجمہ شیخ ابو الفضل محمد بن ادریس البدلیسی متوفی سنہ ۹۸۲ نے کیا۔ اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہوا ہے جس کا نام تفسیر قادری ہے، ملا حسین کی ایک تفسیر اور بھی ہے۔ اور ایک تفسیر زہراوین پر ہے اس کا نام جواہر التفسیر ہے۔

کتب صدی دہم

تفسیر سورۃ الدخان مصنفہ شیخ محی الدین محمد بن ابراہیم نکساری متوفی سنہ ۹۰۱ھ یہ تفسیر سلطان بایزید خان کو ہدیہ بھیجی گئی۔

الواضح الوجیہ مصنفہ شیخ ابی الحسن محمد بن عبدالرحمن بکری متوفی سنہ ۹۵۲ھ

جوامع البیان مصنفہ سید معین الدین محمد بن عبدالرحمن الایجی الصفوی سنہ ۹۰۵ھ
تفسیر القلاقل مصنفہ شیخ جلال محمد بن اسعد صدیقی الدونی متوفی سنہ ۹۰۶ھ
الدر المنثور مصنفہ امام جلال الدین سیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ، ان کی اور کئی تفسیریں ہیں۔
تفسیر سورۃ القدر۔ مصنفہ شیخ عبدالرحمن بن المؤید الاماسی متوفی سنہ ۹۲۳ھ
تفسیر جمال خلیفہ مصنفہ شیخ جمال الدین اسحاق قرمانی متوفی سنہ ۹۳۰ھ
فتح الرحمان مصنفہ قاضی زکریا بن محمد الانصاری متوفی سنہ ۹۲۶ھ
تنویر الضحیٰ فی تفسیر سورۃ والضحیٰ مصنفہ شیخ محمد بن محمود المغلوی متوفی سنہ ۹۴۰ھ۔
تفسیر سورۃ الملک مصنفہ شیخ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا متوفی سنہ ۹۴۰ھ
تفسیر سورۃ الانسان مصنفہ شیخ غیاث الدین منصور بن صدرالدین محمد شیرازی متوفی سنہ ۹۴۹ھ
تناسق الدرر مصنفہ شیخ محی الدین محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجوی متوفی سنہ ۹۵۱ھ
تفسیر سورہ یوسف مصنفہ شیخ بہاء الدین یوسف (مصنفہ سنہ ۹۵۳ھ)
تفسیر ایدینی مصنفہ شیخ بدرالدین محمود ایدینی متوفی سنہ ۹۵۶ھ
الصراط المستقیم الی معانی بسم اللہ الرحمن الرحیم مصنفہ شیخ علاؤالدین علی بن محمد بن عراقی متوفی سنہ ۹۴۳ھ۔ شیخ محمد بن ہلال اندلسی نے رستم پاشا کی فرمائش سے اس کا ترکی میں ترجمہ کیا۔
تفسیر فتح اللہ مصنفہ ملا فتح اللہ شیرازی متوفی سنہ ۹۷۷ھ (دکن میں آکر یہ تفسیر تصنیف کی)
جامع الانوار مصنفہ شیخ تاج الدین ابراہیم بن حمزہ ادرنوی متوفی سنہ ۹۷۰ھ۔
تفسیر قرامانی مصنفہ شیخ احمد بن محمود احمر متوفی سنہ ۹۷۱ھ (۱۲) جلد، ناتمام رہی۔
تفسیر الاخوین مصنفہ شیخ نورالدین احمد بن محمد بن المعروف کازرونی (متوفی قریب سنہ ۹۷۵ھ)
اس تفسیر کا نام طوالع الانوار بھی ہے۔ ان کی ایک تفسیر اور ہے اس کا نام صراط المستقیم ہے۔
تفسیر سورۃ الانعام مصنفہ شیخ مصلح بن محمد معروف سنان المتوفی سنہ ۹۷۷ھ
تفسیر نورالدین زادہ مصنفہ شیخ مصلح الدین متوفی سنہ ۹۸۱ھ
ارشاد العقل السلیم مصنفہ شیخ الاسلام مفتی الانام ابوالسعود بن محمد عمادی حنفی متوفی سنہ ۹۸۲ھ۔ مصنف نے یہ تفسیر اپنے بیٹے کی معرفت سلطان سلیمان خان کو بھیجی سلطان نے دروازہ تک استقبال کیا اور مصنف کو مالا مال کر دیا۔ نہایت عمدہ اور معتبر تفسیر ہے اسی وجہ سے مصنف کو خطیب المفسرین کہتے ہیں۔ بیضاوی و کشاف کے بعد کوئی تفسیر اس تفسیر کے مرتبہ کو نہیں پہونچی۔

شیخ احمد رومی انصاری متوفی سنہ ۱۰۴۱ھ نے اس پر تعلیق لکھی۔
محمد بن محمد حسینی زیرک زادہ نے سنہ ۱۰۰۰ھ اسکے دیباچہ کی شرح لکھی۔
شیخ رضی الدین ابن یوسف مقدسی نے بھی نصف تک اس پر تعلیق لکھی اور امیر اسعد بن سعد کو بوقت ورود بیت المقدس ہدیہ بھیجی۔

تفسیر عنبری مصنفہ شیخ بدر الدین محمد بن رضی الدین محمد عامری متوفی سنہ ۹۸۴ھ۔ انکی تین تفسیریں ہیں دو نثر ایک نظم، اسمیں ایک لاکھ اسی ہزار اشعار ہیں۔

مجمع البحار مصنفہ شیخ محمد طاہر صدیقی پٹنی ہندی متوفی سنہ ۹۸۶ھ

تفسیر منشی مصنفہ شیخ محمد بن بدر الدین صاروخانی متوفی سنہ ۱۰۰۱ھ۔ تفسیر مصنف نے سلطان مراد خان ثالث کو ہدیہ بھیجی سلطان نے ان کو شیخ الحرم مقرر کیا۔

کتب صدی یازدہم

منبع عیون المعانی مصنفہ شیخ مبارک بن خضر ناگوری (والد ابو الفضل فیضی) متوفی سنہ ۱۰۰۱ھ (۴) جلد

سواطع الالہام مصنفہ شیخ ابو الفیض فیضی ہندی متوفی سنہ ۱۰۰۴ھ۔ یہ تفسیر عبارت بے نقط میں لکھی گئی ہے دو جلدیں ہیں مصنف کے کمال ادب عربی کی شاہد عادل ہے، دو برس انکی تصنیف پر صرف ہوئے باعتبار ادب ایسی تفسیر نہ پہلے لکھی گئی اور نہ آج تک لکھی گئی ہے نہ آیندہ ایسے مستند محدثین مثل شیخ یعقوب صیرفی کشمیری کی اس پر تقاریظ ہیں ہندوستان اس تفسیر پر جسقدر فخر و ناز کرے زیبا ہے، یہ ہندی عالم کا بے نظیر کارنامہ ہے۔

تفسیر علی قاری مصنفہ شیخ نور الدین علی بن سلطان ہروی متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ، ان کی اور تفسیریں بھی ہیں۔

بیان القرآن مصنفہ قاضی عبد الشہید سیوہاروی متوفی سنہ ۱۰۱۱ھ (۱۰) جلد ۔ راقم السطور کے اجداد میں سے تھے،

السیر القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی مصنفہ شیخ منصور طبلاوی متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ۔

تفسیر عیشی مصنفہ شیخ محمد نبردی متوفی سنہ ۱۰۱۶ھ۔

تفسیر نظامی مصنفہ شیخ نظام الدین تھانیسری بلخی سنہ ۱۰۲۴ھ

جامع الاسرار مصنفہ شیخ عبدالمحسن بن سلیمان الکورانی یہ تفسیر سلطان مراد رابع کو ہدیہ بھیجی گئی، یہ سلطان سنہ ۱۰۳۲ھ میں تخت نشین ہوا۔

الفاتحۃ العینیۃ مصنفہ شیخ اسمعیل بن احمد انقروی متوفی سنہ ۱۰۴۱ھ (ترکی زبان میں ہے)

اسئلۃ۔ مصنفہ امام شیخ یوسف بن دمشقی متوفی سنہ ۱۰۵۵ھ۔ سلطان مراد خان رابع کی فرمائش سے تصنیف کی گئی جب شیخ احمد بن یوسف کے پاس پہونچی انہوں نے اس پر اعتراضات لکھے سلطان نے فیصلہ کے لئے شیخ یحیی آفندی مفتی کے پاس بھیجی، مفتی نے اکثر مسائل میں امام سے اتفاق کیا، سلطان نے امام کو قاضی عسکر مقرر کردیا۔

تفسیر وہابی۔ مصنفہ مولوی عبدالصمد بن نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ عبدالوہاب خان نصرت جنگ متوفی سنہ ۱۰۸۲ھ (بزبان دکنی)

کتب صدی دوازدہم

حاشیہ انوار القرآن مصنفہ مولوی غلام نقشبند لکھنوی متوفی سنہ ۱۱۲۶ھ، ان کی ایک تفسیر اور بھی ہے۔

تفسیر الربانی علی سورۃ البقر مصنفہ شیخ نورالدین سنہ ۱۱۲۷ھ

تفسیر احمدی مصنفہ ملا جیون امیٹھوی متوفی سنہ ۱۱۳۰ھ

ثواقب التنزیل مصنفہ مولوی اصغر علی قنوجی متوفی سنہ ۱۱۴۰ھ

عمدۃ الفرقان فی وجوہ القرآن مصنفہ شیخ غلام مصطفے بن عبدالرحمن ازمیری متوفی سنہ ۱۱۵۵ھ

تفسیر زہراوین مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی سنہ ۱۱۷۶ھ

تفسیر صغیر مصنفہ مولوی رستم علی قنوجی متوفی سنہ ۱۱۷۸ھ

الفتوحات الالٰہیۃ مصنفہ شیخ سلیمان جمل متوفی سنہ ۱۱۹۶ھ (۴) جلد

کتب صدی سیزدہم

چراغ ابدی یہ اردو میں سب سے پہلی تفسیر ہے سنہ ۱۲۲۱ھ کی تصنیف ہے مولوی عزیز اللہ سیرنگ اورنگ آبادی اسکے مصنف ہیں صرف پارہ عم کی تفسیر ہے۔

تفسیر ذوالفقار خانی مصنفہ مولوی عبدالباسط بن مولوی رستم علی قنوجی متوفی ۱۲۲۳ھ

تفسیر مظہری مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی سنہ ۱۲۲۵ھ عربی میں ہے، نہایت معتبر

تفسیر ہے۔ مصنف نے چھ جلدوں میں جمع کی ہے، مگر طباعت میں زیادہ جلدیں ہو جاویں گی۔
قاضی صاحب نے اس تفسیر کا نام اپنے پیر و مرشد حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید کے نام پر رکھا ہے۔
مولوی رکن الدین حصاری نے سنہ ۱۲۷۳ھ میں اس کی ایک جلد طبع کرائی تھی، بعد ازاں منشی عبدالرحمن مالک مطبع نظامی کانپور نے سنہ ۱۲۹۰ھ میں قریب نصف سیپارہ کی تفسیر کے طبع کرائی
مولوی محمد یامین میرٹھی نے ڈیڑھ جلد شائع کرائی اور ایک جلد کا اردو میں ترجمہ بھی شائع کرایا۔
قاری محی الاسلام پانی پتی نے سنہ ۱۳۵۵ھ میں بامداد دولت آصفیہ اشاعت شروع کرائی ہے۔
دو جلد شائع ہو چکی ہیں۔

کمالین مصنفہ مولانا سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی متوفی سنہ ۱۲۲۹ھ یہ تفسیر جلالین کی شرح ہے۔

تفسیر سورۂ یونس مصنفہ سید مرتضیٰ بلگرامی تلمیذ شاہ ولی اللہ دہلوی

موضح القرآن اردو ترجمہ مصنفہ شاہ عبدالقادر دہلوی متوفی سنہ ۱۲۳۰ھ نہایت مستند ترجمہ ہے

فتح العزیز مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی سنہ ۱۲۳۹ھ نہایت معتبر و مستند ہے دو جلدیں ہیں ایک جلد سورۂ فاتحہ سے آیت (وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون تک) دوسری جلد سورۂ ملک سے آخر تک، اسپر بحکم سکندر بیگم والیہ بھوپال (نواب سکندر بیگم نے ۱۲۸۵ھ تک حکومت کی۔)
مولانا حیدر علی فیض آبادی صاحب منتہی الکلام نے ذیل لکھا مگر ناتمام رہا۔

نظم الجواہر مصنفہ مولوی ولی اللہ بن مفتی سید احمد فرخ آبادی متوفی سنہ ۱۲۴۹ھ

فتح القدیر مصنفہ قاضی شوکانی یمنی متوفی سنہ ۱۲۵۵ھ عربی میں ہے، اچھی تفسیر ہے، تفسیر ابوالسعود، بیضاوی، کشاف سے جمع کی گئی ہے،

جامع التفاسیر مصنفہ نواب قطب الدین خان دہلوی متوفی (غالباً سنہ ۱۲۹۵ھ) اردو میں ہے معتبر تفسیر ہے۔

تفسیر رؤفی شاہ رؤف احمد بھوپالی (مطبوعہ سنہ ۱۳۰۳ھ) ۳ جلدوں میں۔

ہلالین مصنفہ ابوالبرکات رکن الدین معروف مولوی تراب علی لکھنوی متوفی سنہ ۱۲۸۰ھ تفسیر جلالین کی شرح ہے آخر پارہ قرآن مجید کی۔

تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ مولوی لطف اللہ بنگالی (سنہ ۱۲۹۰ھ سے قبل کی تصنیف ہے)

تعلیقات جلالین مصنفہ مولوی فیض الحسن سہارنپوری (مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ)

غرایب الرحمن مصنفہ مفتی محمد سعید احمد مدراسی (بزبان فارسی) مطبوعہ ۱۲۶۱ھ
تفسیر غوثی مصنفہ مولانا غوثی دکنی (صرف پارہ عم کی تفسیر ہے)

کتب صدی چہاردہم

روح المعانی مصنفہ علامہ محمود آلوسی بغدادی متوفی غالباً ۱۲۰۴ھ (۳۰) جلد بہت اچھی تفسیر ہے، عربی میں ہے۔

فتح البیان مصنفہ نواب صدیق حسن خان متوفی ۱۳۰۷ھ (۴) جلد، انکی اور تفسیر بھی ہے
غایۃ البیان فی تاویل القرآن مصنفہ حکیم محمد حسن امروہوی پروفیسر اجمیر کالج متوفی غالباً (۱۹۰۹ء)۔ اس تفسیر میں مصنف نے کوشش کی ہے کہ قرآن کی ہر ایک آیت کی تطبیق بائبل کی آیات سے کی جائے۔ حالانکہ مصنف نے خود بائبل کا محرف ہونا ثابت کیا ہے، پھر نہ معلوم یہ سعی لاحاصل کیوں کی ہے، یہ تفسیر غیر معتبر ہے مگر اس سے بعض مفید معلومات حاصل ہوتی ہے ہیں۔ ان کی اور کئی تفسیریں ہیں۔ سب کا رنگ ایک ہی ہے

فتح المنان معروف تفسیر حقانی، مصنفہ مولانا عبدالحق دہلوی (متوفی غالباً ۱۹۰۰ء) یہ تفسیر اردو زبان میں ہے، آٹھ جلد وں میں ہے معتبر تفسیر ہے،
تفسیر وحیدی مصنفہ مولوی وحید الزمان المخاطب نواب وقار نواز جنگ حیدرآبادی،
تفسیر المنار مصنفہ علامہ رشید رضا مصری متوفی ۱۳۵۴ھ یہ تفسیر عربی زبان میں ہے مصنف آیت سورہ یوسف تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ تک لکھنے پائے تھے کہ وفات پائی۔

مفسرین حال کی تفسیریں

تفسیر الجواہر مصنفہ علامہ طنطاوی مصری (۲۰) جلد عربی میں ہے
تحقیق البیان مصنفہ شیخ عبدالہادی بخاری مہاجر مکی بزبان عربی غیر مطبوعہ (۱۹) پارہ کی ہے
تفسیر ثنائی مصنفہ مولوی ثناء اللہ اہل حدیث امرتسری
خلافۃ الکبریٰ مصنفہ خواجہ عبدالحی پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی یہ تفسیر کا ایک حصہ ہے یہ غیر معتبر تفسیر ہے۔

بیان القرآن مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی (۱۲) جلد معتبر تفسیر ہے۔
اسرار التنزیل فی تفسیر سورۃ الفیل مصنفہ مولانا الحاج عبد البصیر آزاد سیوہاروی نہایت مدلل اور معتبر تفسیر ہے سنہ ۱۳۵۰ میں طبع ہوئی۔
ترجمان القرآن مصنفہ مولانا ابو الکلام آزاد دو جلدیں شائع ہوئی ہیں، راقم السطور کو مطالعہ کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ لیکن بعض معتبر علماء سے سُنا ہے کہ مولانا سے لغزشیں بھی ہوئی ہیں۔
الدر المکنون فی تفسیر سورۃ الماعون مصنفہ راقم السطور مطبوعہ سنہ ۱۳۵۴ ہجری۔ خاکسار کی تصنیف علم تفسیر میں یہ تصنیف ہے یا یہ تاریخ التفسیر، علم حدیث میں اربعین اعظم و تاریخ الحدیث، باقی علم تاریخ و ادب اُردو میں ہیں، احقر کی کتاب محمود اور فردوسی ہندوستان کے علاوہ افغانستان وغیرہ میں بھی پسند کی گئی ہے۔
یہ کئی جگہ لکھا جا چکا ہے کہ تمام تفاسیر کا تذکرہ تو کیا فہرست بھی مرتب نہیں کی جا سکتی جس قدر تفاسیر کا تذکرہ کتب تفاسیر و کشف الظنون وغیرہ میں ہے میں انکی بھی پوری تفسیر مرتب نہ کر سکا، دیگر ممالک کا تو کیا ذکر، یہ بھی بتانا مشکل ہے کہ ہندوستان میں کس قدر کتابیں تصنیف ہوئیں، جس قدر کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے انہیں معتبر اور غیر معتبر دونوں قسم کی ہیں۔
اعتبار کے متعلق پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے اور اب مکرر التماس ہے کہ تفاسیر پر اعتبار کا حکم بلحاظ اکثریت ہے، ورنہ کوئی تفسیر ایسی نہیں جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ اس کا ہر لفظ معتبر و مستند اور لائق حجت ہے جو تفاسیر متبحر علماء متقی فضلا کی تصنیف ہیں ان کو معتبر مانا جاتا ہے مگر اسی حد تک کہ کسی صحیح حدیث اکسی مسئلہ عقیدہ اور مسلک کے خلاف نہوں۔
ہندوستان کی بعض تصانیف تفاسیر کا تذکرہ باب التاریخ میں آ چکا ہے اور بعض کا اس باب میں ہے۔ اسپر بھی بہت سے علماء و فضلا کی تصانیف باقی رہگئی ہوں گی۔
بارھویں صدی ہجری کے نصف سے ہندوستان میں مفسرین و مصنفین و مترجمین قرآن کی بھر مار پڑی ہے ہر وہ شخص جو ذرا دلچسپ اُردو لکھنے پر قادر ہے اگرچہ وہ عربی سے نابلد ہو قرآن کا مترجم و مفسر ہے، وہ اپنی تصانیف میں نہایت دریدہ دہنی سے مستند علماء اور ائمہ متقدمین پر اعتراضات کرتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھکر بڑوں بڑوں پر طعن و صاف کرتا ہے اس زمانہ میں یہ ایک فیشن قرار پا گیا ہے اور روشن دماغی اور وسیع الخیالی کا معیار بنا دیا گیا ہے کہ بیباکی سے قرآن و حدیث و فقہ ائمہ اولیا و علماء کے ساتھ تمسخر کیا جائے اور اپنی منشا کے موافق ترجمے اور تفسیریں

گھڑی جائیں۔ اور آیات و احادیث و اقوال سلف صالحین کو کھینچ تان کر عیش پسند، آزاد منش امرا اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور مصنفین یورپ کے خیالات کے مطابق بنایا جائے۔

میں نے علما کی تفاسیر کے حالات معلوم کرنے کیلئے دیوبند، سہارن پور، لاہور، بدایوں، بریلی لکھنو وغیرہ مقامات کو خطوط لکھے، مگر افسوس کہ کہیں سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا اس لئے گذشتہ اور موجودہ تصانیف میں بہت سی قابل تذکرہ تفاسیر رہگئی ہوں گی۔ باقی بعض مشاہیر ملک، نامور لیڈروں، آزاد منش صوفیا، کم علم مصنفین کی تفاسیر ہیں، ان میں سے اکثر کے حالات سے میں واقف ہوں لیکن مینے ان کو مقدس علما کی مجلس میں بٹھانا پسند نہیں کیا۔

ہندوستان کے مسلمانوں اور اردو داں طبقہ کے لئے اگر درحقیقت وہ قرآن مجید کے صحیح مطلب و معنی کے طالب ہیں تو فتح العزیز، جامع التفاسیر، تفسیر حقانی، بیان القرآن اسرار التنزیل، ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی، ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی، ترجمہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کافی ہیں، اور کسی طرف نظر کرنے کی ضرورت نہیں۔

تراجم قرآن

اسلام دنیا کے ہر خطے اور ہر گوشے میں موجود ہے اور قرآن ہر جگہ پڑھا جاتا ہے، ہر ملک کے علما نے اپنے اہل ملک کے سمجھنے کیلئے ترجمے کئے ہیں تفسیریں لکھی ہیں۔ یورپ کے عیسائی علما نے بھی قرآن مجید کے متعدد ترجمے کئے ہیں، اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ کس کس زبان میں کس قدر تراجم ہیں انگریزی، چینی، فرنچ، جرمنی، ترکی، پشتو، ہندی، عربی، فارسی اردو وغیرہ وغیرہ بھی زبانوں میں ترجمے موجود ہیں، نہیں کہا جاسکتا کہ زبان غیر کے مترجمین نے کیسے ترجمے کئے ہیں، بعض انگریزی تراجم کے متعلق معتبر اصحاب سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں صحت کا التزام نہیں کیا گیا، اس لئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ انگریزی زبان میں اب تک کوئی ترجمہ ایسا نہیں جس پر بھروسہ کیا جاسکے، آجکل مسٹر عبداللہ یوسف علی انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں اس ترجمہ کا ایک حصہ شایع ہوا ہے میں نے جسقدر اسکو سنا ہے صحیح پایا ہے مولانا عبد الماجد دریابادی بی اے بھی انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں، مولانا کے علم و فضل اعتقاد صحیحہ اعمال صالحہ پر نظر کر کے اُمید کیجاتی ہے کہ یہ ترجمہ سب سے زیادہ صحیح ہوگا۔

نواب سکندر بیگم والیہ بھوپال نے (۱۲۸۵ھ تک حکومت کی) شیخ احمد داغستانی سے ترکی زبان

میں ترجمہ کرایا۔

مولانا جمال الدین وزیر ریاست بھوپال نے (بعہد نواب شاہ جہاں بیگم والیہ بھوپال) بیگم صاحبہ نے ۱۳۱۹ھ تک حکومت کی) پشتو میں ترجمہ کرایا۔

اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان خان بہادر شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے یورپین نو مسلم مسٹر محمد پکھتال سے انگریزی میں ترجمہ کرایا۔

رئیس التجار خان بہادر احمد الدین اے، بی، ای تاجر سکندرآباد دکن نے ہندی زبان میں ترجمہ شائع کرایا۔

اُردو زبان میں سب سے پہلے حکیم شریف خان صاحب دہلوی نے ترجمہ کیا، یہ ترجمہ طبع نہیں ہوا حکیم صاحب کے خاندان میں محفوظ ہے، حکیم صاحب کی وفات ۱۲۲۲ہجری میں ہوئی۔

شاہ عبد القادر دہلوی نے اُردو میں ترجمہ کیا جو مقبول و مستند اور صحیح ہے، کثرت سے رائج ہے اُردو میں تخمیناً ستر ترجمے ہوئے ہیں، ان میں غیر مستند تراجم کی تعداد زیادہ ہے سب سے زیادہ بہتر اور صحیح ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی کا ہے، اس کے بعد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کا ترجمہ ہے، اس ترجمہ پر مولانا کے شاگرد رشید مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی سلمہ اللہ تعالیٰ نے بہترین فوائد لکھے ہیں، فوائد کیا ہیں، مختصر اور مفید تفسیر ہے، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی شاگرد شیخ الہند مولانا محمود حسن و مولانا عاشق الٰہی میرٹھی شاگرد مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے بھی ترجمے کئے ہیں جو صحیح اور قابل بھروسہ ہیں۔

بارہویں صدی ہجری کے آخر حصہ سے ہندوستان میں مترجمین قرآن کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں، یہ کثرت خطرناک ہے اور قابل التفات نہیں۔

ہندوستانی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ

سنہ ہجری میں راجہ مہروگ بن رائیگ (جو کشمیر زیرین (پنجاب کا شمالی حصہ) کے حکمرانوں میں سے تھا) نے امیر ابو المنذر عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز فرمانروائے منصورہ (اب اسکو بھکر کہتے ہیں سردار محمد بن قاسم فاتح سندھ نے راجہ داہر والی سندھ کی بیوہ رانی لادی سے نکاح کیا تھا، اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام عمر تھا، جب یہ گورنر بنا تو اس نے دریائے سندھ کے مغربی کنارہ پر ایک شہر آباد کر کے اس کا نام منصورہ رکھا یہ واقعہ ۱۱۹ھ کا ہے) کو لکھا کہ ہمارے پاس ایک

لیئے مسلمان کو بھیجو جو ہم کو اسلامی اصول اور قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان میں سمجھائے، امیر نے
ایک عراقی مسلمان کو بھیجا جو بچپن سے ہندوستان میں رہا تھا اور یہاں کی زبان سے خوب واقف
تھا، اس عراقی نے راجہ کے حکم سے سندھ کی زبان میں ترجمہ کیا (عجائب الہند)

اسماء التفاسیر

اس فہرست میں ان تفاسیر کو ذکر کیا جاتا ہے جن کے حالات مفصل تحقیق نہیں ہوئے چونکہ
پہلے کافی تفاسیر کے حالات لکھے جا چکے ہیں۔ اس لئے ان تفاسیر کی تحقیق میں راقم السطور نے کچھ
جدوجہد بھی نہیں کی

تفسیر سورۃ الکوثر۔ مطالع المعالی معروف تفسیر علیابادی، تفسیر اللخمی۔ تقریب المال۔ تقریب التفسیر
تلخیص البیان۔ تنزیہ القرآن۔ تیسیر فی التفسیر ثلاثہ، تلخیص البیان۔ جامع الانوار،
جامع البیان۔ جامع التاویل، جامع الکبیر، جوامع البیان۔ تحفۃ الاتام فی تفسیر سورۃ الانعام
ثمرات البدر فی تفسیر سورۃ القدر۔ تفسیر ابن زہرہ، تفسیر ابن شہبۃ، لباب فی علم الکتاب مصنفہ
ابی حفص عمر بن علی بن عادل الحنبلی دمشقی (۲۶) جلد، تحصیل، تفسیر اسدی، تفسیر سورہ فاتحہ و بقرہ
تفسیر ابن ابی طالب کرمانی، تفسیر ابی القاسم بن حبیب۔ تفسیر ابی مخلد، تفسیر اردبیلی۔
تفسیر الاصم مصنفہ ابوبکر عبدالرحمن بن کیسان، تفسیر آیۃ الکرسی مصنفہ فتح اللہ بن ابی یزید،
تفسیر البیانی، تفسیر الثمالی مصنفہ ابوحمزہ۔ تفسیر جبریل، تفسیر حکم شاہ مصنفہ محمد تبریزی۔
تفسیر الدرر۔ تفسیر الدمیاطی مصنفہ ابوبکر محمد بن بکر بن سہل، تفسیر رازی مصنفہ عبداللہ بن
ابی جعفر رازی، تفسیر سعید بن منصور۔ تفسیر سورابادی فارسی مصنفہ ابوبکر عتیق بن محمد۔
تفسیر سورۂ اخلاص مصنفہ علی بن محسن کتانی، تفسیر سورۂ اخلاص مصنفہ شیخ زادہ۔
تفسیر سورہ تکاثر مصنفہ صفر شاہ۔ تفسیر سورۃ الفتح مصنفہ شیخ محمد ابن الشہیر بامیر شاہ بخاری،
تفسیر سورۂ یوسف مصنفہ بہاء الدین بن یوسف، تفسیر سورہ یوسف مصنفہ احمد بن روح اللہ
تفسیر سہروردی مصنفہ ابواحمد عمر بن عبداللہ، تفسیر شرف الدین لولی، تفسیر الصالحی مصنفہ صالح
بن محمد ترمذی، تفسیر الصحابہ مصنفہ ابی الحسن محمد بن قاسم الفقیہ، تفسیر عبدالصمد بن قاضی محمود
بن یونس، (۳) جلد، تفسیر مصنفہ عبدالمعطی السخاوی، تفسیر علاء الدین ترکمانی (اس پر حاشیہ ہے
برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ کرکی حنفی متوفی سنہ ۸۵۳ھ کا) تفسیر عونی مصنفہ محمد بن سعد بن محمد بن حسن

تفسیر غرناطی مصنفہ محمد بن علی اندلسی، تفسیر فاتحۃ الکتاب فارسی مصنفہ یعقوب بن عثمان چرخی۔ تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ محمد بن مصطفےٰ کسری، تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ محمد بن کاتب کلیبولی۔ تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ ابی سعید سجستانی، تفسیر فاتحۃ الکتاب مصنفہ ابن نورالدین رومی۔ تفسیر مصنفہ قبیصہ ابوعامر بن عقبہ سوائی۔ تفسیر المجرد مصنفہ ابی شجاع، تفسیر مصنفہ محمد بن ایوب رازی، تفسیر مصنفہ سلیم الرازی۔ تفسیر المسعودی مصنفہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مروزی شافعی تلمیذ قفال تفسیر مصنفہ سیف بن شریک، تفسیر مصنفہ ناصر بن منصور ابن ابی القاسم (۸) جلد تفسیر البغی مصنفہ ابوالحسن محمد بن قاسم الفقیہ۔ تفسیر مصنفہ ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود، تفسیر واقدی مصنفہ حسین ابن واقد، تفسیر مصنفہ ورقی بن عمر، تفسیر مصنفہ یعقوب بن عثمان قرنوی۔ آیات اللطف مصنفہ یونس بن عمر حنفی۔ بحرالحقایق والمعانی تفسیر سبع المثانی مصنفہ نجم الدین ابی بکر عبداللہؒ بن محمد الشہیر بدایہ۔ بحر الدرر مصنفہ محمد الشہیر بمعین معروف مسکین فراہی۔ ینابیع مصنفہ امام یوسف بن عبداللہ لولوی اندخودی۔

اس باب میں تقریباً پانسو تفاسیر کے اسماء و حالات ہیں، باقی تمام دنیا میں کس کس ملک اور کس کس زبان میں کسقدر تفاسیر لکھی گئیں مجھے اس کا اندازہ نہیں، غالباً کوئی ملک ایسا نہیں کہ جہاں قرآن مجید کی تفسیر تصنیف نہیں ہوئی۔ ایک کتاب میں نظر سے گزرا ہے کہ تیرہویں صدی ہجری کے وسط تک تمام دنیا میں (۱۱۲۱) مکمل تفسیریں لکھی گئیں، غیر مکمل تفاسیر کا شمار نہیں۔

الباب الثالث فی الرجال

مفسرین و مصنفین قرن اوّل

حضور خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خداوند ذوالجلال نے اپنے کلام ہدایت نظام فرقان حمید قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ اے نبی ہم نے یہ کلام تجھ پر اس لئے نازل کیا ہے کہ تو لوگوں کو خوب کھول کر سمجھا دے چونکہ مختلف طبیعت اور مختلف قابلیت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا اس لئے حضور آیات کو سنا کر ان کی تشریح بھی فرماتے تھے، آپ کا مبارک کلام قرآن کی تفسیر ہوتا تھا، آپ کے کلام کو حدیث کہتے ہیں اسلئے قرآن کے سب سے پہلے مفسر حضور علیہ السلام اور قرآن کی پہلی تفسیر حدیث ہے۔

حضور علیہ السلام کے حالات میں ہر زمانہ، ہر ملک، ہر زبان میں اسقدر کتابیں تصنیف ہوئیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ حضور علیہ السلام کے سوا دنیا میں کوئی ریفارمر، کوئی بڑے سے بڑا آدمی ایسا نہیں ہوا جس کے حالات میں اس قدر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہوں اور جس کو ہر قوم ہر فرقے، ہر مذہب اور ہر ملک کے مصنفین نے سراہا ہو، حضور کے سوانح کی تحریر کا سلسلہ لاانتہائی ہے، ہر سال دو چار کتابیں آپ کے واقعات کے متعلق شائع ہوتی رہتی ہیں،

ڈاکٹر مارگولیس کا قول ہے کہ محمدؐ کے سوانح نگاروں کا ایک وسیع سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا غیر ممکن ہے، لیکن اس میں جگہ پانا قابل فخر چیز ہے،

مجھے فخر ہے اور میں شکر کرتا ہوں کہ میں حضور علیہ السلام کے سوانح نگار کا بیٹا ہوں اور میرا ارادہ ہے کہ والد ماجد مدظلہ کی مصنفہ سوانح عمری حیات النبی کو اضافہ کرکے دوبارہ شائع کرونگا۔ ضخیم جلدوں میں بھی آپ کے حالات محصور نہیں ہوسکے اس مختصر کی کیا ہستی ہے، اگر آپ کے مقدس حالات کے متعلق کسی ایک امر کو لکھنا شروع کروں تو ایک خاصہ رسالہ طیار ہو جائے،

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار ؛ گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

لیکن اس باب کے شروع کرنیکے لئے چند سطروں کا لکھنا ضرور ہے، اس لئے صرف اسقدر بیان پر

اکتفا کرتا ہوں کہ :-

جب دنیا پر جہالت و ضلالت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں تو رب کریم نے آپ کو خلعت نبوت سے آراستہ فرما کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے ایسی اصلاح فرمائی کہ دنیا نور ہدایت سے معمور ہو گئی، آپ کی حکیمانہ تعلیم اور حیرت انگیز کامیابی کا مخالف و موافق تمام مورخین و مصنفین نے اعتراف کیا ہے، آپ سن ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے، سنہ ۱۱ ہجری میں وفات پائی، آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ تھا آپ مکہ میں پیدا ہوئے، اور مدینہ میں وفات پائی، چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے تریسٹھ سال کی سن میں واصل بحق ہوئے،

کلام الٰہی آپ کی حیات طیبہ میں ضبط تحریر میں تمام و کمال آ چکا تھا، آپ کے مقدس اقوال کا کثیر حصہ بھی قلمبند ہو چکا تھا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حضور علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی، ان میں سے تقریباً سبھی محدث و مفسر تھے، تمام اصحاب کی کوئی فہرست موجود نہیں جو حضرات زیادہ مشہور تھے ان کے حالات مصنفین نے قلمبند کئے ہیں، جن کی تعداد آٹھ ہزار کے قریب ہے، صحابہ کے اندر دس اصحاب تفسیر میں زیادہ مشہور تھے

حضرت ابوبکر صدیق متوفی سنہ ۱۳ھ، حضرت عمر فاروق سنہ ۲۳ھ، حضرت عثمان غنی سنہ ۳۵ھ، حضرت علی مرتضیٰ سنہ ۴۰ھ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ ابن زبیر سنہ ۷۳ھ حضرت ابی بن کعب سنہ ۳۵ھ۔ حضرت زید بن ثابت سنہ ۴۵ھ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سنہ ۴۴ھ، ۔ ان حضرات کے اسماء راقم سطور نے اسی ترتیب سے لکھے ہیں جس ترتیب سے متقدمین لکھتے آئے ہیں، حضرات خلفاء اربعہ کی بہت سی سوانح عمریاں لکھی جا چکی ہیں دیگر حضرات کی سوانح عمریاں بھی لکھی گئی ہیں، اور کتب تاریخ میں ان کا مفصل تذکرہ ہے۔ والد ماجد مدظلہ نے تاریخ الفقہ میں اور راقم سطور نے تاریخ الحدیث میں ان حضرات کے حالات لکھے ہیں، اس لئے اب ان سب کے حالات کا لکھنا ضروری نہیں معلوم ہوتا، حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس کے حالات مختصر طور پر لکھے جاتے ہیں۔ ازواج مطہرات میں علم تفسیر میں حضرت عائشہ صدیقہ متوفیہ سنہ ۵۸ھ و حضرت ام سلمہ سنہ ۶۳ھ زیادہ مشہور تھیں، ان کے حالات تاریخ الحدیث میں لکھے جا چکے ہیں اور ان کی سوانح عمریاں بھی موجود ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

یہ چھٹے مسلمان تھے، خلوت و جلوت میں رسول کریم کے پاس رہتے تھے، صحابہ میں یہ بڑے زیرک وذی علم تسلیم کئے گئے ہیں، رسول کریم نے فرمایا ہے ابن مسعود سے حدیث سیکھو (ترمذی) اور فرمایا ہے کہ ابن مسعود میری اُمت کے لئے جو مسائل تجویز کرے میں اسپر رضامند ہوں (کنز العمال) اور فرمایا ہے کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو ابن مسعود، سالم مولیٰ ابو حذیفہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب (بخاری) حضرت عمران کو خزینۃ العلم کہا کرتے تھے، حضرت حذیفہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طرز و روش میں قریب تر عبداللہ بن مسعود تھے،

حضرت مسروق تابعی کا قول ہے کہ میں نے صحابہ کو دیکھا تو تمام صحابہ کے علوم کا سرچشمہ ان چھ کو پایا علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، عمر بن الخطاب، زید بن ثابت، ابوالدرداء، ابی بن کعب اس کے بعد پھر دیکھا تو ان چھ کے علم کا خزانہ ان دو کو پایا۔ علی، ابن مسعود (اعلام الموقعین)

صحابہ میں ابن مسعود پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں کفار کو علی الاعلان قرآن پڑھکر سنایا۔ حضرت عمر نے ان کو کوفہ میں معلم اور قاضی مقرر کیا، حضرت عثمان کے عہد میں بھی اسی عہدہ پر رہے اور بیت المال کے خازن بھی رہے جس طرح ان کے شاگردوں نے ان کے فتاوی اور مذہب فقہ کو لکھا ہے اس طرح دیگر اصحاب کے فتاوی اور مذاہب مرتب نہیں ہوئے (اعلام الموقعین لابن قیم) ۳۲ھ میں وفات پائی۔

علقمہ، اسود، مسروق، قیس بن ابی حازم ان کے خاص شاگرد تھے،

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ

رسول کریم کے چچازاد بھائی تھے، ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے، رسول کریم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اسکو دین میں فہم عطا فرما اور تفسیر سکھا، سلطان المفسرین، ترجمان القرآن، حبرالامت ان کے لقب تھے، حضرت عمر کے عہد میں اگرچہ یہ کم عمر تھے، مگر حضرت عمر ان سے مشورہ لیا کرتے تھے، اور آیات کی تفسیر دریافت کیا کرتے تھے،

ابن عباس ایکدن حدیث، ایکدن تفسیر، ایکدن فقہ، ایکدن سیر و مغازی، ایکدن ادب، ایک دن تاریخ کا درس دیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان کے عہد خلافت میں فتوحات افریقہ میں جو کہ

حرب الجبادلہ مشہور ہے یہ اُس کے رکن اعظم تھے، جنگ صفین میں سپہ سالار تھے۔ حضرت علی کے عہد میں بصرہ کے گورنر رہے، آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی۔ (۷۱) سال کی عمر میں طائف میں وفات پائی۔ ابوبکر محمد بن موسی نے ان کے فتاووں کو بیس جلدوں میں جمع کیا۔

حضرت ابن عباس سے مختلف طرق سے تفسیر کی روایتیں ہیں ان میں زیادہ معتبر طریق معاویہ بن ابی صالح عن علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس ہے۔ امام بخاری نے اسی طریق کو اختیار کیا ہے۔ ابوجعفر نحاس متوفی سنہ ۳۳۸ھ نے اپنی کتاب ناسخ میں اور امام ابن جریر طبری و ابن ابی حاتم و ابن المنذر نے اپنی تفاسیر میں ابو صالح ہی کے سلسلہ سے روایت کی ہے، اور اکثر محدثین نے اسی سلسلہ پر اعتماد کیا ہے،

کریب، ابو عبید، ابن ملیکہ، عمرو بن دینار، عبید بن عمر، سعید بن مسیب متوفی سنہ ۱۰۱ھ و قاسم بن محمد متوفی سنہ ۱۰۶ھ و عبید اللہ بن عبداللہ، سلیمان بن یسار متوفی سنہ ۱۰۷ھ۔ عروہ بن زبیر متوفی سنہ ۹۴ھ و علی بن حسین الملقب امام زین العابدین متوفی سنہ ۹۴ھ و وہب ابن منبہ متوفی سنہ ۱۱۰ھ نے بھی روایتیں کی ہیں۔

محمد بن سائب کلبی متوفی سنہ ۱۴۶ھ و محمد بن مروان بصری متوفی سنہ ۱۸۶ھ و مقاتل بن سلیمان متوفی سنہ ۱۵۰ھ کے سلسلے مجروح ہیں۔

ضحاک بن مزاحم کوفی متوفی سنہ ۱۰۲ھ کا طریق منقطع ہے، وہ یہ ہے جویبر عن ضحاک عن ابن عباس۔

قیس بن مسلم کوفی متوفی سنہ ۱۲۰ھ۔ عکرمہ مولی ابن عباس متوفی سنہ ۱۰۵ھ، طاؤس بن کیسان یمانی متوفی سنہ ۱۰۶ھ ان کے سلسلے بھی صحیح ہیں

ابن جریج متوفی سنہ ۱۵۰ھ کا ایک سلسلہ اس طرح ہے۔ بکر بن سہل دمیاطی عن عبد الغنی بن سعید عن موسی بن محمد عن ابن جریج عن ابن عباس۔ یہ سلسلہ بھی مخدوش ہے،

ابن جریج سے محمد بن ثور متوفی سنہ ۱۹۰ھ و حجاج بن محمد متوفی سنہ ۲۰۶ھ کی روایت معتبر مانی گئی ہے شبل بن عباد متوفی سنہ ۱۴۸ھ عن ابن ابی نجیح متوفی سنہ ۱۳۱ھ عن مجاہد عن ابن عباس رض۔ یہ سلسلہ قریب بصحت ہے،

قیس عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس یہ سلسلہ بھی صحیح مانا گیا ہے۔

تابعین و مفسّرین رضی اللہ عنہم

تابعین میں ہزاروں محدث و مفسر ہوئے ہیں۔ بعض کا تذکرہ تاریخ الحدیث میں آچکا ہے، بعض کا بیان لکھا جاتا ہے، باقی تمام تابعین مفسّرین کی فہرست مرتب کرنا دشوار ہے،

علقمہ رح

علقمہ بن قیس النخعی نام، رسول ؐ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت عبداللہ ابن مسعود و حضرت عثمان و حضرت علی وغیرہ اصحاب سے علم حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے کہ میری معلومات علقمہ سے زیادہ نہیں۔ امام شعبی کا قول ہے کہ بصرہ و کوفہ و شام و حجاز میں ان سے بڑھکر کوئی عالم نہ تھا، صحابہ ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ علقمہ ابن مسعود کے شاگردوں میں ممتاز تھے، علقمہ ابن مسعود کے فضل وکمال کا نمونہ تھے (تہذیب)

حضرت ابن مسعود کے حالات میں لکھا جاچکا ہے کہ تمام اصحاب کا علم ابن مسعود اور علی میں محصور تھا، علقمہ ان دونوں حضرات کے شاگرد تھے، اس لئے ان کے فضل وکمال کی جس قدر تعریف کیجائے بجا اور درست ہے، ابراہیم نخعی ان کے خاص شاگرد تھے، سنہ ۶۲ھ میں وفات پائی۔

ابوالاسود

ظالم بن عمرو بن سفیان نام، ابوالاسود کنیت، ان کا سلسلہ نسب کنانہ میں رسول کریم سے ملجاتا ہے یہ دئل بن بکر بن عبدمناف بن کنانہ کی نسل سے ہیں اس لئے ان کا قبیلہ دولی اور دیلی مشہور تھا، ہجرت سے سولہ برس قبل پیدا ہوئے، رسول کریم کی وفات کیوقت (۲۷) سال کے تھے،

ابوعبیدہ نے لکھا ہے کہ یہ صحابی تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ حضورؐ کے دیدار مبارک سے بحالت اسلام مشرف نہیں ہوئے کیونکہ تابعین میں سے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے عہد میں مدینہ آئے، عمرؓ، علیؓ، ابن عباسؓ، ابوذر وغیرہ اصحاب سے علم حاصل کیا، عمرؓ عثمانؓ علیؓ ہر سہ خلفاء کے عہد میں ممالک کے والی رہے۔ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے محدث تھے، فقیہ تھے، دانشمند تھے، حاضر جواب تھے، علم نحو کے موجد تھے، دولتمند تھے، معزز تھے

کفایت شعار تھے، متقی تھے،
کفایت شعاری کی وجہ سے بخیل مشہور تھے، بہرے گنجے تھے اور گندہ دہنی کے مرض میں مبتلا تھے،
حضرت علی نے جب ابن عباس کو بصرہ کا والی مقرر کیا تو ان کو میر منشی بنایا مگر دونوں میں موافقت نہوئی اور انہوں نے ابن عباس کی شکایتیں لکھنا شروع کیں، اس پر حضرت علی وابن عباس میں خط وکتابت ہوئی آخر ابن عباس ناراض ہوکر مستعفی ہوگئے۔ حضرت علی نے ان کی جگہ ابوالاسود کو والی مقرر کیا اور ابوالاسود کی جگہ زیاد بن ابیہ (جو زیاد بن ابی سفیان مشہور ہے، عبیداللہ سپہ سالار لشکر یزید قاتل امام حسین کا باپ) کا تقرر کیا، (عبداللہ بن زیاد ابوالاسود کا شاگرد تھا)
ابوالاسود اور زیاد میں بھی موافقت نہوئی، زیاد نے ان کی شکایتیں حضرت علی کو لکھیں لیکن حضرت علی نے ایک نہ سنی، جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے زیاد کی ہجو لکھی، یہ اشعار مشہور ہیں، ان کو حکومت کرتے ہوئے ایک ہی سال ہوا تھا کہ حضرت علی شہید ہوگئے۔ حضرت امام حسن نے ان کو بدستور قائم رکھا، جب امیر معاویہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کچھ عرصہ تک تو ان کو قائم رکھا پھر بسر بن ارطاۃ کو والی بصرہ مقرر کیا۔
ابوالاسود نے ۶۹ھ میں وفات پائی انہوں نے حضرت عمر کے حکم سے قرآن مجید پر اعراب لگائے اور اس کے متعلق ایک رسالہ لکھا، اور حضرت علی کے حکم سے قواعد نحو مدون کئے اور ایک رسالہ لکھا

ابراہیم نخعی

صیرفی الحدیث وفقیہ العراق لقب، بچپن میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اسپر ان کے معاصرین ان سے رشک کیا کرتے تھے، (تذکرہ ذہبی)
حضرت زید ابن ارقم وغیرہ اصحاب کو بھی دیکھا تھا، علقمہ واسود سے علم حاصل کیا، صحاح ستہ کے راوی ہیں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ محدث تھے فقیہ تھے، صالح تھے، ثقہ تھے،
حضرت سعید بن جبیر کہا کرتے تھے کہ لوگو تم مجھ سے فتویٰ لیتے ہو حالانکہ تم میں ابراہیم موجود ہیں (تہذیب الاسماء جلد اول)
تہذیب التہذیب میں ہے کہ ابراہیم تمام باتوں میں علقمہ کے نمونہ تھے (یہ نسبت قابل فخر ہے کہ ابن مسعود کو رسول کریم کا نمونہ کہا گیا، اور علقمہ کو ابن مسعود کا نمونہ، اور ابراہیم نخعی کو علقمہ کا نمونہ بتایا گیا، ابراہیم کے شاگرد حماد بن سلیمان تھے جنکو ابراہیم نے فقیہ العراق خطاب دیا۔ جن کے متعلق لکھا ہے

حماد بن سلیمان اعلم ناس بعد بمذہب ابراہیمؒ، (مصنف شرح موطا) اور حماد نے امام ابو حنیفہ کو اپنا جانشین کیا۔ ابراہیم کی روایت کو جبکہ وہ علقمہ سے اور علقمہ ابن مسعود سے روایت کریں، اصح الاسانید کہا گیا ہے (تحفہ)

۹۵ھ میں وفات پائی۔ حماد بن ابی سلیمان و امام ابو حنیفہ ان کے شاگرد تھے، ان کی خبر وفات سنکر امام شعبی نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنا نظیر نہیں چھوڑا، جو اُن سے زیادہ عالم وفقیہ ہو، اسپر ایک شخص نے دریافت کیا امام حسن بصری اور امام ابن سیرین بھی، امام شعبی نے کہا حسن بصری اور ابن سیرین ہی نہیں بصرہ، کوفہ، شام و حجاز میں کوئی شخص اُن سے زیادہ عالم نہیں رہا۔

ابراہیم کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ ان کے استاد علقمہ و اسود بھی تابعی تھے، وہ خود بھی تابعی تھے ان کے شاگرد حماد بن ابی سلیمان بھی تابعی تھے، ان کے شاگرد کے شاگرد امام اعظم بھی تابعی تھے،

سعید بن جبیر

حضرت ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و عدی بن حاتم طائی کے شاگرد تھے، عطاء بن ابی رباح ان کے شاگرد تھے، سعید بن جبیر نے خلیفہ عبدالملک بن مروان کی فرمائش سے تفسیر لکھی تھی، پچاس برس کی عمر تھی کہ حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں شہید کیا۔

حضرت ابن عباس کی خدمت میں کوئی استفسار لیکر جاتا تو فرماتے کیا تمہارے یہاں سعید ابن جبیر نہیں جو مجھ سے پوچھتے ہو۔

عکرمہ

حضرت ابن عباس کے مولیٰ اور شاگرد تھے، ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔ ان کو حضرت ابن عباس نے نہایت محنت سے تفسیر سکھائی تھی،

عباس بن مصعب مروزی کا قول ہے کہ ابن عباس کے تلامذہ میں عکرمہ تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے، امام شعبی کا قول ہے کہ عکرمہ سے زیادہ کوئی تفسیر کا جاننے والا نہ تھا، سفیان ثوری جو خود بڑے مفسر تھے ان کے کمال تفسیر کے معترف تھے، سعید بن جبیر اور مجاہد نے بھی ان سے استفادہ کیا۔
عکرمہ جب تک بصرہ میں رہتے، امام حسن بصری فتویٰ نہ دیتے۔

عوفی

عطیہ بن سعد بن جنادۃ العوفی نام، ابن عباس و ابو ہریرہ کے شاگرد تھے، امام سفیان ثوری نے

ان کو ضعیف کہا ہے، امام ترمذی نے ان کی روایات کی تحسین کی ہے۔ اسماعیل بن ابی خالد ان کے شاگرد تھے، سنہ ۱۱۱ھ میں وفات پائی۔

امام باقر

محمد نام ابو جعفر کنیت، باقر لقب، امام زین العابدین کے صاحبزادے تھے، بروز جمعہ صفر سنہ ۵۷ھ میں پیدا ہوئے حضرت جابر صحابی نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا حضرت ابوہریرہ و حضرت ابو سعید خدری و حضرت ابن عباس اور اپنے والد کے شاگرد تھے، امام زہری، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی ان کے شاگرد تھے، سنہ ۱۱۴ھ میں وفات پائی۔

مجاہد

ابو الحجاج مجاہد بن جبیر نام، سنہ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے، ابن عباس، عائشہ، ام سلمہ، ابوہریرہ جابر کے شاگرد تھے، انہوں نے ابن عباس سے تیس مرتبہ قرآن کا دور کیا تھا، ہر آیت کو تفسیر و توضیح کے ساتھ یاد کیا تھا اور سنا تھا۔ عکرمہ، عطاء، قتادہ ان کے شاگرد تھے، ان کی تفسیر کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے، سنہ ۱۰۳ھ میں وفات پائی۔

جویبر

جویبر بن سعید الازدی نام، حضرت انس سے روایت کرتے تھے، ان سے ثوری اور حماد ابن زید نے روایت کی ہے، یہ ضعیف راوی ہیں، بعض نے کذاب لکھا ہے، سنہ ۱۴۰ھ میں وفات پائی

علی بن ابی طلحہ ہاشمی

مجاہد کے شاگرد تھے، ثور بن یزید ان کے شاگرد تھے، سنہ ۱۴۳ھ میں وفات پائی۔

مقاتل

ابو الحسن مقاتل بن سلیمان الازدی مروزی نام، (مرو ایک قصبہ ہے خراسان کے قریب یہ مرو کے رہنے والے تھے اسلئے مروزی کہلاتے ہیں، اسمیں ز خلاف قیاس بڑھائی گئی ہے جیسے رے کے باشندوں کو رازی کہتے ہیں) ضحاک و مجاہد کے شاگرد تھے، ان کو ضعیف کہا گیا ہے سنہ ۱۵۰ھ میں وفات پائی، علی بن الجعد و ابن عیینہ ان کے شاگرد تھے،

ابو روق ہمدانی

عطیہ بن الحارث کوفی نام، حضرت انس کے شاگرد تھے، امام سفیان ثوری ان کے شاگرد تھے ان کی تفسیر ایک جلد ہے، قریب بصحت ہے سن وفات تحقیق نہیں ہوا۔

ابو مالک

غزوان الغفاری الکوفی نام، حضرت ابن عباس و حضرت عمار بن یاسر کے شاگرد تھے، سلمہ بن کہیل ان کے شاگرد تھے۔ سن وفات تحقیق نہیں ہوا۔

مسروق بن الاجدع متوفی سنہ ۶۳ھ۔ مرہ ہمدانی سنہ ۸۵ھ۔ ابوالعالیہ ریاحی سنہ ۹۰ھ۔ اسود بن یزید سنہ ۹۵ھ۔ ضحاک بن مزاحم سنہ ۱۰۵ھ۔ طاؤس بن کیسان سنہ ۱۰۶ھ، حسن بصری سنہ ۱۱۰ھ عطاء بن ابی رباح سنہ ۱۱۴ھ۔ قتادہ بن دعامہ سنہ ۱۱۷ھ۔ محمد بن کعب قرظی سنہ ۱۲۰ھ۔ عطاء بن دینار سنہ ۱۲۶ھ اسمٰعیل بن عبدالرحمن سدی سنہ ۱۲۷ھ۔ عبداللہ بن ابی نجیح سنہ ۱۳۱ھ۔ عطاء بن ابی مسلم (یا ابی سلمہ) خراسانی سنہ ۱۳۵ھ۔ عطاء ابن السائب سنہ ۱۳۶ھ۔ زید بن اسلم سنہ ۱۳۶ھ۔ ربیع بن انس سنہ ۱۳۹ھ۔ محمد ابن السائب کلبی سنہ ۱۴۶ھ۔ ابن جریج سنہ ۱۵۰ھ۔ محمد ابن اسحٰق بن یسار سنہ ۱۵۱ھ۔ معمر بن راشد سنہ ۱۵۳ھ ابوجعفر رازی سنہ ۱۶۰ھ۔ شعبہ بن الحجاج سنہ ۱۶۰ھ۔ سفیان ثوری سنہ ۱۶۱ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسرین و مصنفین میں سے تھے، محمد بن سایب کلبی و مقاتل ابن سلیمان یہ ضعیف راوی ہیں، ان حضرات میں سے اکثر کے حالات فقیر نے تاریخ الحدیث میں لکھے ہیں۔

رجال قرن ثانی

امام کسائی

ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز نام۔ خلیفہ ہارون رشید کے مصاحب تھے، فن قرارت کے امام تھے، قراء سبعہ میں سے تھے، امام حمزہ کوفی کے شاگرد تھے، ابوعمر حفص ان کے شاگرد تھے، سنہ ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوحنیفہ دینوری

ابوحنیفہ احمد بن داؤد نحوی لغوی سنہ ۲۸۲ھ میں وفات پائی، ابوحنیفہ بہت سے گذرے ہیں اس کنیت کے سولہ اشخاص کے نام تو والد ماجد مدظلہ نے تاریخ الفقہ میں لکھے ہیں، ایک ابوحنیفہ مرجیہ مذہب کا بھی تھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی مذمت کی ہے، بعض گمراہ فرقے والے ابوحنیفہ دینوری و ابوحنیفہ مرجیہ کے اقوال کو امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی مذمت شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھی کی ہے، ایک ابوحنیفہ نعمان بھی گذرے ہیں لہٰذا جب تک بروایت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوئی نہ ہو اس وقت تک کسی قول پر اعتماد

الفریابی

محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی نام یونس بن ابی اسحاق کے شاگرد تھے، امام احمد اور امام بخاری نے ان سے روایت کی ہے، سنہ ۲۱۲ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابو خیید مورج سنہ ۱۷۴ھ۔ امام مالک سنہ ۱۷۹ھ، شیخ عبدالرحمن بن زید بن اسلم سنہ ۱۸۲ھ۔ شیخ حجاج بن محمد سنہ ۱۹۶ھ، شیخ محمد بن ثور سنہ ۱۹۰ھ۔ شیخ وکیع الجراح سنہ ۱۹۷ھ۔ شیخ سفیان بن عیینہ سنہ ۱۹۸ھ۔ شیخ عبداللہ بن وہب سنہ ۱۹۹ھ۔ شیخ ھشیم بن بشیر سنہ ۱۹۹ھ۔ امام شافعی سنہ ۲۰۴ھ، شیخ روح بن عبادہ سنہ ۲۰۵ھ۔ شیخ یزید بن ہارون سنہ ۲۰۶ھ۔ شیخ ابوعبیدہ بن معمر بن المثنی بصری سنہ ۲۱۰ھ۔ شیخ عبدالرزاق بن ہمام صنعانی سنہ ۲۱۱ھ۔ شیخ آدم بن ابی ایاس سنہ ۲۲۰ھ۔ شیخ سنید بن داؤد سنہ ۲۲۶ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسرین میں سے ہیں۔ ان حضرات میں سے اکثر کے حالات تاریخ الحدیث میں لکھے جا چکے ہیں۔

رجال قرن ثالث

شیخ ابن ابی شیبہ

عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ نام، شیخ عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے تھے، ان سے امام بخاری و مسلم نے روایت کی ہے، صاحب مسند ہیں۔ سنہ ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابن راہویہ

اسحاق بن ابراہیم نام، شیخ فضیل بن عیاض، و شیخ فضل بن دکین کے شاگرد تھے، شیخ عبداللہ بن مبارک سے بھی روایت کرتے تھے، ان سے شیخ یحییٰ بن معین نے روایت کی ہے، امام بخاری بھی ان کے شاگرد تھے، صاحب تصنیف تھے (۷۷) سال کی عمر پا کر سنہ ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔

شیخ عبد بن حمید

صاحب تفسیر و مسند کبیر ہیں۔ شیخ یزید بن ہارون سے روایت کرتے تھے، ان سے عمر بن بجیر نے روایت کی ہے۔ سنہ ۲۴۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ علی ابن مدینی متوفی سنہ ۲۳۴ھ۔ شیخ ابی مروان عبدالملک بن حبیب متوفی سنہ ۲۳۸ھ۔ شیخ ابوالحسن علی بن حجر سعدی سنہ ۲۴۴ھ۔ شیخ ابوحاتم سہل بن محمد سنہ ۲۴۸ھ۔ امام بخاری سنہ ۲۵۶ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسرین میں تھے۔ انہیں سے بعض حضرات کے حالات تاریخ الحدیث میں لکھے جا چکے ہیں۔

رجال عہد اختلافی

امام ابن جریر طبری

ابو جعفر ابن جریر نام سنہ ۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے، شیخ اسماعیل بن موسیٰ سدی سے روایت کرتے تھے، ان سے طبرانی نے روایت کی ہے، مجتہد صاحب مذہب تھے، ان کا مذہب سنہ ۴۰۰ھ تک چل کر معدوم ہوگیا۔ کثیر التصانیف مشہور مفسر و مورخ ہیں صاحب تفسیر و تاریخ ہیں سنہ ۳۱۰ھ میں وفات پائی

ایک ابن جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گذرا ہے وہ بھی صاحب تفسیر و تاریخ ہے، دونوں میں صرف سنین ولادت و وفات میں فرق ہے بعض لوگ اس ابن جریر کے اقوال امام ابن جریر کی طرف منسوب کرکے دہوکہ دیتے ہیں۔

کوہستان شام میں ایک فرقہ جریری مشہور ہے، بعض کہتے ہیں کہ وہ امام ابن جریر کا مقلد ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ ابن جریر کرامیہ کا پیرو ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

امام ابن ماجہ متوفی سنہ ۲۷۳ھ۔ شیخ ابو سعید کندی متوفی سنہ ۲۷۵ھ۔ شیخ ابو عبد الرحمن تقی سنہ ۲۷۶ھ قاضی ابو اسحق اسماعیل سنہ ۲۸۲ھ۔ شیخ ابو اسحاق ابراہیم سنہ ۲۸۵ھ۔ شیخ ابو العباس احمد سنہ ۲۹۱ھ۔ شیخ ابراہیم نسفی سنہ ۲۹۲ھ۔ شیخ ابو اسحق ابراہیم نیشاپوری سنہ ۳۰۳ھ۔ شیخ ابو الحسن علی قمی سنہ ۳۰۵ھ شیخ محمد بن یزید سنہ ۳۰۶ھ۔ شیخ ابوبکر بن محمد سنہ ۳۱۰ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسرین میں سے ہیں

رجال صدی چہارم

شیخ ابن المنذر

ابوبکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری نام شیخ الحرم لقب، کثیر التصانیف ہیں۔ زیادہ مشہور الاشراف فی مسائل الخلاف، المبسوط و کتاب السنن، کتاب التفسیر ہیں سنہ ۳۱۸ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابن ابی حاتم

عبد الرحمن بن محمد بن ابو محمد ادریس بن ابی حاتم التمیمی الحنظلی نام، اپنے باپ کے شاگرد تھے، انکا ایک ضخیم مسند ہے، اور ایک تفسیر چار جلدوں میں ہے سنہ ۳۲۷ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابن حیان

ابوالشیخ عبداللہ بن محمد بن جعفر ابن حیان اصفہانی نام۔ ابومحمد بھی ان کی کنیت ہے، تفسیر کے علاوہ علم تفسیر کے متعلق ان کی اور بھی کئی کتابیں ہیں، سنہ ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابی القاسم عبداللہ کعبی متوفی سنہ ۳۱۹ھ۔ شیخ ابوالحسن علی اشعری سنہ ۳۳۰ھ۔ شیخ ابواسحق ابراہیم سنہ ۳۲۱ھ۔ شیخ محمد بن بحر سنہ ۳۲۲ھ۔ شیخ ابراہیم بن یزید سنہ ۳۲۵ھ۔ شیخ ابی بکر محمد بن عزیز سجستانی سنہ ۳۳۰ھ۔ شیخ ابوالقاسم عمر سنہ ۳۳۴ھ۔ شیخ ابوجعفر احمد سنہ ۳۳۸ھ۔ شیخ ابومحمد قاسم سنہ ۳۴۰ھ۔ شیخ محمد حسن سنہ ۳۴۱ھ۔ شیخ عبداللہ بن جعفر سنہ ۳۴۷ھ۔ شیخ ابوبکر محمد سنہ ۳۵۰ھ۔ شیخ ابی نصر منصور سنہ ۳۵۳ھ۔ شیخ احمد بن محمد سنہ ۳۵۳ھ۔ شیخ ابن حبان سنہ ۳۵۴ھ۔ شیخ ابومنصور محمد سنہ ۳۷۰ھ۔ شیخ ابوبکر احمد سنہ ۳۷۰ھ۔ شیخ ابی اللیث سنہ ۳۸۳ھ۔ شیخ ابومحمد عبداللہ بن عطیہ سنہ ۳۸۳ھ۔ شیخ ابوالحسن علی سنہ ۳۸۴ھ۔ شیخ محمد بن علی سنہ ۳۸۸ھ۔ شیخ ابی الحسن علی سنہ ۳۹۰ھ۔ شیخ ابوہلال سنہ ۳۹۵ھ۔ شیخ خلف بن احمد سنہ ۳۹۹ھ۔ شیخ ابوالفرج احمد سنہ ۳۹۰ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر گذرے ہیں۔

رجال صدی پنجم

شیخ ابن مردویہ

ابوبکر احمد بن موسی اصفہانی نام۔ آپ کی چند تصانیف ہیں تفسیر میں اکثر غیر معتبر روایات ہیں جو ابن عباس کی طرف منسوب ہیں۔ سنہ ۴۱۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوالحسن

ابوالحسن علی بن ابراہیم حوفی نحوی نام۔ ان کی تفسیر کا نام البرہان فی تفسیر القرآن ہے، دس جلدوں میں ہے، اس میں اعراب و غریب و تفسیر ہے، سنہ ۴۳۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ عبدالرحمن بن محمد قطیس متوفی سنہ ۴۰۲ھ۔ شیخ ابوعبدالرحمن محمد سنہ ۴۰۶ھ۔ شیخ ابن فورک سنہ ۴۰۶ھ۔ شیخ ابوالقاسم سنہ ۴۰۶ھ۔ شیخ ابی عبدالرحمن السلمی سنہ ۴۱۲ھ۔ شیخ ابواسحاق سنہ ۴۲۷ھ۔

شیخ الرئیس ابوعلی بن سینا سنہ ۴۲۸ھ۔ شیخ عبدالقاہر بن طاہر سنہ ۴۲۹ھ۔ شیخ اسمعیل بن احمد سنہ ۴۳۰ھ۔ شیخ ابی العباس احمد سنہ ۴۳۱ھ۔ شیخ شمس الدین الوتاری سنہ ۴۳۳ھ۔ شیخ ابی ذر سنہ ۴۳۴ھ۔

شیخ ابومحمد مکی سنہ ۴۳۷ھ۔ شیخ ابوعبداللہ جوینی سنہ ۴۳۸ھ۔ شیخ ابی الفتح سلیم سنہ ۴۴۷ھ۔ شیخ ابی العلاء احمد سنہ ۴۴۹ھ۔ شیخ ابوالحسن ماوردی سنہ ۴۵۰ھ۔ شیخ ابی بکر عتیق سنہ ۴۵۴ھ۔ شیخ ابوبکر احمد بیہقی سنہ ۴۵۸ھ

شیخ ابوسلم محمد ۴۵۹ھ و شیخ ابوعمر یوسف ۴۶۳ھ و شیخ ابوالقاسم عبدالکریم ۴۶۵ھ۔
شیخ ابی الحسن علی ۴۹۱ھ۔ امام شاہفور ۴۷۱ھ و شیخ ابوعمر یوسف ۴۶۳ھ و شیخ عبدالقاہر
جرجانی ۴۷۴ھ و شیخ ابی معشر عبدالکریم ۴۷۸ھ۔ امام الحرمین ابوالمعالی ۴۷۸ھ۔ شیخ ابی یوسف
عبدالسلام ۴۸۳ھ و شیخ عبدالباقی ۴۹۵ھ و شیخ ابوعبداللہ سلیمان ۴۹۴ھ و امام حسین لاعتب ۵۰۰ھ
شیخ ابومحمد شیرازی ۵۰۰ھ و شیخ ابی بکر عبدوس ۵۰۰ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر تھے۔

رجال صدی ششم

امام غزالی

ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی نام۔ مشہور ائمہ اسلام میں سے تھے اکثر التصانیف تھے۔ انکی تفسیر یاقوت التاویل (۴۰) جلدوں میں ہے۔ ۵۰۵ھ میں وفات پائی۔

ایک شخص محمود غزالی معتزلی تھا۔ اوسکی بھی تفسیر ہے، اکثر اہل باطل اس محمود غزالی کے اقوال امام غزالی کی طرف منسوب کرکے دہوکہ دیتے ہیں۔

امام بغوی

امام محی السنۃ ابومحمد حسین بن مسعود الفرا البغوی الشافعی نام، ان کی تفسیر معالم التنزیل تفاسیر سلف کی جامع ہے، حدیثیں اپنی سند سے لائے ہیں لیکن بعض بے اصل قصے بھی نقل کر دیے ہیں۔ شیخ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن محمد حسینی المتوفی ۸۷۵ھ نے ان کی تفسیر کا اختصار کیا ۵۱۷ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوالقاسم

ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری نام، جاراللہ لقب خوارزم ضلع زمخشر کے باشندے تھے، عرصے تک مکہ معظمہ میں مقیم رہے، اس لئے جاراللہ لقب ہوا۔ چہارشنبہ ۲۷ رجب ۴۶۷ھ میں پیدا ہوئے شیخ ابونعیم اصفہانی و شیخ ابوالحسن علی بن مظفر نیشاپوری سے علم حاصل کیا۔ ایسے متبحر فاضل ہوئے کہ ادب، فقہ، مناظرہ، نحو وغیرہ تمام علوم میں صاحب کمال تسلیم کئے گئے۔ یہ معتزلی تھے مگر فروعی مسائل میں امام ابوحنیفہ کی تقلید کرتے تھے، مختلف علوم و فنون کے متعلق ان کی تصانیف ہیں۔

ان کی تفسیر کشاف بہت مشہور ہے،

علامہ احمد بن محمد موفق الدین خطیب خوارزم المتوفی ۵۹۵ھ و شیخ محمد ابن ابوالقاسم بن بیان البقالی

ان کے شاگرد تھے،

امام طالب علمی میں ان کا ایک پیر کٹ گیا تھا۔ اسکی جگہ لکڑی کا پیر لگاتے تھے، ۵۳۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

شیخ ابن العربی

قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ معروف ابن العربیؒ امام غزالی کے شاگرد تھے، تقریباً تیس کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں، ایک تفسیر ہے جس کا نام انوار الفجر ہے (۸۰) جلدوں میں ہے، ۵۴۳ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوالفرج

عبدالرحمن بن علی جوزی نامی مشہور محدث تھے، علم حدیث کی تصانیف میں انہوں نے حدیث کی کہ موضوعات کو علیحدہ جمع کر دیا۔ مگر اس میں اسقدر تشدد کیا کہ بڑے بڑوں پر اعتراضات کر گئے۔ اس لئے بعض علماء نے ان کی تردید بھی کی۔ کثیر التصانیف تھے، تفسیر کے متعلق ان کی کئی تصانیف ہیں، ۵۹۷ھ میں وفات پائی۔

تاج القراء برہان الدین تولوی متوفی ۵۰۱ھ۔ شیخ حسن بن فتح ہمدانی ۵۰۲ھ۔ شیخ ابوالحسن علی ۵۰۴ھ۔ شیخ ابوالقاسم عبداللہ ۵۱۶ھ۔ امام عبداللہ ۵۲۵ھ۔ قوام السنۃ امام ابوالقاسم ۵۳۵ھ۔ شیخ ابوالحسن علی باقولی ۵۳۵ھ۔ شیخ ابی الفیض نجم الدین ۵۳۷ھ۔ شیخ عبداللہ ابن حسین ۵۳۵ھ۔ شیخ ابوالحسن علی بن عراق ۵۳۹ھ۔ شیخ ابومحمد عبدالحق ۵۴۲ھ۔ شیخ ابوبکر محمد بن عبداللہ ۵۴۳ھ۔ شیخ ابوالمحاسن مسعود ۵۴۴ھ۔ شیخ محمد بن عبدالرحمن ۵۴۲ھ۔ شیخ ابی العباس احمد ۵۵۰ھ۔ شیخ نجم الدین ابوالقاسم ۵۵۳ھ۔ شیخ علی محمد بن عبدالصمد سخاوی ۵۵۸ھ۔ شیخ علی بن محمد ۵۶۰ھ۔ شیخ محمد بن ابی القاسم ۵۶۲ھ۔ شیخ نصر بن علی ۵۶۵ھ۔ شیخ ابوالقاسم شمس الدین ۵۶۵ھ۔ شیخ ابی عبداللہ بن ظفر ۵۶۷ھ۔ شیخ برہان الدین ۵۶۹ھ۔ شیخ ابوالمظفر محمد ۵۶۹ھ۔ شیخ ابی الحسن علی بن عبداللہ ۵۷۷ھ۔ شیخ ابوجعفر ظہیر الدین ۵۸۰ھ۔ شیخ ابوالقاسم عبدالرحمن ۵۸۱ھ۔ شیخ ناصر الدین عالی ۵۸۳ھ۔ امام ابوالنصر احمد ۵۸۶ھ۔ شیخ ابی جعفر محمد ۵۸۹ھ۔ شیخ ابوالخیر احمد ۵۹۰ھ۔ شیخ عبدالمنعم ۵۹۷ھ۔ شیخ ظہیر الدین ۵۹۸ھ وغیرہ بھی اس عہد کے مشہور مفسر گذرے ہیں۔

رجال صدی ہفتم

امام رازی

ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی نام فخر الدین لقب، سنہ ۵۴۴ھ میں رے میں پیدا ہوئے اپنے والد اور شیخ مجد الدین جیلی شاگرد امام غزالی سے علم حاصل کیا۔

امام رازی ابتدا میں تنگدست رہے پھر ان کے لڑکوں کی شادی ایک سوداگر کی لڑکیوں سے ہو گئی سوداگر کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اسی طرح تمام دولت امام صاحب کے گھر آ گئی۔

امام صاحب ہرات گئے تو سلطان حسین نے خود استقبال کیا۔ امام صاحب کے پاس دور دراز سے کثرت سے طالب علم آتے تھے، تین سو شاگرد ہر وقت ساتھ رہتے تھے، شیخ زین الدین الکشی، شیخ ابو بکر ابراہیم بن ابو بکر اصفہانی، شیخ قطب الدین مصری، شیخ شہاب الدین نیشاپوری ان کے خاص شاگرد تھے، امام صاحب کی سولہ تصانیف کا تذکرہ تو میں نے دیکھا ہے، جو مختلف علوم و فنون پر ہیں، زیادہ مشہور تفسیر مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر ہے، اس میں ہر غریب کو جمع کیا ہے۔ اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی بحثیں ہیں۔ عجیب و غریب مفید تفسیر ہے، سید مرتضیٰ نے شہاب کی شرح شفا سے نقل کیا ہے کہ امام صاحب تفسیر پوری کرنے نہیں پائے، سورۂ انبیاء تک لکھ سکے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ شیخ نجم الدین احمد بن محمد قمولی متوفی سنہ ۷۲۷ھ نے اسکی تکمیل کی اور علماء نے بھی اسکی تکمیل و تلخیص کی ہے۔

امام صاحب نے ہرات میں سنہ ۶۰۶ھ میں وفات پائی۔

شیخ اکبر ابن عربی

محمد بن علی بن احمد نام، لقب محی الدین، عرف شیخ اکبر و ابن عربی مرسیہ علاقہ اندلس میں ۱۷ رمضان سنہ ۵۶۰ھ میں پیدا ہوئے (اندلس کے علاقہ میں ایک بزرگ شیخ ابوبکر گذرے ہیں وہ بھی ابن العربی مشہور ہیں سنہ ۵۴۳ھ میں وفات پائی۔ شیخ اکبر اور اُن کے درمیان مابہ الامتیاز یہ ہے کہ اگر ابن عربی بغیر الف لام کے ہو تو شیخ اکبر مراد ہیں اور اگر ابن العربی مع الف و لام کے ہو تو شیخ ابوبکر مراد ہیں) شیخ ابن بشکوال، شیخ ابن زرقون وغیرہ سے علم حاصل کیا، شیخ ابن عساکر و شیخ ابن جوزی اور دیگر محدثین سے بھی سند حدیث حاصل کی ہے، سنہ ۵۹۸ھ میں حج کیا، پھر مصر و شام و عراق وغیرہ میں سفر کرتے رہے، افادہ و استفادہ فرماتے رہے، قونیہ ہو کر نکاح کیا، سنہ ۵۹۰ھ میں شیخ ابو مدین مغربی

و شیخ جمال الدین بن یونس بن یحییٰ تعصار سے علم باطنی حاصل کیا، شیخ کی تصانیف کی تعداد بُرہان الائمہ میں (۲۷۷) لکھی ہے انہیں ایک تفسیر کلان چھ جلدوں میں ہے سورۂ کہف تک، ایک تفسیر خورد مکمل دو جلدوں میں ہے، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم ہیں، فتوحات کا اختصار شیخ عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ نے کر کے لواقح الانوار القدسیہ نام رکھا، پھر اس کا اختصار کر کے کبریت احمر نام رکھا بعض فتنہ پردازوں نے شیخ کی تصانیف میں تحریف کی ہے چونکہ پریس مطابع نہ تھے اس لئے شریروں کا یہ داؤں چل گیا بعض ایسے عقائد و مسائل شیخ کی طرف منسوب کر دیئے جو اُن کے مسلک اور مذہب اہل سنت کے خلاف تھے، ان کی بڑی تفسیر میں بھی یہی کارستانی ہوئی ہے، علامہ شعرانی نے کبریت میں اس قسم کے مسائل کو نہیں لیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے ایک نسخہ فتوحات کا شیخ شمس الدین سید محمد بن سید ابوالطیب مغربی کے پاس دیکھا جو شیخ اکبر کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، اس میں اس قسم کے مسائل نہ تھے، اس لئے فتوحات کا مطالعہ کرنے والوں کو کبریت کا مطالعہ ضروری ہے فصوص الحکم کی (۳۷) علما و فضلا نے شرحیں لکھی ہیں، انہیں مولانا صدرالدین قونوی ۶۷۹ھ، مولانا عبدالرحمن جامی ۸۹۸ھ، میر علی مہائمی ۸۳۵ھ، خواجہ پارسا ۸۲۲ھ، شیخ کمال الدین کاشانی ۷۲۷ھ امیر کبیر سید علی ہمدانی ۷۸۶ھ بھی ہیں، شیخ ابن عربی نے ربیع الاول ۶۳۸ھ میں وفات پائی، شیخ کے مخالف بھی بہت تھے اور مؤید بھی بہت تھے، شیخ کی تائید میں (۳۰) علما و فضلا نے کتابیں لکھی ہیں انہیں امام جلال الدین سیوطی، شیخ عبدالوہاب شعرانی، امام عبداللہ یافعی ۷۶۸ھ فیروزآبادی صاحب قاموس، حافظ ابن حجر عسقلانی بھی ہیں۔

قاضی بیضاوی

ابو سعید ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی نام، شافعی المذہب تھے، شیراز کے قاضی تھے آخر عمر میں ترک منصب کر کے شیخ محمد بن محمد کختائی کی خدمت میں رہے، شیخ کے ایماء سے تفسیر لکھی، ان کی تفسیر مشہور و مقبول ہے، اس تفسیر میں اعراب معانی و بیان کے متعلق جو کچھ ہے وہ تفسیر کشاف کی اور جو حکمت و کلام سے متعلق ہے وہ تفسیر کبیر کی، اور جو اشتقاق و غوامض و حقائق و لطائف و اشارات ہیں وہ تفسیر راغب کی تلخیص ہے، ان سب پر اپنی طرف سے وجوہ معقولہ و تصرفات مقبولہ کا اضافہ کیا ہے یہ امر قابل افسوس ہے کہ فضائل سور میں ضعیف و موضوع روایات بھی لائے ہیں ۶۹۲ھ میں وفات پائی۔

شیخ علم الدین استوی ۶۰۳ھ، شیخ ابوالسعادت مبارک ۶۰۶ھ، شیخ ابو محمد روزبہان ۶۰۶ھ

شیخ موفق الدین ۶۰۶ھ۔ شیخ ابوالحسن علی ۶۱۱ھ، شیخ ابوعبداللہ محمد ۶۱۶ھ، شیخ نجم الدین ۶۱۸ھ۔ شیخ ابن برجان ۶۲۷ھ۔ شیخ ابی محمد جمال الدین ۶۳۰ھ، شیخ شہاب الدین سہروردی ۶۳۲ھ۔ شیخ علم الدین سخاوی ۶۴۳ھ، شیخ قاسم بن محمد ۶۴۳ھ۔ شیخ نجم الدین بشیر ۶۴۶ھ شیخ کمال الدین ۶۵۱ھ۔ شیخ ابی سعد محسن ۶۵۲ھ۔ شیخ ابوالمظفر شمس الدین، شیخ ابن ابی الاصبغ ۶۵۴ھ، شیخ ابوالفضل شرف الدین ۶۵۵ھ۔ شیخ عزالدین عبدالرزاق ۶۶۰ھ شیخ عزالدین بن عبدالسلام ۶۶۰ھ۔ شیخ محمد بن علی انصاری ۶۶۳ھ، شیخ ابی عبداللہ محمد ۶۷۱ھ شیخ صدرالدین ۶۷۲ھ، قاضی تقی الدین ۶۸۰ھ، شیخ موفق الدین ۶۸۰ھ۔ شیخ ناصرالدین احمد معروف ابن منیر ۶۸۳ھ۔ شیخ برہان الدین محمد ۶۸۶ھ۔ شیخ برہان الدین ابی المعالی ۶۸۹ھ شیخ سعیدالدین ۶۹۰ھ۔ شیخ عبداللطیف ۶۹۷ھ۔ سید اکمل ۶۹۷ھ، شیخ ابوعبداللہ جمال الدین ۶۹۸ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر تھے۔

رجال صدی ہشتم

شیخ مسعود

شیخ مسعود تفتازانی نام، سعداللہ لقب، ماہ صفر ۷۲۲ھ میں تفتازان (نواح خراسان میں ایک قصبہ ہے) میں پیدا ہوئے۔

شیخ قطب الدین رازی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ زبان میں کسی قدر لکنت تھی، ماہر علوم و فنون تھے، ان کے درس میں دور دور سے طالب علم آکر شریک ہوتے تھے، کم عمری ہی میں تصنیف و تالیف کا شوق تھا، ان کی سب سے پہلی تصنیف جو بعمر ۱۵ سال مدون کی شرح زنجانی ہے، جو ۷۳۸ھ کی تصنیف ہے، بعض نے ان کو حنفی بعض نے شافعی لکھا ہے لیکن ان کی تمام اولاد شافعی المذہب تھی اس لئے گمان غالب ہے کہ یہ بھی شافعی ہوں گے، تیمور لنگ کی مجلس علمی کے صدر تھے، سید شریف جرجانی سے ان کی معاصرانہ نوک جھونک رہتی تھی، دوشنبہ ۲۲ محرم ۷۹۲ھ میں سمرقند میں وفات پائی، ان کی لاش سمرقند سے سرخس کو منتقل کی گئی، ان کی بہت سی تصانیف مختلف علوم و فنون پر ہیں سب سے آخری تصنیف شرح تفسیر کشاف ہے جس کو ۷۸۹ھ سے شروع کیا اور ناتمام چھوڑ گئے۔

تفتازانی کے بعد ان کا بیٹا محمد، بادشاہ تیمور کا درباری عالم مقرر رہا۔ پھر ان کا پوتا قطب الدین

یحییٰ بن محمد متوفی ۸۰۳ھ مرزا شاہرخ ابن تیمور کے عہد سے مرزا سلطان حسین کے عہد حکومت تک شیخ الاسلام رہا۔ یحییٰ کے بعد ان کا بیٹا سیف الدین احمد شیخ الاسلام بنایا گیا، سیف الدین کثیر التصانیف تھے، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور حاشیہ توضیح حاشیہ تلویح حاشیہ شرح وقایہ (جو حاشیہ شیخ الاسلام مشہور ہے) زیادہ مشہور ہیں۔

تفتازانی کے شاگردوں میں زیادہ مشہور شیخ برہان الدین متوفی ۸۰۰ھ تھے، انہوں نے تفتازانی کی شرح کشاف کا حاشیہ لکھا ہے جس میں سید شریف جرجانی کے ان اعتراضات کے جواب دیئے ہیں جو سید نے تفتازانی پر کئے ہیں۔

شیخ علاؤ الدین خازن

علاؤ الدین بن علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف صوفی خازن، ۷۲۵ھ میں وفات پائی ان کی تفسیر کا نام اللباب فی معانی التنزیل معروف تفسیر خازن ہے، یہ چار جلدوں میں ہے تفسیر بغوی کا ملخص ہے بعض فوائد و شروح غریب وغیرہ کا اضافہ کیا ہے، مسائل فرعیہ فقہیہ بہت زیادہ ہیں، بعض قصص و روایات ضعیف بھی ہیں۔

شیخ قطب الدین رازی

ابو عبد اللہ قطب الدین محمد بن محمد نام، رے کے رہنے والے تھے، شیخ عضد الدین کے شاگرد تھے حنفی المذہب اور کثیر التصانیف تھے، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور شرح حاوی کبیر چار جلد، شرح اشارات، قطبی، حاشیہ تفسیر کشاف، سورہ طٰہٰ تک، شرح مطالع زیادہ مشہور ہیں، ان کے شاگردوں میں ان کا غلام مبارک شاہ منطقی زیادہ مشہور تھا، سید شریف جرجانی نے بھی مبارک شاہ کی شاگردی کی ہے۔ شیخ قطب الدین رازی نے ۲ ذیقعدہ ۷۶۶ھ وفات پائی۔

شیخ جمال الدین اقصرائی

جمال الدین بن محمد بن محمد بن محمد بن امام فخر الدین رازی نام، یہ حنفی المذہب تھے، قصرا بعض (ایک موضع کا نام) میں پیدا ہوئے، اس لئے اقصرائی مشہور ہوئے، موضع قرامان کے مدرسہ کی سلسلہ کے صدر مدرس تھے، مہتمم مدرسہ نے یہ شرط لگائی تھی کہ جو عالم صحاح جوہری (جو تاج اللغۃ اور صحاح العربیہ بھی مشہور ہے، علم لغت کی نہایت ضخیم کتاب ہے علامہ ابوالفراء اسمٰعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۳ھ کی تصنیف ہے) کا حافظ ہو، وہ اس مدرسہ کا صدر مدرس ہو، اقصرائی کے سوا کوئی صحاح جوہری کا حافظ نہ نکلا اس لئے یہ صدر مدرس بنائے گئے۔ ان کے درس میں طلبا کا

ہجوم رہتا تھا، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور حاشیہ کشاف اور اقصرائی شرح موجز ہیں ۸۰۰ھ میں یا اس سے کچھ آگے پیچھے وفات پائی۔

حافظ ابن کثیر

ابو الفداء عماد الدین اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی نام، حافظ ابن کثیر لقب، شافعی المذہب تھے اوّل ان کا خاندان بصرہ میں تھا پھر دمشق کو منتقل ہوا۔ حافظ ابن کثیر ۷۰۱ھ میں پیدا ہوئے سات برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ اور بھائی کے ساتھ دمشق میں آکر تحصیل علم میں مشغول ہوئے شیخ ابن عساکر اور حافظ ابن تیمیہ وغیرہ بہت ائمہ سے علم حاصل کیا، حافظ مزی سے بھی استفادہ کیا، حافظ نے اپنی لڑکی کا ان سے عقد کر دیا۔ ان کی تفسیر صحیح اور معتبر ہے ۷۷۴ھ میں وفات پائی

شیخ اکمل الدین بابرتی

اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود نام ۷۱۴ھ میں موضع بابرتا (قریب بغداد) میں پیدا ہوئے اکابر احناف میں سے تھے، علامہ محمود بن عبد الرحمن الملقب شمس الدین اصفہانی اور بہت سے شیوخ سے علم حاصل کیا۔ خانقاہ شیخو (یہ خانقاہ مدرسہ شیخو بھی مشہور تھی، امیر سیف الدین عمر متوفی ۷۵۸ھ نے اس کو ۷۵۶ھ میں بنایا۔ اسمیں چار درجہ علیحدہ علیحدہ چاروں مذاہب کی تعلیم فقہ کے لئے، ایک درجہ علم حدیث کے لئے، ایک درجہ تعلیم صحیحین کے لئے بنایا۔ اس مدرسہ کے صدر مدرس کے لئے یہ شرط تھی کہ عالم ہو صوفی ہو، مذہب حنفی کی کتابیں پڑھا سکے ہیں سب سے زیادہ قابل ہو تفسیر و اصول میں ماہر ہو۔) کے سب سے پہلے متولی و صدر مدرس تھے، ان کو کئی مرتبہ عہدہ قضا پیش کیا گیا۔ مگر قبول نہیں کیا۔ کثیر التصانیف تھے، زیادہ مشہور حاشیہ تفسیر کشاف اور شرح وصیت امام ابی حنیفہ، شرح تجرید محقق طوسی، غایہ شرح ہدایہ وغیرہ ہیں شب جمعہ رمضان ۷۸۶ھ میں وفات پائی، بادشاہ ان کے جنازہ میں شریک ہوا۔

شیخ بدر الدین زرکشی

بدر الدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ زرکشی نام شافعی المذہب تھے، ان کی کئی تصنیفیں ہیں ایک کتاب علوم قرآن پر ہے، البرہان فی علوم القرآن نام ہے، اس میں فنون قرآن کو جمع کیا ہے (۴۷ نوع پر مرتب ہے، امام سیوطی نے اتقان میں سبکو جمع کر دیا ہے، ۷۹۴ھ میں وفات پائی

امام حافظ الدین نسفی متوفی ۷۱۰ھ۔ شیخ ابی اسحق ابراہیم ۷۳۲ھ۔ شیخ شرف الدین عبد الواحد ۷۳۳ھ۔ شیخ علاؤ الدین بن علی ۷۵۰ھ۔ شیخ جمال الدین بن محمد ۷۷۰ھ

شیخ ابی جعفر ۷۰۰ھ۔ شیخ قطب الدین محمود ۷۱۰ھ۔ شیخ سلیمان ۷۱۰ھ۔ خواجہ رشید الدین ۷۱۸ھ۔ قاضی عماد ۷۲۰ھ۔ شیخ محمد بن علی ۷۲۳ھ۔ شیخ نور الدین ابی الحسن ۷۲۴ھ۔ شیخ علاؤ الدین علی ۷۲۵ھ۔ شیخ شہاب الدین احمد ۷۲۸ھ۔ شیخ حسن بن محمد دولت آبادی ۷۲۸ھ۔ شیخ برہان الدین بن ابراہیم ۷۳۳ھ۔ شیخ ابی المکارم ۷۳۴ھ۔ شیخ ہبۃ اللہ ۷۳۸ھ۔ شیخ علی بن محمد ۷۴۱ھ۔ شیخ حسین بن ابی بکر ۷۴۲ھ۔ شیخ علاؤ الدین علی ۷۴۱ھ۔ شیخ شرف الدین طیبی ۷۴۳ھ۔ شیخ اثیر الدین ۷۴۵ھ۔ شیخ ابو الثنا شمس الدین ۷۴۹ھ، حافظ ابن قیم جوزیہ ۷۵۱ھ۔ شیخ تقی الدین ابو الحسن بن عبد الکافی انصاری سبکی ۷۵۶ھ صاحب الدر النظیم۔ شیخ اشرف الدین احمد ۷۵۶ھ۔ شیخ شمس الدین محمد ۷۶۳ھ۔ شیخ ابی امامہ ۷۶۳ھ۔ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ۷۶۹ھ۔ شیخ ابو السعادت ۷۷۱ھ۔ شیخ خضر ۷۷۳ھ۔ شیخ ابو حفص سراج الدین ۸۰۳ھ۔ شیخ زین الدین ۷۹۵ھ۔ شیخ ابی بکر بن علی ۸۰۰ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر تھے۔

رجال صدی نہم

سید علی جرجانی

علی بن محمد بن علی نام، سید شریف۔ سید سند۔ علامہ جرجانی لقب تھا۔ ۲۲ شعبان ۷۴۰ھ میں بمقام جرجان پیدا ہوئے، حنفی المذہب تھے، شیخ علاؤ الدین عطار بخاری نقشبندی کے مرید تھے، علامہ مبارک شاہ وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

۷۷۹ھ میں سلطان شجاع الدین بن مظفر قصر زرد میں مقیم تھا۔ سید کو دربار شاہی میں رسائی کا خیال پیدا ہوا۔ فوجی لباس پہنکر ایوان شاہی پر پہونچے، ایک مصاحب نے کہا میں مسافر ہوں تیر اندازی میں صاحب کمال ہوں، بادشاہ کو سلام کرنا چاہتا ہوں، مصاحب نے بادشاہ کو اطلاع کی یہ طلب کر لئے گئے جب بادشاہ کے سامنے پہونچے تو حکم ہوا کہ تیر اندازی کا کمال دکھاؤ، انہوں نے کچھ مسودات پیش کئے اور کہا یہی میرا تیر ہے اور یہی میرے تیر ہیں۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور ان کو اپنے ہمراہ لاکر شیراز کے مدرسہ دار الشفا کا صدر مدرس کر دیا۔ جب تیمور نے شیراز پر غلبہ پایا اور شہر کے تاراج کا حکم دیا تو وزیر نے سید جرجانی کا تذکرہ کیا۔ تیمور نے سید کو امان دی، اور اپنے ساتھ سمرقند لے آیا۔ سید نے شیراز میں ۸۱۶ھ میں وفات پائی، ان کی تصنیف سے تین سو کتابیں ہیں۔

تفسیر کشاف و بیضاوی پر حواشی ہیں، ان کے شاگردوں میں زیادہ مشہور ان کے بیٹے محمد (مصنف شرح کتاب ارشاد تفتازانی) اور فخر الدین عجم اور فتح اللہ شیروانی ہیں

شیخ شمس الدین فناری

شمس الدین محمد بن حمزہ فناری نام، ۷۵۱ھ میں پیدا ہوئے، شیخ جلال الدین اقسرائی وغیرہ سے علم حاصل کیا، اپنے والد شیخ حمزہ کے مرید تھے، حنفی المذہب تھے، جامع الکمالات تھے، بروسہ کے قاضی تھے، سلطان بایزید خان ان کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا، کثیر التصانیف تھے، رجب ۸۳۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ علی مصنفک

علی بن مجد الدین بن محمد بن مسعود بن امام فخر الدین رازی نام، مصنفک لقب، ۸۰۳ھ میں پیدا ہوئے، حنفی المذہب تھے، شیخ جلال الدین یوسف و شیخ عبد العزیز احمد وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ تصنیف کا شوق کم سنی ہی تھا۔ اس لئے مصنفک سے مشہور ہوئے۔ ۸۷۱ھ میں وفات پائی بزرگ صاحب باطن کثیر التصانیف تھے، تفسیر کشاف کی شرح لکھی، فارسی میں بھی ان کی کئی تصانیف ہیں۔

شیخ علاؤ الدین قوشجی

علاؤ الدین علی بن محمد قوشجی (قوشجی نگہبان باز کو کہتے ہیں، شیخ کے باپ امیر الغ بیگ کے یہاں اس کام پر ملازم تھے اس سبب سے یہ بھی قوشجی مشہور ہوئے) نام، قاضی زادہ سے علم حاصل کیا، حنفی المذہب تھے، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور حاشیہ تفسیر کشاف حاشیہ تفتازانی، شرح تجرید اور رسالہ محمدیہ (سلطان محمد خان کے نام پر معنون تھا) ہیں۔

الغ بیگ امیر سمرقند نے ان کو مہتمم رصدگاہ کا عہدہ دیا۔ الغ بیگ کے بعد اس کے لڑکوں نے کچھ قدر نہ کی، یہ برداشتہ خاطر ہو کر تبریز آ گئے۔ امیر حسن والی تبریز نے ان کی بہت قدر کی اسی زمانہ میں امیر تبریز نے سلطان محمد خان ناخوش ہو گیا، جنگ کے آثار نمایاں ہوئے، والی تبریز نے قوشجی کو سفیر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اس طرح حق رسالت ادا کیا کہ سلطان ان کا گرویدہ ہو گیا، اور تمام معاملات خوبی سے طے ہو گئے۔ سلطان نے اصرار کیا کہ یہیں قیام کریں۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ تبریز جا کر بار رسالت سے سبکدوش ہو کر آؤں گا۔ جب یہ تبریز پہنچے پیچھے سے سلطان کا قاصد انکی طلب میں پہونچا۔ جب یہ روانہ ہوئے، سلطان نے یہ انتظام کیا کہ ہر منزل پر ان کا شاہانہ استقبال ہوتا تھا

جب یہ قسطنطنیہ پہونچے، سلطان نے اپنا مصاحب بنایا پھر مدرسہ ایا صوفیہ کا صدر مدرس کر کے دو سو روپیہ روزانہ وظیفہ کردیا۔ تو شیخ نے سنہ ۸۷۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوطاہر فیروزآبادی

ابوطاہر محمد مجدالدین بن یعقوب فیروزآبادی نام سنہ ۷۲۹ھ میں گازرون میں پیدا ہوئے۔ یمن کے قاضی مقرر ہوئے، لغت و تفسیر و حدیث میں ان کی تصانیف کی تعداد چالیس سے زیادہ قاموس ان کی تصنیف ہے سنہ ۸۱۷ھ میں زبید میں وفات پائی۔

شیخ محمد بن عرفہ متوفی سنہ ۸۰۳ھ۔ شیخ برہان الدین ابراہیم سنہ ۸۰۵ھ۔ شیخ ابوبکر محمد سنہ ۸۰۸ھ شیخ ابوزرعہ سنہ ۸۲۰ھ۔ شیخ قطب الدین محمد سنہ ۸۲۱ھ۔ خواجہ محمد پارسا سنہ ۸۲۲ھ۔ شیخ محمد زاہد سنہ ۸۲۲ھ شیخ بدرالدین محمود سنہ ۸۲۳ھ۔ شیخ جلال الدین عبدالرحمن سنہ ۸۲۴ھ۔ خواجہ سید گیسودراز سنہ ۸۲۵ھ شیخ شہاب الدین احمد سنہ ۸۲۹ھ۔ شیخ شہاب الدین سیواسی سنہ ۸۳۰ھ۔ شیخ علی مہائمی سنہ ۸۳۵ھ شیخ سراج الدین عمر سنہ ۸۴۴ھ۔ ملک العلماء شمس الدین سنہ ۸۴۹ھ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی سنہ ۸۵۲ھ شیخ محمد ابن احمد سنہ ۸۵۴ھ۔ عرب شاہ سنہ ۸۵۴ھ۔ شیخ علاؤالدین علی سنہ ۸۶۰ھ۔ شیخ جلال الدین محلی سنہ ۸۶۴ھ۔ شیخ علم الدین سنہ ۸۶۶ھ۔ شیخ نورالدین بن حمزہ قرامانی سنہ ۸۷۱ھ۔ شیخ محمد بن سلیمان کافیجی سنہ ۸۷۳ھ۔ محمد بن عبدالرحمن معروف امام الکاملیہ سنہ ۸۷۴ھ۔ شیخ علاؤالدین بسطامی سنہ ۸۷۵ھ۔ شیخ ابی زید سنہ ۸۷۶ھ۔ شیخ شمس الدین سنہ ۸۷۶ھ۔ سید قاسم بن قطلوبغا سنہ ۸۷۹ھ۔ شیخ ناصرالدین محمد سنہ ۸۸۳ھ۔ شیخ برہان الدین ابراہیم سنہ ۸۸۵ھ۔ شیخ محمد بن فرامرز معروف ملا خسرو سنہ ۸۸۵ھ۔ شیخ مصلح الدین مصطفی معروف ابن البجید استاذ سلطان محمد فاتح سنہ ۸۸۶ھ شیخ علی الشہیر بسلیمونی عران طوسی سنہ ۸۸۷ھ۔ شیخ ابی الغنائم سنہ ۸۸۷ھ۔ شیخ بایزید خلیفہ سنہ ۸۸۸ھ سید معین سنہ ۸۸۹ھ۔ شیخ برہان الدین کتانی سنہ ۸۹۰ھ۔ مولا جامی سنہ ۸۹۲ھ۔ شیخ احمد کورانی سنہ ۸۹۳ھ ملاحسین واعظ سنہ ۹۰۰ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر گذرے ہیں۔

رجال صدی دہم

شیخ محی الدین نکساری

محی الدین محمد بن ابراہیم بن حسین تلمیذ شیخ حسام الدین توقانی کے شاگرد تھے، مدرسہ قسطمونی کے صدر مدرس تھے، حنفی المذہب تھے، مشہور مفسر تھے اسی وجہ سے سلطان بایزید خان پچاس درہم

یومیہ وظیفہ مقرر کیا تھا۔ بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے سنہ ۹۰۱ھ میں وفات پائی۔

امام سیوطی

عبدالرحمن بن ابوبکر کمال بن محمد بن سابق الدین بن عثمان نام۔ ابوالفضل کنیت، جلال الدین لقب، موضع سیوط (علاقہ مصر) کے باشندہ تھے سنہ ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔

شیخ الاسلام علم الدین بلقینی، شیخ تقی الدین شمنی، حنفی شیخ محی الدین کافیجی سے علوم حاصل کئے، ان کے والد ان کو بعمر (۳) سال بخیال حصول برکت اکثر تبہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے درس میں لے گئے تھے، اس لئے بعض نے ان کو حافظ کا شاگرد لکھا ہے۔ ان کی چند کتابیں تفسیر و علم تفسیر کے متعلق ہیں، کل تصانیف کی تعداد پانچسو ہے۔ سنہ ۹۱۱ھ میں وفات پائی۔

شیخ محمد

محمد بن مصطفی بن حاجی حسن نام، ماہر علوم و فنون تھے، حنفی المذہب تھے، سلطان محمد خان ان کا قدردان تھا، قسطنطنیہ کے جج تھے۔ نوے برس کی عمر میں سنہ ۹۱۱ھ میں وفات پائی، تفسیر بیضاوی پر سورۂ انعام تک ان کا حاشیہ ہے، میزان الصرف ان کی تصنیف ہے،

شیخ اسمٰعیل

کمال الدین اسمٰعیل قرامانی نام، قرہ کمال لقب، شیخ احمد ضیائی اور ملا خسرو کے شاگرد تھے، ماہر علوم تھے، حنفی المذہب تھے، مدرسہ ادرنہ کے صدر مدرس تھے، ان کو ساٹھ درم یومیہ وظیفہ دیتا تھا، تفسیر بیضاوی کے محشی ہیں۔ اور بھی چند تصانیف ہیں، سنہ ۹۱۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ شمس الدین

شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال نام، ابن کمال پاشا لقب، حنفی المذہب تھے، سلطان سلیم خان ان کا قدردان تھا، قاضی عسکر تھے، بیضاوی کے محشی ہیں، سنہ ۹۴۰ھ میں وفات پائی

شیخ زادہ

اس لقب سے دو مفسر مشہور ہیں، اور دونوں بڑے ماہر علوم و محقق گذرے ہیں۔

ایک محمد بن مصلح الدین رومی حنفی محشی بیضاوی صدر مدرس مدرسہ قسطنطنیہ متوفی سنہ ۹۵۰ھ ان کا بیضاوی کا حاشیہ چھ جلدوں میں ہے۔

دوسرے عبدالرحمن بن جمال الدین یہ قصبہ مرزیفون کے باشندہ اور مفتی ابوالسعود مفسر کے شاگرد تھے، سنہ ۹۴۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ محی الدین

محی الدین محمد بن مصلح الدین قوجوی نام۔ قسطنطنیہ میں مدرس تھے، سلطنت کی طرف سے پندرہ روپیہ یومیہ وظیفہ تھا، یہ تمام غرباء پر صرف کردیتے تھے، آخر تارک الدنیا ہوگئے، تفسیر بیضاوی پر ان کا حاشیہ ہے جو کثیر النفع ہے، ۹۵۱ھ میں وفات پائی۔

مفتی ابوالسعود

ابوسعود بن محی الدین محمد بن مصطفےٰ عمادی نام قصبہ اسکلیب (علاقہ روم) کے باشندے تھے ۸۹۶ھ میں پیدا ہوئے، اپنے باپ اور شیخ مؤید زادہ سے علم حاصل کیا۔ سلطان سلیمان خان اور سلطان سلیم خان ان کے قدردان تھے، ۹۸۲ھ میں وفات پائی۔

ان کی تفسیر ارشاد العقل السلیم معتبر و مستند جامع تفسیر ہے، اس کی ایسی شہرت ہوئی کہ سلطان سلیمان خان نے اس کے مطالعہ کا شوق ظاہر کیا، مصنف نے غیر مکمل ہی بھیجدی، سلطان نے ان کے وظیفہ میں پانچسو درم یومیہ کا اضافہ کیا، جب تفسیر مکمل ہوگئی چھ سو درہم یومیہ مستقل وظیفہ کردیا۔ ان کا تفسیر کشاف پر بھی حاشیہ ہے، یہ خطیب المفسرین مشہور ہیں۔

مُلّا فتح اللہ

ملا فتح اللہ شیرازی نام، عادل شاہ بادشاہ بیجاپور دکن نے ان کو شیراز سے دکن بلایا یہاں آکر تفسیر تصنیف کی پھر اکبر بادشاہ نے طلب کیا، یہ فتحپور سیکری پہونچے، بادشاہ کی طرف سے عبدالرحیم خانخانان و حکیم ابوالفتح نے استقبال کیا، بادشاہ نے ان کو صدرالصدور کے عہدہ پر مقرر کیا، کشمیر میں ۹۹۷ھ میں وفات پائی۔ ملا عبدالسلام لاہوری محشی بیضاوی ان کے شاگرد تھے

منشی

محمد بن بدرالدین صاروخانی نام۔ منشی لقب، انہوں نے تفسیر لکھکر سلطان مراد خان ثالث کو بھیجی۔ سلطان نے ان کو شیخ الحرم مقرر کیا، ۱۰۰۱ھ میں وفات پائی۔

شیخ کمال الدین محمد بن ابی شریف قدسی متوفی ۹۰۳ھ، شیخ محی الدین بن قاسم مشہور اخوین ۹۰۴ھ، شیخ ابی الحسن محمد ۹۰۸ھ، سید معین الدین ۹۰۸ھ، شیخ جلال محمد ۹۰۹ھ شیخ مصطفےٰ بن شعبان سروری ۹۱۹ھ، شیخ عبدالرحمن ۹۲۲ھ، شیخ محی الدین محمد اسکلیبی ۹۱۶ھ شیخ جلال الدین ۹۳۰ھ، قاضی زکریا ۹۲۶ھ، قاضی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل الخوئی ۹۳۶ھ شیخ محمد بن محمود ۹۴۰ھ، شیخ ابوالفضل قرشی صدیقی خطیب معروف کازرونی ۹۴۰ھ۔

شیخ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائینی سنہ ۹۴۳ھ و شیخ سعد اللہ بن عیسیٰ مشہور سعدی آفندی سنہ ۹۴۵ھ۔ شیخ علائی بن محی شیرازی سنہ ۹۴۵ھ۔ شیخ غیاث الدین سنہ ۹۴۹ھ شیخ عبدالاول حسینی معروف امیر لاد سنہ ۹۵۰ھ۔ شیخ شمس الدین محمد بن علی سنہ ۹۵۱ھ۔ شیخ بہاء الدین سنہ ۹۵۴ھ و شیخ بدر الدین سنہ ۹۵۶ھ و شیخ محمود بن حسین افضلی سنہ ۹۷۰ھ۔ شیخ محمد بن کمال تاشکندی شیخ تاج الدین سنہ ۹۷۰ھ، شیخ احمد بن محمود سنہ ۹۷۱ھ و شیخ غرس الدین حنفی حلبی سنہ ۹۷۱ھ، شیخ محمد بن ابراہیم سنہ ۹۷۱ھ۔ شیخ نور الدین احمد بن محمد بن خضر المعروف کازرونی سنہ ۹۷۵ھ و شیخ محمد بن عبد الاول مشہور عبدالکریم زادہ سنہ ۹۷۵ھ و شیخ مصلح الدین سنان سنہ ۹۷۶ھ۔ شیخ مصطفےٰ بن محمد معروف بستان سنہ ۹۷۷ھ، مفتی ابوالسعود سنہ ۹۸۲ھ۔ شیخ مصلح الدین سنہ ۹۷۹ھ و شیخ بدر الدین سنہ ۹۸۰ھ و شیخ سنان الدین یوسف بن حسام الدین سنہ ۹۸۶ھ، شیخ محمد طاہر سنہ ۹۸۶ھ و ملا عوض سنہ ۹۹۴ھ و شیخ وجیہ الدین گجراتی سنہ ۹۹۸ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر گذرے ہیں۔

رجال صدی یازدہم

شیخ نور الدین

نور الدین علی بن محمد سلطان القاری الہروی نام مشہور محدث و مصنف تھے، ان کی تصانیف کی تعداد امام سیوطی سے کچھ ہی کم ہے، تفسیر جلالین پر ان کا حاشیہ جمالین نام کی جسکو انہوں نے سنہ ۱۰۱۰ھ میں ختم کیا، تفسیر کے متعلق اور بھی ان کی تصنیف ہے، سنہ ۱۰۱۴ھ میں مکہ معظمہ وفات پائی۔

قاضی عبدالشہید

عبدالشہید بن تاج الدین بن عبدالرحمٰن بن قاضی حسن رنجانی نام سیوہارہ کے رہنے والے تھے ان کے پردادا قاضی حسن بابر بادشاہ کے ساتھ ہندوستان آئے تھے، بادشاہ نے سیوہارہ جاگیر میں دیا۔ ان کو بیس ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ ان کا ایک مسند بھی تھا جو سنہ ۱۱۵۵ھ تک خاندان میں محفوظ رہا۔ یہ اپنے باپ اور دادا کے شاگرد تھے، ان کے باپ حافظ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد تھے، ان کا اور امام سعد رنجانی کا سلسلہ نسب ایک ہی تھا۔ قاضی حسن کے بھتیجے حسن بن نجیب الدین اکبر بادشاہ کی وزارت خارجیہ کے ممبر تھے،

امام سعد کا ترجمہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔

احمد بن ابوالحسن بن محمد بن احمد بن امام قاسم بن محمد بن حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حسین — ابی بکر

محمد — ابو محمد

علی — عبداللہ

امام سعد زنجانی — ابوالمنصور عبدالحکیم (آگے سلسلہ اس طرح ہے)

حسن زنجانی بن محمد عرف شاہ عبدالباری متوکل بن ابو محمد جلال الدین فقیہ بن احمد ابن ابوالوفا اکمل الدین بن عبدالقاہر بن عبدالعلی بن ابی الفضل عبدالرحیم بن عبدالکریم بن ابی القاسم بن ابویوسف بن ابی المنصور عبدالحکیم۔

قاضی عبدالشہید اپنے باپ کے شاگرد تھے، سنہ ۱۰۰۰ھ میں اپنے باپ کے بعد قاضی مقرر ہوئے اکبر بادشاہ کا عہد حکومت تھا، مذہب کے لئے مسموم ہوا چل رہی تھی، اکثر علماء نے مخالفت کی اور فتوے دیے، قاضی عبدالشہید نے بادشاہ کے عقاید کے خلاف بہت کچھ وعظ و تلقین میں کہا بادشاہ نے نصف جاگیر و نشان و منصب ضبط کر لیا۔ مگر انہوں نے وعظ کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ مشہور محدث اور صاحب باطن بزرگ تھے، خواجہ نظام الدین بلخی نے بھی ان سے آکر فیض حاصل کیا تھا، ان کی تفسیر کا نام بیان القرآن تھا، دس جلدیں تھیں، سنہ ۱۰۱۱ھ میں وفات پائی، راقم السطور کے اجداد میں سے تھے، آگے راقم السطور تک سلسلہ اس طرح ہے۔

عبدالصمد بن ظہور الحسن بن محی الدین بن علی احمد بن جلال الدین بن امین الدین بن غلام علی ابن محمد حنیف بن ضیاء الدولہ عماد الملک ثابت جنگ قاضی بدر عالم بن کمال الدین بن قاضی عبدالشہید سیوہاروی (منقول از تذکرۃ الحفاظ و آئین اکبری، و تاریخ سیوہارہ و شجرات الاولیاء و تاریخ الحدیث)

شیخ نظام الدین

نظام الدین بن عبدالشکور نام، تھانیسر (ہندوستان) کے رہنے والے تھے، اکبر بادشاہ کی مخالفت کی وجہ سے بلخ کو چلے گئے، شیخ جلال الدین تھانیسری کے مرید تھے، قاضی عبدالشہید سیوہاروی سے بھی فیض حاصل کیا تھا، انکی تفسیر کا نام تفسیر نظامی ہے، سنہ ۱۰۲۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ شہاب الدین خفاجی

شہاب الدین احمد نام، قبیلہ خفاجہ (خفاجہ ایک شخص کا نام قبیلہ بنی عامر کی) سے تھے اپنے ماموں

شیخ ابوبکر شنوانی و شیخ الاسلام محمد رملی کے شاگرد تھے، حنفی المذہب تھے، مختلف علوم و فنون پر ان کی تصانیف ہیں، تفسیر بیضاوی پر حاشیہ ہے، اس کا نام عنایۃ القاضی ہے نہایت عمدہ حاشیہ ہے، ۱۰۶۹ھ میں وفات پائی۔

شیخ مبارک سنہ ۱۰۰۱ھ ۔ فیضی سنہ ۱۰۰۴ھ ۔ شیخ منصور طبلاوی سنہ ۱۰۱۴ھ ۔ شیخ محمد نبردی سنہ ۱۰۱۶ھ شیخ عبدالمحسن سنہ ۱۰۲۳ھ ۔ شیخ اسماعیل سنہ ۱۰۳۶ھ ۔ شیخ یوسف سنہ ۱۰۵۵ھ ۔ شیخ عبدالصمد سنہ ۱۰۶۵ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر تھے،

رجال صدی دوازدہم

شیخ سلیمان جمل

تفسیر جلالین پر ان کا حاشیہ ہے، یہ سب حاشیوں سے اچھا ہے، بیضاوی، کشاف، تفسیر ابوالسعود، خازن، سمین، کرخی، تفتازانی، بغوی، خطیب، ابوحیان وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے سنہ ۱۲۰۴ھ میں وفات پائی۔

شیخ غلام نقشبند متوفی سنہ ۱۱۲۶ھ ۔ ملا جیون سنہ ۱۱۳۰ھ ۔ مولوی علی اصغر سنہ ۱۱۴۰ھ، شیخ مصطفےٰ سنہ ۱۱۵۵ھ، شاہ ولی اللہ دہلوی سنہ ۱۱۷۶ھ ۔ مولوی رستم علی سنہ ۱۱۷۸ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر ہیں

رجال صدی سیزدہم

قاضی شوکانی

محمد بن علی بن محمد شوکانی یمنی نام ۔ سنہ ۱۱۷۳ھ میں شوکان میں پیدا ہوئے، حافظ علی بن ابراہیم ابن عامر وغیرہ سے علم حاصل کیا، کثیر التصانیف مشہور مصنف و مفسر ہیں، ان کی تفسیر فتح القدیر اچھی تفسیر ہے ۔ ابوسعود، بیضاوی، کشاف وغیرہ سے اخذ کیا ہے، سنہ ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی

مولوی عزیز اللہ عمر نگ اورنگ آبادی (انکی تفسیر بزبان اردو سنہ ۱۲۲۱ھ کی تصنیف ہے)

مولوی عبدالباسط متوفی سنہ ۱۲۲۳ھ ۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی سنہ ۱۲۲۵ھ، شاہ عبدالقادر دہلوی سنہ ۱۲۳۰ھ شاہ عبدالعزیز دہلوی سنہ ۱۲۳۹ھ ۔ مولوی ولی اللہ سنہ ۱۲۴۹ھ ۔ شیخ محمد سعید سنہ ۱۲۶۰ھ، نواب قطب الدین دہلوی سنہ ۱۲۶۵ھ ۔ شیخ ابوالبرکات سنہ ۱۲۸۰ھ ۔ مولوی سلام اللہ سنہ ۱۲۸۷ ہجری، مولوی فیض الحسن سنہ ۱۳۰۴ھ ۔ مولانا حیدر علی (غالباً سنہ ۱۲۹۰ھ) اس عہد کے مشہور مفسر تھے ۔

رجال صدی چہاردہم

علامہ رشید رضا

مصر کے مشہور عالم اور اخبار المنار مصر کے ایڈیٹر تھے، بطور سیاحت ہندوستان بھی تشریف لائے تھے، کئی کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں، اپنی تفسیر کو آیہ سورۂ یوسف تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ تک لکھنے پائے تھے کہ سنہ ۱۳۵۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

علامہ محمود آلوسی متوفی سنہ ۱۲۷۰ھ، نواب صدیق حسن خان سنہ ۱۳۰۷ھ، نواب وقار نواز جنگ سنہ ۱۳۲۲ھ حکیم محمد احسن امروہوی سنہ ۱۲۹۹ھ، مولانا احمد حسن امروہوی سنہ ۱۳۳۰ھ، مولانا عبدالحق دہلوی سنہ ۱۹۰۰ء شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی سنہ ۱۳۳۹ھ اس عہد کے مشہور مفسرین میں تھے۔

مفسرین حال

شیخ عبدالہادی

اصل باشندے بخارا کے ہیں، ہو عرصۂ دراز سے مکہ میں مقیم ہیں، شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی کے مرید و شاگرد ہیں، شیخ محمد یعقوب مکی خلیفہ شاہ ضیاء احمد بریلوی کی طرف سے بھی مجاز بیعت ہیں (شیخ عبدالہادی حیدرآباد تشریف لائے تھے۔ والد صاحب نے اُن تمام سلاسل میں اجازت حاصل کی جنہیں حضرت مولوی کو حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہوی و حضرت حافظ عبدالرحمن پنجابی کی طرف سے اجازت ہے، والد صاحب کو اپنی طرف سے سلسلہ نیازیہ میں نائب کیا) سنہ ۱۳۴۸ھ میں حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے اعلیحضرت سلطان العلوم میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ نے تیس روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کیا شیخ اسوقت تک ۱۹ پاروں کی تفسیر لکھ چکے تھے، طبع نہیں ہوئی۔ "تحقیق البیان" نام تجویز کیا تھا، معلوم نہیں تکمیل تفسیر کی یا نہیں، (۸۷) برس کا سن ہے، مکہ معظمہ میں بقید حیات ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولوی ثناء اللہ امرتسری، خواجہ عبدالحی مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد شیخ الہند ثانی، مولانا احمد علی لاہوری تلمیذ مولانا عبیداللہ سندھی سلمہ اس عہد کے مشہور مفسر ہیں۔

الباب الرابع فی الشتات

بعض اصطلاحات

صرف اُن اصطلاحات کو لکھا جائے گا جن کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے۔

تعوّذ۔ اعوذ باللہ

تسمیہ:۔ بسم اللہ

فاتحہ :۔ الحمد شریف

فسطاط القرآن :۔ سورۂ بقر

سبع طوال :۔ سات بڑی سورتیں بقرہ، آل عمران ۔ نساء ۔ مائدہ، انعام، اعراف، انفال مع توبہ۔

مئین :۔ وہ سورتیں جنمیں کم وبیش سو آیتیں ہیں۔ سورۂ یونس سے فاطر تک۔

مثانی :۔ سورہ یٰسٓ سے قٓ تک سورتیں، مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں قصص کو دُہرایا گیا ہے اور بار بار نصیحتیں کی گئی ہیں، یہ سو سے کم آیت والی سورتیں ہیں۔

مفصّل ۔ سورۂ قٓ سے آخر تک کی سورتیں۔ مفصّل اس لئے کہتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی سورتیں جدا جدا ہیں۔ مفصّل کی تین قسمیں ہیں۔ طوال، اوساط ۔ قصار

طوال ۔ قٓ سے مرسلات تک

اوساط۔ نبا سے ضحیٰ تک

قصار :۔ الم نشرح سے ناس تک

مُقری :۔ پانچویں صدی ہجری تک علوم قرآن میں فن قرات، تفسیر علم ناسخ و منسوخ، اہم علوم تھے، درس و تدریس بسلسلۂ روایت میں تقریباً وہی اہتمام تھا جو فن حدیث میں تھا۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ لابی جعفر النحاس) ان علوم کے ارباب کمال کو مقری کہتے تھے، مقری کا تمام علوم دینیہ میں صاحب دستگاہ ہونا شرط تھا (کتاب الانساب للسمعانی)

زھراوین، سورۂ بقرہ وآل عمران ۔

قلاقل ، چاروں قل یعنی ناس، فلق، اخلاص، کافرون

جزو :- کتاب کے ایک مکمل حصے کو کہتے ہیں جس کو ہم جلد بولتے ہیں (مراد از جزو جلدات اکسیر فی اصول التفسیر) اہل عرب کتاب کو مجلد اُس وقت کہتے ہیں جب اس کی جلد بن جائے۔ ہم جسکو جزو کہتے ہیں یعنی سولہ صفحات اہل عرب اس کو کراسہ کہتے ہیں۔

سند :- راویوں کا سلسلہ یعنی زید اس طرح بیان کرے کہ میں نے عمر سے سُنا عمر نے خالد سے

عالی۔ جس سند میں تعداد رجال کم ہو۔

نازل :- جس سند میں تعداد رجال زیادہ ہو۔

صحابی۔ وہ مسلمان جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اسکا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا

تابعی وہ مسلمان جنہوں نے کسی صحابی کو دیکھا اور ان کا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا۔

تبع تابعی وہ مسلمان جنہوں نے کسی تابعی کو دیکھا ہو اور ان کا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا۔

مخضرمین وہ لوگ جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے دیکھے مگر رسول کریم کے دیدار سے مشرف نہیں ہوئے اور ان کا خاتمہ اسلام پر ہوا۔

تخریج۔ تلاش کر کے کسی حدیث کی سند نکالنا۔ اور کسی حدیث کو مع سند ذکر کرنا۔

روایت جو حدیث یا اثر بیان کیا جائے۔

راوی، روایت بیان کرنے والا۔

مروی عنہ جس سے روایت بیان کی گئی۔

حدیث۔ قول و فعل و تقریر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خبر بھی کہتے ہیں، حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض اقسام یہ ہیں۔

صحیح وہ حدیث ہے جس کے راوی متدین ، متشرع ، جید الحفظ ضابط عادل ہوں اور اس کی سند مسلسل ہو اور اس میں کوئی علت نہ ہو۔

ضعیف وہ روایت جس میں کوئی راوی کم فہم یا بد حافظہ ہو۔

موضوع بنائی ہوئی حدیث جس کا راوی وضاع مشہور ہو۔

متواتر :- وہ روایت جس کو اس قدر اشخاص بیان کریں کہ ان کا جھوٹ پر مجتمع ہونا محال ہو علماء نے اُن کی تعداد مختلف قرار دی ہے ، ۴ - ۵ - ۷ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۲۰ - ۴۰ - ۷۰ - ۳۰۰

تواتر کی چار قسمیں ہیں۔ تواتر اسنادی ، تواتر طبقہ ، توار قدر مشترک ، تواتر توارث۔

تواتر اسنادی جو صحابہ سے بسند صحیح مذکور ہو۔

تواتر طبقہ یہ نہ معلوم ہو کہ کس نے کس سے لیا بلکہ یہ معلوم ہو کہ پچھلی نسل نے اگلی نسل سے لیا۔

تواتر قدر مشترک :- حدیثیں کئی ایک خبر واحد آئی ہوں اس میں قدر مشترک متفق علیہ وہ حصہ حاصل ہوا جو تواتر کو پہنچ گیا۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات جو کہ متواتر ہیں کچھ خبر احاد ہیں ان اخبار احاد میں اگر کوئی مضمون قدر مشترک ملجاتا ہے تو وہ قطعی ہو جاتا ہے۔

بعض احادیث ایسی ہیں جو باعتبار الفاظ اور سند کے متواتر نہیں ہیں وہ باعتبار معنی کے متواتر ہو جاتی ہیں اگر ان کے معنی اتنے راویوں اور سندوں سے آئے ہوں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

تواتر توارث - نسل سے نسل نے لیا ہو یعنی بیٹے نے باپ سے لیا، اس نے اپنے باپ سے لیا۔

متصل جس کی سند میں از اول تا آخر ایک راوی بھی ساقط نہ ہوا ہو۔

احاد - جو روایت متواتر نہ ہو۔

مرفوع جس حدیث کی سند رسول کریم پر منتہی ہو۔ اور تمام راوی ثقہ ہوں

شاذ - اگر ثقہ راوی نے کوئی ایسی روایت کی کہ جو اس سے راجح راوی کی روایت کیخلاف ہے تو اس روایت کو شاذ کہیں گے۔

مرسل - تابعی سے اوپر کا راوی جس حدیث کا ساقط ہو

مشہور - وہ صحیح روایت جس کے ہر طبقہ میں کم از کم تین راوی ضرور ہوں یا جسکی روایت عہد صحابہ میں کم ہوئی ہو اور بعد کو کچھ زیادہ ہوئی ہو۔ اس میں یہ ضرور نہیں کہ رُواۃ کا سلسلہ ابتدا سے انتہا تک یکساں ہو۔

منقطع جس حدیث کی سند سے ایک یا کئی راوی متفرق مقامات سے ساقط ہوں۔

اثر - قول وفعل وتقریر تابعی۔

محدث جو شخص علوم دینیہ کا متبحر فاضل اور ماہر علوم حدیث ہو اور درس تدریس اور تصنیف و تالیف علم حدیث میں مشغول ہو۔

مفسر - جو شخص درس و تدریس و تالیف و تصنیف علم حدیث میں مشغول ہو اور علوم دینیہ کا متبحر فاضل اور ماہر علوم تفسیر ہو۔ درحقیقت محدث و مفسر کی کوئی تقسیم قدیم سے نہیں ہے بلکہ بعض مصنفین حال نے ایسا کیا ہے۔

طرق - سلسلہ روایت۔ سنت قول وفعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صحاح ستہ - حدیث کی چھ کتابیں، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد سنن نسائی، سنن ابن ماجہ - اسی ترتیب سے ان کتابوں کا مرتبہ ہے۔

ائمۂ ستہ - حدیث کے چھ امام - امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی - امام ابوداؤد امام نسائی - امام ابن ماجہ -

ائمۂ خمسہ ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد - امام نسائی -

وحی جو حکم خدا کی طرف سے رسول کریم پر نازل ہوا - اس کی دو قسمیں ہیں، وحی خفی، وحی جلی

وحی جلی جس کے الفاظ من جانب اللہ حضور پر نازل ہوئے اور آپ نے اس کو پڑھکر سُنایا اس کو وحی متلو بھی کہتے ہیں، یہ قرآن مجید ہے،

وحی خفی جس کا مطلب حضور کے قلب مبارک پر نازل ہوتا تھا اور اس کو حضور اپنے الفاظ وعبارت میں بیان فرماتے تھے، اس کو وحی غیر متلو بھی کہتے ہیں یہ حدیث ہے،

تعامل - عملدرآمد -

متن - روایت کی اصل عبارت

شیخین امام بخاری ومسلم

مکثرین جن اصحاب کی مرویات کی تعداد ہزار یا اس سے زیادہ ہے،

متوسطین - جن اصحاب کی مرویات کی تعداد پانچسو یا اس سے زیادہ ہے -

مقلین جن اصحاب کی مرویات کی تعداد پانسو سے کم ہے،

اقلین جن اصحاب کی مرویات کی تعداد چالیس سے کم ہے،

متفق علیہ وہ حدیث جس کو امام بخاری وامام مسلم دونوں نے روایت کیا ہو

افراد بخاری جس کو صرف امام بخاری نے روایت کیا ہو -

افراد مسلم جس کو صرف امام مسلم نے روایت کیا ہو -

اصح الاسانید جس روایت کے تمام راوی ہر طرح اعلی درجہ کے ہوں -

بعض ائمہ نے کہا ہے کہ اصح الاسانید امام زین العابدین ہیں جبکہ وہ اپنے باپ امام حسین اور وہ حضرت علی سے روایت کریں -

بعض کا قول ہے کہ نافع تابعی ہیں جبکہ وہ حضرت ابن عمر سے روایت کریں -

بعض کا قول ہے کہ امام زہری ہیں جبکہ وہ سالم سے اور سالم حضرت ابن عمر سے روایت کریں -

بعض کا قول ہے کہ محمد بن سیرین ہیں جبکہ وہ عبیدہ بن عمرو سے اور حضرت علی سے روایت کریں
بعض کا قول ہے کہ ابراہیم نخعی ہیں جبکہ وہ علقمہ سے اور وہ حضرت ابن مسعود سے روایت کریں
سلسلۃ الذہب - وہ روایت جس کو امام مالک نافع تابعی سے بواسطہ حضرت ابن عمر روایت کریں۔

مسند - حدیث کی وہ کتاب جسمیں احادیث کو ترتیب صحابہ جمع کیا گیا ہو خواہ باعتبار حروف تہجی، خواہ باعتبار سبقت اسلام خواہ باعتبار شرافت نسبی۔

شرائط شیخین - امام بخاری و امام مسلم نے جو شرطیں قبول حدیث کیلئے مقرر کی ہیں۔

نص - آیت قرآن۔

جرح - ذمائم بیان کرنا۔

تعدیل - اوصاف بیان کرنا۔

ضعیف وہ راوی جسمیں کوئی عیب ہو یعنی بدحافظہ ہو، وہمی ہو غلطیاں کرتا ہو وغیرہ۔

مجہول جس راوی کا حال مفصل معلوم نہ ہو۔ اس کا پتہ نشان مذکور نہ ہو۔

طبقات رواۃ محدثین نے راویوں کے چار درجے مقرر کئے ہیں جو باعتبار ان کے علم و فضل، زہد و تقوی، صحت و فراست، عقائد و اعمال کے مقرر کئے گئے ہیں، جس درجہ کا راوی ہوگا اسی حد تک اس کی روایت پر بھروسہ کیا جائیگا۔ سب سے زیادہ معتبر راوی درجہ چار کے ہیں۔

طبقات کتب حدیث - کتب حدیث کے بھی طبقات ہیں۔ جس طبقہ کی کتاب ہوگی اسی درجہ پر اس کی روایت پر اعتماد ہوگا۔ کتب صحاح ستہ میں صحیح بخاری و صحیح مسلم اول طبقہ ہیں، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد و سنن نسائی طبقہ دوم میں اور سنن ابن ماجہ طبقہ سوم میں ہیں۔

روایۃ بالمعنی - راوی نے حدیث میں اس طرح اختصار کر لیا کہ مطلب میں فرق نہ آیا۔ یا الفاظ حدیث کو یاد نہ رکھا اور مطلب محفوظ رکھا اور اس کو اپنی عبارت میں بیان کیا۔

روایۃ باللفظ - راوی نے حدیث کے اصل الفاظ کو محفوظ رکھا ہو۔

مستملی - محدثین کے درس میں ہزاروں طالب علم ہوتے تھے، اور شیخ کی آواز ہر شخص تک نہ پہونچ سکتی تھی، اس لئے شیوخ کو درمیان میں کسی ہوشیار طالب علم کو کھڑا کر دیتے تھے جو شیخ کے الفاظ کو بلند آواز سے دہراتا تھا۔

طبقات المفسرین

علمار کرام نے مفسرین کے طبقات قایم کئے ہیں، امام جلال الدین سیوطی نے اپنے عہد تک غالباً آٹھ طبقے قرار دئے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان نے اکسیر فی اصول التفسیر میں اپنے عہد تک تیرہ طبقے قرار دئے ہیں، نواب صاحب نے طبقہ نہم کے بعد جو تقسیم کی ہے وہ سوائے طوالت کے کچھ نہیں اور بارہویں طبقہ میں بڑے بڑے مفسرین کو چھوڑ کر اپنے والد سید اولاد حسن مفسر آیۂ ویل للمطففین کو شامل کر دیا ہے،

مولانا عبد الحق دہلوی مفسر تفسیر حقانی نے اپنے عہد تک نو طبقہ قایم کئے ہیں، اور طبقہ نہم کو نویں صدی سے لیکر چودہویں صدی تک وسعت دی ہے، ایسی وسعت کسی طبقہ کو حاصل نہیں یہ اختصار بھی مناسب نہیں۔ خاکسار نے طبقہ نہم تک مولانا کی تقسیم کو نقل کیا ہے اور طبقات دہم و یازدہم و دوازدہم خود قایم کئے ہیں۔

طبقات قایم کرنے سے یہ مقصد نہیں ہے کہ جس قدر اسمار طبقات میں آئے ہیں بس وہی مفسر ہیں۔ یا وہ ایسے مستند ہیں کہ ان کی ہر بات قابل تسلیم ہے بلکہ ہر عہد کے دو دو چار چار مفسرین کے نام لکھدیئے باقی اُن کے معاصرین اسی طبقہ میں شمار کئے جائینگے۔

تمام مفسرین کی مکمل فہرست مرتب کرنا ممکن ہی نہیں۔

طبقہ اول

اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب مفسر قرآن تھے، لیکن انمیں زیادہ مشہور یہ دس حضرات تھے انمیں بھی حضرت علی و حضرت عبد اللہ بن عباس کو تفسیر میں زیادہ ملکہ تھا۔

ابو بکر صدیق متوفی ۱۳ھ۔ عمر فاروق ۲۳ھ۔ عثمان غنی ۳۵ھ۔ علی مرتضی ۴۰ھ۔ عبد اللہ ابن مسعود ۳۲ھ۔ عبد اللہ بن عباس ۶۸ھ۔ عبد اللہ بن زبیر ۷۳ھ۔ ابی بن کعب ۳۵ھ زید بن ثابت ۴۵ھ۔ ابو موسی اشعری ۴۴ھ۔

طبقہ دوم

مرہ ہمدانی ۷۶ھ۔ ابو العالیہ ۹۰ھ۔ سعید بن جبیر ۹۵ھ۔ عکرمہ ۱۰۵ھ۔ ضحاک بن مزاحم ۱۲۰ھ طاؤس بن کیسان ۱۰۶ھ۔ حسن بصری ۱۱۰ھ۔ عطیہ عوفی ۱۱۱ھ۔ عطار بن ابی رباح ۱۱۴ھ

قتادہ بن دعامہ سنہ ۱۱۷ھ - محمد بن کعب قرظی سنہ ۱۲۰ھ - مجاہد سنہ ۱۰۳ھ - عطاء بن ابی مسلم خراسانی سنہ ۱۳۵ھ - زید بن اسلم سنہ ۱۳۶ھ - ربیع بن انس سنہ ۱۴۰ھ - عبدالرحمن بن زید بن اسلم سنہ ۱۸۲ھ، ابو مالک

طبقہ سوم

سفیان بن عیینہ سنہ ۱۹۸ھ - وکیع بن الجراح سنہ ۱۹۷ھ - شعبہ بن الحجاج سنہ ۱۶۰ھ - یزید بن ہارون سنہ ۲۰۶ھ
عبدالرزاق بن ہمام سنہ ۲۱۱ھ - آدم بن ابی ایاس سنہ ۲۲۰ھ - اسحاق بن راہویہ سنہ ۲۳۸ھ - روح بن عبادہ سنہ ۲۰۵ھ - عبد بن حمید سنہ ۲۴۹ھ - سنید بن داؤد سنہ ۲۲۶ھ - ابوبکر بن ابی شیبہ سنہ ۲۳۵ھ، ابن جریج سنہ ۱۵۰ھ، اسمٰعیل سدی بن عبدالرحمن سنہ ۱۲۷ھ - مقاتل بن سلیمان سنہ ۱۵۰ھ - محمد بن سائب کلبی کوفی سنہ ۱۴۶ھ - ابن قتیبہ ابو محمد بن عبداللہ بن مسلم دینوری سنہ ۲۷۶ھ

طبقہ چہارم

جریر طبری سنہ ۳۱۰ھ - ابو القاسم ابراہیم انماطی سنہ ۳۰۳ھ - عبدالرحمن بن ابی حاتم سنہ ۳۲۷ھ - ابن ماجہ سنہ ۲۷۳ھ
ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم سنہ ۴۰۵ھ - ابن حبان ابو عبداللہ محمد بن محمد سنہ ۳۵۴ھ - ابن مردویہ سنہ ۴۱۰ھ
ابو الشیخ عبداللہ محمد بن محمد سنہ ۳۶۹ھ، ابن المنذر سنہ ۳۱۸ھ، ابو حنیفہ دینوری سنہ ۲۰۹ھ

طبقہ پنجم

ابو عبدالرحمن محمد بن حسین سلمی نیشاپوری سنہ ۴۱۲ھ - ابو اسحاق احمد ثعلبی سنہ ۴۲۷ھ - ابو محمد عبداللہ جوینی سنہ ۴۳۸ھ - ابو القاسم عبدالکریم قشیری سنہ ۴۶۵ھ - ابو الحسن احمد واحدی نیشاپوری سنہ ۴۶۸ھ

طبقہ ششم

ابو القاسم اسمٰعیل بن محمد اصفہانی سنہ ۵۳۵ھ - ابو القاسم حسین راغب اصفہانی سنہ ۵۰۳ھ - امام غزالی سنہ ۵۰۵ھ
ابو محمد حسین بن محمود بغوی سنہ ۵۱۶ھ - ابن برجان ابو الحکم عبدالسلام بن عبدالرحمن سنہ ۵۳۶ھ - ابو الحسن علی بن عراق خوارزمی سنہ ۵۳۹ھ - ابو القاسم محمد بن عمر زمخشری سنہ ۵۳۸ھ

طبقہ ہفتم

امام فخر الدین رازی سنہ ۶۰۶ھ، محمد بن ابی بکر رازی سنہ ۶۰۶ھ - نجم الدین زاہدی سنہ ۶۵۸ھ - ابو محمد روزبہان سنہ ۶۶۶ھ - امام ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری سنہ ۶۷۱ھ - موفق الدین احمد بن یوسف موصلی سنہ ۶۸۰ھ، قاضی بیضاوی سنہ ۶۸۵ھ

طبقہ ہشتم

ابو البرکات عبداللہ بن احمد نسفی سنہ ۷۱۰ھ - ہبۃ اللہ شرف الدین بن عبدالرحیم سنہ ۷۳۸ ہجری

ابوالفداء عماد بن اسماعیل بن عمر بن کثیر سنہ ۷۷۴ھ۔ شرف الدین عبدالواحد ابن المنیر سنہ ۷۳۳ھ
قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی سنہ ۷۱۰ھ۔ شرف الدین طیبی سنہ ۷۴۳ھ

طبقہ نہم

جلال الدین محلی سنہ ۸۶۴ھ۔ علی بن احمد مہائمی سنہ ۸۳۵ھ۔ ملک العلماء شہاب الدین سنہ ۸۴۹ھ۔
سعدالدین تفتازانی سنہ ۷۹۲ھ ملا حسین واعظ کاشفی سنہ ۹۱۰ھ۔ ابوزرعہ ولی الدین عراقی سنہ ۸۲۶ھ
عبدالرحمٰن بن عمر بلقینی سنہ ۸۲۴ھ۔ مفتی ابوالسعود سنہ ۹۸۲ھ۔ عصام الدین اسفراینی سنہ ۹۴۳ھ۔
ابوالفیض فیضی سنہ ۱۰۰۴ھ۔ جلال الدین سیوطی سنہ ۹۱۱ھ۔

طبقہ دہم

قاضی شوکانی سنہ ۱۲۵۰ھ۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی سنہ ۱۲۲۵ھ۔ شاہ ولی اللہ دہلوی سنہ ۱۱۷۶ھ۔
شاہ عبدالقادر دہلوی سنہ ۱۲۳۰ھ۔ شاہ عبدالعزیز سنہ ۱۲۳۹ھ۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی سنہ ۱۲۷۰ھ
نواب صدیق حسن خان سنہ ۱۳۰۷ھ۔ سلیمان جمل سنہ ۱۲۰۴ھ۔ نواب قطب الدین خان سنہ ۱۲۸۹ھ، مولوی فیض الحسن سنہ ۱۳۰۴ھ

طبقہ یازدہم

مولانا احمد حسن امروہوی سنہ ۱۳۳۰ھ۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی سنہ ۱۳۳۹ھ، نواب وقار نواز جنگ
مولانا عبدالحق دہلوی سنہ ۱۳۱۹ھ۔ علامہ رشید رضا مصری سنہ ۱۳۵۴ھ۔

طبقہ دوازدہم
مفسرین حال

مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابوالکلام، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد مدنی۔
مولوی ثناء اللہ امرتسری، شیخ عبدالماجد دریابادی۔ مولانا احمد علی لاہوری

علوم التفسیر

علم تفسیر کا موضوع قرآن مجید ہے اس لئے جس قدر علوم کا تعلق قرآن مجید سے ہے ان کا تعلق تفسیر سے بھی ہے، علوم قرآنی کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے، امام سیوطی نے ان کو اسی انواع میں محدود کیا ہے، ہم یہاں خاص خاص علوم کو لکھتے ہیں اور جہاں تک تحقیق ہوسکا ہے کہ کس کس علم پر پہلا مصنف کون ہے اس کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔

علم مکی و مدنی یعنی یہ معلوم کرنا کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی یا مدینہ میں۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے

کہ منسوخ آیتوں کا علم حاصل ہوتا ہے جو بعد میں نازل ہونے کی وجہ سے کسی حکم سابق کی ناسخ ہو گئی یا اس حکم کے مجموعہ کی تخصیص کرنے گی۔ اس پر پہلی تصنیف ابو محمد مکی بن ابی طالب قیسی مقری متوفی سنہ ۴۳۷ھ کی ہے

علم حضری و سفری۔ یہ معلوم کرنا کہ یہ آیت حالت اقامت میں نازل ہوئی ہے یا سفر میں

علم صیفی و شتائی۔ یہ معلوم کرنا کہ یہ آیت موسم سرما میں نازل ہوئی ہے یا گرما میں

علم فراشی و نومی۔ یہ معلوم کرنا کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور بستر پر آرام فرما رہے تھے مگر بیدار تھے یا حالت خواب میں تھے، یا استراحت یا پلک جھپکنے کے وقت۔

علم ارضی و سماوی۔ بعض ایسی آیتیں ہیں کہ ان کا نزول نہ زمین پر ہوا نہ آسمان پر بلکہ فضا میں کسی مقام پر جیسے سورۂ بقر کی آخری آیتیں کہ ان کا نزول جب ہوا کہ حضور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تھے، (صحیح مسلم)

علم ابتدائی۔ یعنی سب سے پہلے کونسی آیتیں نازل ہوئیں۔ اسی میں اوائل مخصوصہ شامل ہے وہ آیتیں جو سب سے پہلے خاص خاص معاملات کے متعلق نازل ہوئیں۔

علم انتہائی یعنی سب سے آخر میں کون کون آیات نازل ہوئیں۔

علم سبب نزول یعنی یہ آیت کس موقعہ پر کس ضرورت سے کس سوال پر نازل ہوئی، اس میں سب سے پہلی تصنیف شیخ علی بن مدینی متوفی سنہ ۲۳۴ھ کی ہے۔

علم موافقات صحابہ یعنی کسی صحابی نے کسی حادثہ کے متعلق کچھ کہا۔ اس ہی کی رائے کی موافق آیت نازل ہوئی۔

علم تکرار نزول یعنی ان آیتوں اور سورتوں کا علم جو مکرر نازل ہوئی ہیں اس پر شیخ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری متوفی سنہ ۴۷۸ھ نے پہلے تصنیف کی۔

علم مقدم و مؤخر۔ ان آیات کا علم جن کا حکم ان کے نزول سے یا ان کا نزول ان کے حکم سے مؤخر ہوا۔

علم تفریق یعنی اس کا علم کہ قرآن کے کون کون سے حصے متفرق نازل ہوئے ہیں، کیونکہ بعض سورتیں مکمل نازل ہوئی ہیں جیسے فاتحہ، اخلاص، کوثر وغیرہ۔

علم مشیع بعض آیتیں اور سورتیں ایسی ہیں کہ ان کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوا یعنی فرشتے ان کی مشایعت کے لئے آئے جیسے سورۂ انعام جس وقت اس کا نزول ہوا، ستر ہزار فرشتے ساتھ آئے

علم سابق وخاص بعض آیتیں ایسی ہیں کہ ان کا نزول انبیاء سابقین پر بھی ہوا تھا بعض ایسی ہیں کہ جن کا نزول خاص حضور پر ہوا۔

علم کیفیت تنزیل - قرآن کے نازل ہونے کی کیفیت

علم اسماء قرآن وسور - اس پر پہلی تصنیف شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب درعی معروف ابن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ کی ہے۔

علم جمع وترتیب قرآن۔

علم تعداد یعنی سورتوں، آیتوں، کلمات، حروف کی تعداد کا علم اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری متوفی ۴۷۸ھ نے کی۔

علم حفاظ ورواۃ یعنی حفاظ ورواۃ کے حالات کا علم

علم اسناد - یعنی عالی ونازل اسناد کا علم۔

علم وقف وابتداء یعنی جہاں سے قرات شروع کرنا چاہئے اور جہاں ٹھیرنا چاہیئے اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو اسحق ابراہیم بن سری نحوی متوفی ۳۱۱ھ کی ہے۔

علم موصول ومفصول یعنی جو باعتبار الفاظ کے بالترتیب ہیں اور باعتبار معنی کے علیحدہ معلوم ہوں۔

علم امالہ وفتح - امالہ اور فتح اُن فصحاء عرب کی زبان کی دو مشہور نختیں ہیں جن کی زبان کے مطابق قرآن نازل ہوا - اہل حجاز کی زبان فتح کے لئے مخصوص ہے، اہل نجد امالہ کرکے بولتے ہیں

علم ادغام اظہار اخفاء اقلاب۔

علم مد وقصر

علم تخفیف ہمزہ -

علم تحمل قرآن -

علم آداب تلاوۃ اس پر پہلی تصنیف امام محی الدین ابوزکریا یحیی نووی (نوی دمشق کے پاس ایک موضع ہے) متوفی ۶۷۶ھ کی ہے۔

علم غریب - یعنی کم استعمال ہونے والے الفاظ - اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو فند مورخ متوفی ۱۹۵ھ کی ہے۔

علم الفاظ مختلفہ یعنی حجاز کی زبان کے سوا دیگر حصص عرب کی کون زبانوں کے الفاظ

قرآن میں آئے ہیں۔

علوالفاظ معرب یعنی ممالک غیر کی زبانوں کے کون سے الفاظ کو معرب کر کے قرآن میں لایا گیا ہے، لیکن امام شافعی، امام ابن جریر، شیخ ابوعبیدہ، قاضی ابوبکر، شیخ ابن فارس جیسے مقتدر ائمہ اس کے قائل نہیں۔ اور درحقیقت یہی قول صحیح ہے۔ کیونکہ خود قرآن میں ارشاد ہے، قرآنًا عربیًا یہ خیال بعض ہم شکل الفاظ سے بعض کو پیدا ہو گیا ہے، یا عربی زبان کا لفظ دوسری زبان میں چلا گیا ہے اور کسی خفیف تغیر سے رائج ہو گیا ہے، جیسے عربی لفظ ابریق کو بعض نے فارسی لفظ (آب ریز) کا معرب سمجھا ہے لیکن اس پر کوئی قطعی دلیل پیش نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ ابریق سے آب ریز منفرس کیا گیا ہے، کیونکہ عربی زبان ایک باقاعدہ اور مکمل اور تمام زبانوں سے زیادہ وسیع زبان ہے اُمّ الالسنہ ہے۔ دنیا کی سب سے قدیم زبان ہے، فارسی وغیرہ کو یہ بات کہاں نصیب ہے، صاحب کتاب علم الحروف نے (جو تحقیق السنہ کے متعلق بہترین کتاب ہے) فنیقی زبان کو تمام زبانوں کی جڑ بتایا ہے لیکن صاحب موصوف نے اس پر نظر نہیں کی کہ بحرین کے عرب عمالقہ فنیقی مشہور تھے ان کا قدیم وطن عرب تھا، ان کی زبان عربی تھی، تغیر زمان و مکان سے زبان میں تغیر واقع ہوا جس طرح آریوں کے نقل مقام سے اصل آریہ زبان یعنی قدیم ایرانی زبان سے ہندوستان کی زبان میں فرق ہو گیا ہے، اسی طرح عربی اور فنیقی میں فرق ہو گیا۔

عربی زبان ایک ایسی باقاعدہ اور وسیع زبان ہے کہ اس کی مثل دنیا کی کوئی زبان نہیں، کتب لغت صحاح جوہری میں چالیس ہزار، لسان العرب، ابن مکرم اور قاموس مجدالدین فیروزآبادی میں ساٹھ ہزار مادے ہیں۔ عربی الفاظ کی تعداد ایک کروڑ تئیس لاکھ پانچ ہزار چار سو بارہ ہے۔ (کتاب العین خلیل ابن احمد بصری متوفی ۱۷۰ھ)

سال کے ۲۴ نام، نور کے ۲۱۔ ظلمت کے ۵۲۔ آفتاب کے ۲۹۔ ابر کے ۵۰۔ بارش کے ۶۴۔ کنوئیں کے ۸۸۔ پانی کے ۱۷۰۔ شراب کے ۱۰۰۔ شہد کے ۸۰۔ شیر کے ۵۰۰۔ سانپ کے ۲۰۰۔ تلوار کے ۲۰۰۰۔ جنگ کے ۲۰۰۰۔ کتے کے ۳۰۰ نام ہیں۔

ڈاکٹر لیبان کا قول ہے کہ عربی بول چال کی زبان میں کثرت سے محاورے ہیں جو شاید کسی زبان میں نہیں پائے جاتے عربی زبان میں بے حد وسعت ہے۔ (تمدن عرب)

عربی زبان کے متعلق ایک دفعہ نوشیروان اور نعمان بن المنذر میں مباحثہ ہوا تو نوشیروان نے تسلیم کیا کہ عرب کی زبان طاقتور زبان ہے۔ (بلوغ الارب فی احوال العرب)

والد ماجد نے اپنی کتاب میزان التحقیق میں ایک مضمون ثابت کیا ہے کہ عربی زبان ام الالسنہ اور دنیا کی پہلی زبان ہے، اور اس میں وسعت و قوت ہمیشہ سے ہے،

پروفیسر دنشی لکھتے ہیں کہ عربی زبان اسی قوت و بلاغت کے ساتھ حجاز کی سرزمین میں اس وقت بھی بولی جاتی تھی جبکہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو لیکر ارض موعود کے تلاش میں عرب کے وادیوں سے گذر رہے تھے۔ (اسٹڈیز آف لنگویج)

امام شافعی جیسے ماہر لسان کا قول ہے کہ عربی زبان میں ایسی وسعت ہے کہ اس کا احاطہ بجز نبی کے اور کسی سے ممکن نہیں۔

بعض واقعات اور تاریخی کتب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم سے عربی کے سمجھنے اور جاننے والے تمام ممالک میں تھے، ہندوستان میں بھی عربی بولنے سمجھنے والے موجود تھے، ستیارتھ پرکاش میں ہے کہ جب کوروں نے لاکھ کا گھر بنا کر پانڈوں کو اس کے اندر جلانا چاہا تو ودرجی نے یدہشٹر کو عربی میں اس سے آگاہ کیا اور یدہشٹر نے عربی میں جواب دیا۔ (سمولاس گیارہ)

تاریخ کی یاد سے پہلے سے شام، عراق، مصر، ایران، ہندوستان، چین وغیرہ تمام ممالک سے عربوں کے تجارتی تعلقات قائم تھے، اور عرب تجار و سیاح آتے جاتے رہتے تھے۔

اب تک یہ کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا کہ سنسکرت یا چینی وغیرہ زبانوں کا کوئی جاننے والا عرب میں بھی تھا۔

کیا ام الالسنہ اور دنیا کی سب سے پہلی زبان اور ایسی وسیع و باقاعدہ زبان کو بھی عہد رسالت میں کسی دوسری زبان کے الفاظ لینے کی ضرورت واقع ہوئی ہوگی یہ مغالطہ ہے جو محض تشکل بالالفاظ سے ہوا ہے چونکہ عربی ام الالسنہ ہے اور سب سے زیادہ وسیع ہے اس لئے اس کے الفاظ تمام زبانوں میں ملتے ہیں بعض لوگ غلطی سے ان الفاظ کو اس زبان کا ذاتی سرمایہ سمجھ گئے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے کہ جدید ایجادات و معلومات جس ملک میں ہونگی اسی ملک والے اس کا کوئی نام تجویز کریں گے، جب اہل عرب اس کو لیں گے تو اسی نام کو معرب کریں گے، یہ ایک وسیع بحث ہے، یہاں صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ ایسی وسیع زبان میں ضرور کوئی مادہ اس قسم کا ہوگا جو اس شے پر منطبق ہو سکے گا یا معرب کرنے کا قاعدہ استعمال کیا جائیگا۔ لیکن قرآن مجید میں تو کوئی اس قسم کی چیزیں اور باتیں مذکور نہیں جس میں دوسری زبان کے الفاظ لینے کی ضرورت لاحق ہوتی، یہاں صرف قرآن کے متعلق بحث ہے نہ کہ عام اشیاء کے متعلق، قرآن میں دوسری زبان کے الفاظ آنے کا یہ

یہ مطلب ہے کہ زبان قریش کے علاوہ دیگر قبائل عرب، خطہ حجاز کے علاوہ دیگر حصص عرب مثلاً یمن، حضرموت وغیرہ کے محاورات والفاظ آئے ہیں نہ کہ یہ کہ چینی یا انگریزی یا فارسی یا ہندی زبان کے الفاظ آئے ہیں۔

مولوی سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب "عرب و ہند کے تعلقات" میں لکھا ہے کہ طوبیٰ وغیرہ الفاظ کو جو بعض متقدمین نے زبان غیر کا لفظ قرار دیا ہے، یہ لغو اور غلط ہے۔

لیکن پھر سید صاحب نے خود ہی چند عربی الفاظ کو ہندی قرار دیا ہے۔ سید صاحب کی عبارت اس موقع پر ایسی ہے کہ پہلے فقرات سے ثابت ہوتا ہے کہ تین ہندی لفظ قرآن میں آئے ہیں۔ بعد کے فقرات سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ تین ہندی اشیاء کے نام قرآن میں موجود ہیں۔ اصل عبارت سید صاحب کی یہ ہے:۔

"ہم ہندیوں کو بھی فخر ہے کہ ہمارے دیس کے بھی چند لفظ ایسے خوش نصیب ہیں جو اس پاک اور مقدس کتاب میں جگہ پا سکے، پہلے علما نے جن الفاظ کا ہندی ہونا ظاہر کیا تھا وہ تو لغو اور بے بنیاد تھے، مثلاً ابلعی کی نسبت یہ کہنا کہ ہندی میں اس کے معنی پینے کے ہیں یا طوبیٰ کو ہندی کہنا جیسا سعید بن جبیر سے روایت ہے بے بنیاد ہے، مگر اس میں شک نہیں کہ جنت کی تعریف میں اس جنت نشان ملک کی تین خوشبوؤں کا ذکر ضرور ہے یعنی مسک (مشک) زنجبیل (سونٹھ یا ادرک) اور کافور (کپور)" (ملاحظہ ۲، کتاب عرب و ہند کے تعلقات مطبوعہ ہندوستانی اکاڈیمی سنہ ۱۹۳۰ء)

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کی سب سے قدیم زبان میں مشک کو موسکا اور کستوری بھی کہتے تھے، ان دونوں میں موسکا ایسا لفظ ہے جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ مسک بنا ہو مگر یہ خیال اسلئے غلط ہے کہ موسکا میں کوئی حرف ایسا نہیں جس کو بدلنے یا حذف کرنے کی ضرورت اہل عرب کو ہوتی وہ موسکا ہی کہتے، اہل ہندیوں کے استعمال میں یہ تاثیر ہے کہ لفظ کی صورت بدل جاتی ہے، جیسے ایران کی قدیم زبانوں کے الفاظ بگڑ کر سنسکرت ہو گئے۔ ہندوستان کی زبان میں بلا ضرورت بھی حذف و اضافہ ثابت ہوتا ہے۔

سنسکرت	ژند	فارسی
آستکے	آستیا	آشتی
ستھے	است	استخوان

یہ بھی صحیح نہیں کہ مشک صرف ہندوستان کی خوشبو ہے، مشک تو خطا و ختن کا مشہور ہے غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسک سے موسکا بنا ہے۔

زنجبیل کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسکو سنسکرت میں زرنجا بیرا کہتے ہیں، اس میں بھی کوئی حرف ایسا نہیں کہ جس کو بدلنے یا حذف کرنے کی ضرورت اہل عرب کو ہوتی، وہ اصل زرنجا بیرا ہی لیتے، زرنجا بیرا زنجبیل کی خرابی ہے،

اسی طرح کپور کافور کی خرابی ہے عرب اگر کپور کو لیتے تو کفور کہتے، اس میں صرف (پ) کے بدلنے کی ضرورت تھی، الف کے اضافہ کی ضرورت نہ تھی۔

اگر یہ کہا جائے کہ ہندوستانی پیداوار یں ہیں اس لئے ان کے نام بھی یہیں پیدا ہوئے تو یہ بھی صحیح نہیں، نہیں کہا جا سکتا کہ جزیرۃ العرب میں یہ اشیا کہیں نہیں ہوتیں، اور اگر اب نہیں ہوتیں تو پہلے کیوں نہ ہوتی تھیں، ممالک کے حالات بدل گئے۔ کشمیر میں سلطان زین العابدین کے عہد میں گنا اور چنا ہوتا تھا، اب نہیں ہوتا۔ اور اگر عرب میں نہیں ہوتیں تو کیا دنیا کے کسی خطہ میں نہیں ہوتیں مشک ہی کو لے لیجئے خطا و ختن کا ہندوستان سے زیادہ اچھا ہوتا ہے پھر ہندوستان کی خصوصیت کا کیا سبب ہے۔

سید صاحب کو اس مضمون کے متعلق والد ماجد مرظلہ نے خط لکھا تھا، سید صاحب نے جواب دیا جرجی زیدان کی کتاب فلسفۃ اللغۃ العربیہ اور ڈاکٹر ارنلڈ کی کتاب سوار السبیل اور اپنی کتب لغات جدیدہ اور لسان العرب وغیرہ کا حوالہ دیا۔ میں مانتا ہوں کہ بعض قدیم اہل لغت اور بعض جدید اہل لغت نے عربی میں بعض زبان کے الفاظ کی نشاندہی کی ہے، لیکن یہاں قرآن شریف کا سوال ہے، اور صرف یہی تین لفظ بحث طلب ہیں، اس کے علاوہ میرا یہ عقیدہ ہے اور میرے نزدیک یہ امر ثابت شدہ ہے کہ عربی زبان ام الالسنہ ہے اسی کے الفاظ تمام زبانوں میں گئے۔ تغیر زمان و مکان سے صورت بدل گئی بعض میں کچھ شباہت رہی بعض اس سے بھی آگے بڑھ گئے۔ پس شباہت کی وجہ سے بعض اہل لغت اور مصنفین کو خیال ہو گیا کہ یہ الفاظ زبان غیر کا سرمایہ ہیں۔ عربی زبان کی وسعت و باقاعدگی بھی اس خیال کی زندہ شہادت ہے۔

بس تنگ نہ کر ناصح مشفق مجھے اتنا　　یا جل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

اس طرح اگر الفاظ کے متعلق تکیں لگائی جائیں تو قرآن مجید میں کثرت سے ہندی، فارسی، انگریزی، چینی وغیرہ زبان کے الفاظ ثابت ہو جائیں گے، لیکن سوائے اس کے کہ یہ ایک مضحکہ انگیز

طریقہ اور بعض اہل لغت کے غلط خیال کی پیروی ہے اور کچھ نہیں۔ قرآن مجید میں لسان عرب کے سوا کسی زبان کا کوئی لفظ نہیں ہے،

اصل حقیقت یہ ہے کہ بعض متقدمین اور ان کی تقلید میں بعض متاخرین کو ہم شکل الفاظ سے مغالطہ ہوا اور انہوں نے عربی لفظ کو جس زبان کا لفظ قرار دیا اس زبان میں اس لفظ کی تحقیقات نہیں کی۔

انہیں تین الفاظ کے متعلق اگر دیکھا جائے تو مشک کو سنسکرت میں سب سے پہلے مرگ مدہ، پھر مرگ نابھ پھر کستوری کہا گیا ہے، موسکا سنہ ۸۰۰ء میں کہا گیا ہے، یہ وہ زمانہ ہے جب سندھ پر مدت سے مسلمان حکمراں تھے۔ اور اطبائے ہند دربار خلافت میں باریاب ہو چکے تھے، اس لئے یہ مسک کی خرابی ہے۔ اسی طرح کافور کو گھنسارہ، چندرہ، ستابرہ کہتے تھے، سنہ ۸۰۰ء کی تصانیف میں کرپورم ہے جو کافور کی خرابی ہے۔

زنجبیل کو اول وشوبھیشج پھر مہوشدھم، پھر ناگرم آخر میں اس کا نام سنٹھی پڑ گیا، اُردو لفظ سونٹھ اسی سے ہے، زرنجابیرا غالباً سنہ ۸۰۰ء کے بعد کہا گیا۔ سنہ ۸۰۰ء کی پہلے کی تصانیف میں موسکا وکرپورم و سنٹھی و زرنجابیرا نہیں ہیں۔

علم وجوہ نظائر۔ اس پر عکرمہ مولیٰ ابن عباس متوفی سنہ ۱۰۵ھ و مقاتل بن سلیمان و علی بن ابی طلحہ سنہ ۱۴۳ھ کی تصانیف تھیں یہ تینوں معاصر تھے، نہیں کہا جاسکتا کہ شرف اولیت کس طرف ہے وجوہ وہ مشترک لفظ جو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے، نظائر باہم موافقت رکھنے والے مرادف و ہم معنی الفاظ۔

علم ادوات یعنی حروف اور ان کے ہم شکل اسماء، افعال اور اسماء ظرف کا علم
علم ضمائر۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی علی احمد بن جعفر دینوری متوفی سنہ ۲۸۹ھ کی ہے
علم تذکیر و تانیث۔
علم تعریف و تنکیر۔
علم افراد و جمع۔ اس پر سب سے پہلی تصنیف شیخ ابوالحسن سعید بن مسعدہ الاخفش الاوسط سنہ ۲۱۱ھ کی ہے۔
علم الفاظ مترادفہ۔
علم محکم و متشابہ۔ متشابہ وہ آیات جو مختلف المعانی ہیں محکم اس کا عکس۔ اس پر

پہلی تصنیف شیخ برہان الدین ابوالقاسم محمود بن حمزہ بن نصر کرمانی معروف تاج القرا سنہ ۵۰۰ھ کی ہے

علم مقدم و مؤخر۔ ان آیتوں کا علم جن میں کلام کی تقدیم و تاخیر ہے۔

علم خاص و عام۔ عام وہ لفظ جو بغیر کسی حصر اور شمار کے اپنے مناسب معانی کا استغراق کرے، خاص اس کے خلاف۔

علم کنایات و تعریض۔

علم حصر و اختصاص۔ مخصوص طریق سے کسی امر کو کسی امر کے ساتھ خاص کرنا یا کسی امر کے لئے کوئی حکم ثابت کرنا۔ اس کے ماسوا سے اس حکم کی نفی کرنا حصر کہلاتا ہے۔ حصر کو قصر بھی کہتے ہیں۔

علم ایجاز و اطناب۔ اس پر پہلی تصنیف امام سیوطی سنہ ۹۱۱ھ کی ہے۔

علم خبر و انشاء۔

علم بدایع۔ یعنی مجاز۔ ارداف، تمثیل وغیرہ اس پر سب سے پہلی تصنیف شیخ ابو محمد قاسم ابن اصبغ قرطبی سنہ ۳۴۲ھ کی ہے۔

علم فواصل ایات جس طرح شعر کے آخری لفظ کو قافیہ اور سجع کے آخری لفظ کو قرینہ کہتے ہیں اسی طرح آیت قرآن کا آخری کلمہ فاصلہ کہلاتا ہے۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ محمد ابن یزید واسطی سنہ ۳۰۶ھ کی ہے۔

علم فواتح یعنی سورتوں کا افتتاح کس نوع سے ہوا۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو محمد قاسم بن اصبغ قرطبی سنہ ۳۴۲ھ کی ہے۔

علم خواتم یعنی سورتوں کا اختتام کس نوع سے ہوا۔

علم مناسبۃ یعنی آیتوں اور سورتوں میں باہم کیا مناسبت ہے۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی الفرج محمد بن علی ہمدانی متوفی سنہ ۳۴۲ھ کی ہے۔

علم آیات متشابہات اس پر پہلی تصنیف امام کسائی سنہ ۱۸۹ھ کی ہے۔

علم اعجاز قرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ محمد بن یزید واسطی سنہ ۳۰۶ھ کی ہے۔

علم استنباط علوم۔ اس پر پہلی تصنیف قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی متوفی سنہ ۵۴۳ھ کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں ستر ہزار علوم ہیں۔

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے　　　آنکھوں والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے

ڈاکٹر موریس فرانسیسی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں طیار کی ہیں۔ انمیں سب سے بہترین کتاب ہے۔ اس کے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے لئے فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے۔ قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب، شائقین علم لغت کے لئے ذخیرہ لغات، شعراء کے لئے عروض کا مجموعہ، اور شرائع و قوانین کا عام انسائیکلوپیڈیا ہے مسلمانوں کو اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں، اس کی فصاحت و بلاغت انہیں سارے جہان کی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز کئے ہوئے ہے۔ یہ واقعی بات ہے اور اسکی واقعیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشا پردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں، اس کے عجائب ہیں جو روز بروز نئے نئے نکلتے رہتے ہیں اور اس کے اسرار ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتے (لا یار ول)

مسلمان جب قرآن و حدیث میں غور کریں گے تو اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج اسمیں پائینگے۔ (ایک مسیحی نامہ نگار اخبار وطن مصر منقول از تاریخ الحدیث ط ۴۰) ۔

میرا کیا منہ ہے کہ علوم قرآن کے متعلق کچھ لکھ سکوں یہ کام ایک متبحر فاضل محدث و مفسر کا ہے اس قسم کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں کہ قرآن مجید سے کس کس طرح کن کن علوم کا استنباط کیا جاتا ہے اور کون کون علوم موجود ہیں میری تحقیقات و معلومات اس معاملہ میں بمنزلہ صفر کے ہیں۔ بطور نمونہ اشارۃً چند علوم کا ذکر کرتا ہوں۔

علم حساب۔ اس علم کے اصول میں دو چیزیں ہیں عدد صحیح، عدد مکسر۔ جو عدد صحیح ہیں وہ حساب میں یا جمع کی صورت میں ہیں۔ یا تفریق کی یا ضرب یا تقسیم یا تنصیف، یا تضعیف کی صورت میں باقی قواعد انہیں کی فروع ہیں۔

تفریق۔ عَاشَ فِیْہِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا۔ انمیں زندہ رہا پچاس کم ایکہزار برس

۱۰۰۰
۵۰
———
۹۵۰

ضرب۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ الخ

تقسیم۔ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْۤ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ الخ

علم تعبیر رؤیا۔ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا الخ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا ۔پ ۲۶۔

علم بدیع۔ صنعت مراعاۃ النظیر اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۔

صنعت عکس۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۔

علم عروض۔ بحر رمل۔ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن)

بحر متقارب۔ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۔ (فعلن فعلن فعولن فعولن)۔

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۔

علم الامثال۔ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ،

علم القیافہ۔ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ ۔

علم صرف۔ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۔ دسّاہا کی اصل دسس ہے جب کوئی حرف ایک صورت کے جمع ہوں تو تخفیفاً ایک کو بدلنا کسی دوسرے حرف سے منجملہ حرف ابدال کے بہتر ہوتا ہے لہذا ایک سین کو الف سے بدلا۔

علم الرجال۔ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۔

علم اخلاق۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

باقی علوم سیاست مدن، تدبیر منزل، جغرافیہ، تاریخ، نجوم وغیرہ سب موجود ہیں۔ اخلاق و تاریخ بہت زیادہ ہے، اور اخلاق کی ہر طرح مکمل تعلیم ہے۔

اخلاقی احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں (پریچنگ آف اسلام ڈاکٹر آرنلڈ)

قرآن کی عبارت نہایت فصیح و بلیغ اور مضامین عالی ولطیف ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امین ناصح نصیحت کر رہا ہے۔ اور کوئی حکیم فلسفی حکمت بیان کر رہا ہے (ڈاکٹر فرک مورخ جرمنی)

اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایسا درجہ موجود ہے جو کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا (لایف آف محمد سر ولیم میور)

دنیا کی ملکی، مذہبی اور تمدنی ہدایتوں کے لئے کافی ہے ہم حیران ہیں کہ ایسا عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام کس طرح قائم کیا گیا (موسیو اوجس کلرفل)

پروردگار عالم نے ان کو (مسلمانوں کو) قانون مکمل صورت میں مرحمت فرمایا ہے۔

(شرح دہرم ساشتر مصنفہ لالہ جگیانتھ)

قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانہ کے لئے اسقدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں

خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں اور ریگستانوں اور شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے۔ (ڈاکٹر سموئیل جانسن)

قرآن انتہائی لطیف اور پاکیزہ زبان میں ہے۔ اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں بنا سکتا، یہ لازوال معجزہ جو مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے (ڈاکٹر سیل)

قرآن ایسا جامع اور روح افزا پیام ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلہ میں بمشکل کوئی بیان پیش کر سکتی ہیں۔ (پروفیسر دویجا داس)

ڈاکٹر اسٹین لی لین پول نے لکھا ہے کہ قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی، اصول نیت اور علوم حقائق سکھلائے (گائیڈنس آف ہولی قرآن)

پروفیسر ہربرٹ وایل نے لکھا ہے کہ قرآن اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا ہے قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی، جن اشخاص نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانون ہدایت ہے، انسانی زندگی کی کوئی سی شاخ لے لیجئے ناممکن ہے کہ اس شعبہ میں اس کی تعلیم رہنمائی نہ کرتی ہو۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھدار آدمی بیک وقت دنیاوی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔

(لکچرز ان اسلام)

مسٹر جان ڈیون پورٹ نے تحریر کیا ہے:۔ اس مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کے لئے ہدایت کی ہے، اور دوسری طرف دنیاوی ترقی کے بیش بہا اصول تعلیم کئے ہیں (دی گریٹ ٹیچر)

ڈاکٹر لڈھیٹ کرنل رقمطراز ہیں:۔ قرآن میں عقائد، اخلاق اور ان کی بنا پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے۔ اس میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیادیں بھی رکھ دی گئی ہیں تعلیم عدالت حربی، انتظامات مالیات اور نہایت محتاط قانون ہے۔

ڈاکٹر راوڈیل رقمطراز ہیں:۔ اس کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعہ زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں، اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو عملی قوتوں کا سرچشمہ ہیں۔

ڈاکٹر لڈھیٹ کرنل لکھتے ہیں، قرآن میں عقائد و اخلاق کا مکمل باضابطہ قانون موجود ہے، وسیع جمہوریت، رشد و ہدایت، انصاف و عدالت، فوجی تنظیم و تربیت اور مالیات اور غرباء کی

حمایت اور ترقی کے اعلیٰ آئین موجود ہیں۔

موسیو اوجین کلائن لکھتے ہیں:۔ قرآن مذہبی قواعد و احکام ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ اس میں اجتماعی اور سوشل احکام بھی موجود ہیں جو انسان کی زندگی کے لیے بہر حال مفید ہیں

اپالوجی فار محمد اینڈ قران میں ہے:۔ قرآن میں قواعد دیوانی، فوجداری، سلوک باہمی پائے جاتے ہیں، مسائل نجات روح، حقوق رعایا، حقوق شخصی و نفع رسانی خلائق وغیرہ وغیرہ

یہ تمام حوالے والد ماجد مدظلہ کی تصانیف باطل شکن، معجزات اسلام، میزان التحقیق و غازیان ہند سے نقل کئے گئے ہیں۔

علم مجمل و مبین۔ مجمل وہ جس کی دلالت واضح نہ ہو۔ مبین اس کے خلاف۔

علم ناسخ و منسوخ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو عبیدہ قاسم بن سلام ۲۲۴ھ کی ہے

علم آیات محتملہ یعنی اختلاف و تناقض کا وہم پیدا کرنے والی آیات، اس پر پہلی تصنیف محمد بن مستنیر قطرب بصری کی ہے (۲۰۶ھ کے بعد وفات پائی)

علم قرآن مطلق و قرآن مقید۔ مطلق وہ جو بغیر کسی قید کے ماہیت پر دلالت کرے، مقید اس کے خلاف۔

علم قرآن منطوق و قرآن مفہوم۔ منطوق جس معنی پر لفظ کی دلالت محل نطق میں ہوتی ہے اگر وہ لفظ ایسے معنی کا فائدہ دیتا ہے کہ اس معنی کے سوا دوسرے معنی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا تو وہ نص کہلائیگا۔ مفہوم لفظ کی دلالت معنی پر محل نطق میں نہ ہو بلکہ اس سے خارج ہو۔

علم وجوہ مخاطبات۔ یعنی قرآن میں کس وجہ سے خطاب کیا گیا۔ اس پر پہلی تصنیف کتاب النفیس نام ابن جوزی ۵۹۷ھ کی ہے، ابن جوزی نے پندرہ وجوہ بیان کئے ہیں اور بعض نے بیس سے زائد۔

علم حقیقۃ و مجاز۔ حقیقت یہ کہ الفاظ اپنے موضوع معنوں پر باقی ہوں مجاز اس کے خلاف، اس پر پہلی تصنیف شیخ عزالدین بن عبد السلام متوفی ۶۶۰ھ کی ہے۔

علم تشبیہ و استعارات، شیخ ابوالقاسم بن عبد اللہ بن عبد الباقی بن محمد بن حسین معروف ابن باقیا ۴۸۵ھ نے اس پر کتاب لکھی۔ اس کتاب کا نام الجمان ہے۔

علم امثال القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو عبدالرحمن محمد بن حسین السلمی نیشاپوری ۴۱۲ھ کی ہے۔

علم اقسام القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابوالحسن علی بن الحسن باقولی ۵۳۵ھ کی
علم طرق مجادلہ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ نجم الدین طرفی کی ہے۔
علم اسماء وکنیت یعنی قرآن میں کون کون سے اسماء وکنیت والقاب آئے ہیں۔
قرآن میں پچیس انبیاء ومرسلین کے نام آئے ہیں۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ اسماعیل ضریر کی ہے
علم مبہمات قرآن۔ اس پر پہلی تصنیف سہیلی اور شیخ ابی عبداللہ محمد بن احمد زہری ۶۱۷ھ
کی کتاب ہے۔
علم من نزل فیہم القرآن۔ ان لوگوں کے نام کا علم جن کے بارہ میں قرآن نازل ہوا۔
اس پر پہلی تصنیف شیخ اسماعیل ضریر کی ہے۔
علم فضائل قرآن اس پر سب سے پہلے امام شافعی ۲۰۴ھ نے کتاب لکھی
علم فاضل وافضل یعنی کون سی آیات کن آیات سے افضل ہیں۔
علم مفردات قرآن اسپر پہلی تصنیف شیخ محی الدین محمد بن علی معروف ترزان حنفی کی ہے
علم خواص قرآن اسپر شیخ ابوسعید عبدالقاہر بن طاہر التیمی ۴۲۹ھ وحکیم ابی عبداللہ
التیمی کی کتابیں ہیں۔
علم رسم المصحف اسپر شیخ ابی عمر عثمان بن کید الدانی ۴۴۴ھ کی کتاب ہے اس
کتاب کا نام الاقتصاد ہے۔
علم معرفت تفسیر وتاویل۔
علم آداب وشروط مفسرین اسپر پہلی تصنیف علامہ ابن جوزی ۵۱۳ھ کی ہے،
علم اسرار الحروف۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ محی الدین محمد بن علی بن عربی ۶۳۸ھ
کی ہے، اس کتاب کا نام المبادی الغایات فی اسرار الحروف المکنونات ہے۔
علم اعراب القرآن۔ شیخ ابوالاسود دیلی تابعی ۶۰ھ نے اسپر پہلے تصنیف کی۔
علم علوم القرآن اسپر پہلی تصنیف شیخ بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ زرکشی
۷۹۴ھ کی ہے۔
علوم قرآن کی انواع تین سو سے زیادہ ہیں، امام سیوطی نے ان کو اسی میں محدود کیا ہے۔
اوّل نزول کے جگہوں اور اس کے اوقات وتاریخ کا بیان اس میں بارہ نوع ہیں۔
مکی۔ مدنی۔ سفری، حضری، فراشی، لیلی، نہاری، صیفی، شتائی۔ اسباب نزول، جو پہلے نازل

ہوئیں جو آخر میں نازل ہوئیں۔

دوم سند کا بیان اسکی چھ قسمیں ہیں۔ متواتر، آحاد، شاذ، نبی کی قرائتیں۔ رواۃ۔ حفاظ

سوم ادا کا بیان، اسکی چھ نوع ہیں۔ وقف، ابتدا، امالہ، مد، تخفیف ہمزہ، ادغام،

چہارم الفاظ کا بیان، اس کے سات نوع ہیں۔ غریب، معرب، مجاز، مشترک، مترادف، تشبیہ، استعارہ۔

پنجم احکام سے تعلق رکھنے والے معانی کا بیان۔ اس کے چودہ انواع ہیں۔

عام جو عمومیت پر باقی رہتا ہے، عام مخصوص وہ عام جس سے کوئی خصوص مراد ہو۔

وہ امر جس میں کتاب نے سنت کو خصوصیت دی ہو۔

وہ امر جس میں سنت نے کتاب کی تخصیص کی ہو۔

مجمل، مبین، مفہوم، مطلق، مقید، ناسخ، منسوخ، مؤول۔

ناسخ و منسوخ میں ایسے احکام بھی شامل ہیں جن پر ایک مدت معین تک عمل کیا گیا ہو اور ان پر عمل کرنے والا کوئی مکلف شخص رہا ہو۔

ششم اُن معانی کا بیان جو الفاظ سے متعلق ہیں۔ اس کی پانچ نوع ہیں۔ فصل، وصل ایجاز، اطناب، قصر یہ سب مل کر پچاس ہوئے۔

اسماء۔ کنیتیں۔ القاب، مبہمات یہ ان کے علاوہ ہیں۔

علم قراءۃ۔ ابو عبید قاسم بن سلام اور قرارت سبعہ میں کتاب السبعہ تصنیف ابن مجاہد احمد ابن موسیٰ مقری بغدادی متوفی ۳۲۴ھ کی ہے

علم طبقات المفسرین۔ اس پر پہلی تصنیف امام سیوطی ۹۱۱ھ کی ہے۔

علم احکام القرآن۔ اس میں پہلی تصنیف امام شافعی ۲۰۴ھ کی ہے۔

علم آداب کتابۃ مصحف۔

علم قواعد تفسیر۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی حفص نجم الدین بن محمد النسفی حنبلی متوفی ۵۳۷ھ کی ہے۔

علم سجود القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الحربی ۲۸۵ھ کی ہے

علم شواذ فی القراءت۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی العباس احمد بن یحییٰ معروف بثعلب ۲۹۱ھ کی ہے۔

علم ترتیب سور۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو الفرج محمد بن علی المقری الہمدانی سنہ ۴۹۰ھ کی ہے۔

علم المتواتر والمشہور

علم مشکل القرآن۔ اس پر شیخ ابی محمد مکی بن ابی طالب سنہ ۴۳۷ھ نے پہلے تصنیف کی۔

علم مصادر القرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ ابراہیم بن یزیدی سنہ ۲۲۵ھ کی ہے۔

علم سابق ولاحق اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی امامہ بن النقاش محمد بن علی بن عبد الواحد الدکانی سنہ ۳۶۳ھ کی ہے۔

علم فضائل القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی العباس احمد بن محمد الثعلبی سنہ ۴۲۹ھ کی ہے

علم وقوف النبی ﷺ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عیسیٰ مغربی کی ہے

علم الفصول والغایات فی معارضۃ السور والآیات اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی العلاء احمد بن عبد اللہ المعری سنہ ۴۴۹ھ کی ہے

علم التراجم۔ اس پر پہلی تصنیف امام شاہفور سنہ ۴۷۱ھ کی ہے

علم التاویل۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ محمد بن بحر اصفہانی سنہ ۳۲۲ کی ہے۔

علم التلاوۃ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ عبد اللہ بن اسعد یافعی سنہ ۷۶۸ھ کی ہے۔

علم اختلاف المصاحف۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی سنہ ۲۴۸ھ کی ہے۔

تأویل

الفاظ کے چند محتملہ معنوں میں سے بقرائن قویہ ایک کی طرف رجوع کرنے کو تاویل کہتے ہیں

تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک صحیح، دوسری باطل،

صحیح وہ جس کا تعلق الفاظ سے ہو اور الفاظ ان معانی کے محتمل ہوں اور وہ اصول اسلام اور سلف صالحین کے اقوال کے موافق ہوں۔ یہ ایک خاص ملکہ ہے جو ممارست علوم اور تقویٰ اور طہارت کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔

باطل وہ ہے جو ظاہر الفاظ قرآن سے نہ سمجھی جائے یا حدیث و اقوال سلف صالحین کے مخالف ہو،

اس کو تحریف بھی کہتے ہیں۔

چار گروہ

حضور علیہ السلام آیات قرآنی کی خود تفسیر فرماتے تھے، اور آپ کے عہد میں جو صحابہ تعلیم پر مامور تھے وہ تفسیر و تشریح کرتے تھے حضور نے جو ارشادات فرمائے، اُن کا کثیر حصہ حضور کے عہد میں ضبط تحریر میں آ گیا تھا۔ صحابہ و تابعین کے اقوال بھی لکھے گئے۔

قرن اوّل سے تفسیر کے نام سے علیحدہ تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور اس وقت تک حسب ضرورت و موقع علما تفسیریں مرتب کرتے رہے۔ لیکن مدت دراز تک حدیث و تفسیر و فقہ حفظ قرآن یہ تمام خدمات اجتماعی طور پر انجام دیتے رہے۔ پھر یہ اسلامی خدمات انجام دینے والے چار گروہ پر منقسم ہو گئے۔ اگرچہ ان تمام خدمات کیلئے تمام علوم پر حاوی ہونا ضرور تھا، مگر جس فن میں جسکو زیادہ انہماک اور ملکہ تھا وہ اسی سلسلہ میں شمار کیا گیا۔

ایک گروہ نے صرف الفاظ و عبارت قرآن کی خدمت حفاظت کی یہ حافظ قاری صاحب تجوید مشہور ہوئے۔

ایک گروہ نے اپنی ہمت خدمت حدیث پر صرف کی یہ محدث کہلائے

ایک گروہ نے آیات و احادیث سے مسایل کا استنباط کیا یہ فقیہ مشہور ہوئے

ایک گروہ نے قرآن کا ترجمہ و تشریح بالترتیب کی یہ مفسر کہلائے۔

حدیث

حدیث قول و فعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں۔ آپ کا جو فعل اور قول صحت کے ساتھ ثابت ہے وہ ہر طرح لایق حجت ہے۔ صحابہ کرام اور ائمہ اسلام نے نہایت احتیاط اور سخت جانکاہ کے بعد حدیثوں کے مراتب مقرر کئے ہیں۔ اور اسکی جانچ کے لئے اصول روایت و اصول درایت ایسے قائم کئے ہیں کہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔

حدیثوں کو اس احتیاط سے بیان کیا ہے کہ ایک حرف آگے پیچھے نہیں ہونے دیا بلکہ اس اشارہ کو بھی محفوظ رکھا ہے جو حضور نے بوقت ارشاد کیا۔ اور اس قسم کا نام مسلسل بالاشارہ قرار دیا ہے راویوں کی جانچ کے لئے ایک بڑا بھاری فن اسماء الرجال مرتب ہو گیا ہے، فی الحقیقت

نظام شمسی کی جملکت میں یہ ایک ایسا بے نظیر واقعہ ہے کہ جس کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی
محدثین علیہم الرحمۃ نے احادیث اور روایات کی جانچ پڑتال کرتے وقت راویوں کے کثرت عبادت
یا قائم اللیل یا صائم الدہر ہونے یا ان کے تبحر علمی ان کی ولایت و زہد و تقویٰ یا امارت و ریاست
بلکہ فقاہت و مجتہدانہ جلال و شکوہ سے نہ مرعوب ہوتے ہوئے سب کے عیب و سوال کھول کر
رکھ دئے۔ اور اس میں اس درجہ احتیاط کی کہ اگر کوئی شخص چالیس برس کی عمر تک صحیح و تندرست
رہا اور اس کے بعد وہ نسیان یا کسی اور مرض میں مبتلا ہو گیا تو اس کے تذکرہ میں تفصیل کے ساتھ
اس کو بیان کر دیا۔ اور عہد صحت اور زمانہ علالت کی روایات کو جداگانہ اقسام میں شامل کیا گیا
غرض یہ ایسا ضروری اور عظیم الشان فن ہے کہ جو تمام شکوک و شبہات کا ازالہ کر دیتا ہے۔
مشہور محقق ڈاکٹر اسپرنگر نے لکھا ہے کہ کوئی قوم دنیا میں نہ ایسی گذری اور نہ آج تک موجود
ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج
پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہے (انگریزی مقدمہ اصابہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء)
راویوں کے درجات کے بیان میں ہم نے اس کے متعلق لکھ دیا ہے باقی مفصل تاریخ الحدیث میں ہے
غرض صحیح اور لائق حجت وہ حدیث ہے جو اصول الروایۃ و اصول الدرایۃ کے ذریعہ صحیح ثابت
ہو اور ان علوم کے ذریعہ سے اس کو جس قسم میں شامل کیا جائے گا، اسی درجہ پر اس کا اثر ہو گا۔
محدثین نے کتب صحاح میں اور دیگر کتب میں بھی حدیثوں کے ساتھ ان کے اقسام بھی بتا دئے
ہیں، موضوع اور جعلی حدیثوں کو بھی علیحدہ جمع کر دیا ہے۔
مفسرین میں سے بعض نے صحیح روایات کے جمع کرنے کی سعی کی ہے، بعض نے ہر قسم کی روایات
لی ہیں کہ مطالعہ کرنے والوں کے پیش نظر ہر قسم کا مواد ہو جائے۔ بعض موضوع اور ضعیف روایتوں
کو دیکھ کر ہندوستان کا کم علم گروہ سہی کا منکر ہو گیا ہے، اور بعض بے علم مفسرین ہند نے اپنی مرضی
کے موافق پاکر ضعیف و موضوع روایات اور عجیب عجیب قصص و حکایات کو شامل تفسیر کر دیا ہے
ایسی تفسیروں سے غیر مسلم معترضین کو بہت مدد پہونچی ہے، اس لئے ہم نے اس تاریخ میں کسی قدر
اصول روایت و اصول درایت اور حدیث کے متعلق مختصر بیان شامل کئے ہیں کہ اگر کوئی تاریخ حدیث
نہ دیکھے اور صرف اس تاریخ کو مطالعہ کرے تو اس کو معلوم ہو جائے کہ اسلام میں کس قسم کی روایات
مقبول اور لائق سند ہیں اور کس قسم کی قابل رد ہیں اور مفسرین کے تمام اقوال و روایات و حکایات
کی ذمہ داری اسلام پر نہیں ہے بلکہ اس کا جواب وہ خود مفسر ہے اسلام پر اعتراض نہیں حدیثوں کے

ذریعہ کیا جا سکتا ہے کہ جو ائمہ خمسہ کے قواعد کے موافق نہ ہوں۔

اُصول درایت

اصول روایت سے تو حدیث بیان کرنیوالے کی جانچ ہوتی ہے کہ راوی راستگو ہے یا دروغ گو، صحیح الدماغ ہے یا نسیان وغیرہ امراض میں مبتلا ہے، ذی علم ہے یا کم علم، صاحب فہم ہے یا سادہ لوح، خوش عقیدہ ہے یا بدعتی، نیک کردار ہے یا عصیاں شعار۔ لیکن اس سے متن کی غلطی کا ارتفاع نہیں ہوتا، متن کی جانچ کے لئے اصول درایت ہیں جو سو سے زائد ہیں، جو حدیث ان سب پر ٹھیک اُترے وہ صحیح ہے ورنہ جس درجہ اس میں کمزور ہوگی اسی درجہ میں کم رتبہ سمجھی جائے گی۔

اصول درایت قرآن و حدیث اور تعامل صحابہ سے ماخوذ ہیں، ائمہ نے انکی تشریح و توضیح کی ہے صحابہ کرام کے عہد میں اصول درایت کے مدارج قائم ہو گئے تھے، کیونکہ اختلاف مدارج کا جو اثر احکام پر پڑتا ہے وہ ان کی اجتہادی رایوں سے ثابت ہے، مگر کوئی تصنیف و تالیف نہیں ہوئی تھی لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان اصول کے سختی سے پابند تھے،

درایت اصل میں تو ایک ملکہ ہے جو ایک فن میں تبحر اور مہارت کاملہ کے بعد پیدا ہو جاتا ہے ماہرین فن کا قول ہے ان للحدیث ضوءا کضوء النہار تعرفہ وظلمۃ کظلمۃ اللیل تنکرہ (حدیث کا نور دن کی طرح ہے، تو اسے پہچان لے گا، اور موضوع کی تاریکی رات کی طرح ہے تو اس سے خود انکار کردیگا) سے

شناسندہ گر نیست شوریدہ مغز | نہ بیرہ شناسد نہ دینار نغز
حدیث از معایب بود گر تہی | درخشندہ می باشد از فرہی
از و تابد انوار پیغمبری | چو نور از مہ و تابش از مشتری

حقیقت میں فن روایت کی ممارست سے ایک ملکہ یا ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس سے تمیز ہو جاتی ہے کہ یہ قول و فعل رسول ہے یا نہیں۔ اصول درایت کے متعلق ہم نے تاریخ الحدیث میں مفصل لکھا ہے اور وہی اصل موقع اس بیان کا تھا۔ یہاں صرف ضرورتاً چند خاص خاص اصول لکھے جاتے ہیں۔

(۱) جو حدیث قرآن کی عبارت النص کے خلاف ہو صحیح نہیں۔

(۲) جو حدیث، حدیث متواتر کے خلاف ہو صحیح نہیں۔

(۳) جو حدیث ایسے مشہور تاریخی واقعہ کے خلاف ہو جو متواتر کا حکم رکھتا ہے قابل عمل نہیں ہے۔

(۴) جو حدیث مشاہدات کے خلاف ہو لائق حجت نہیں۔

(۵) جو عقل کے خلاف ہو قابل قبول نہیں۔

خلاف عقل سے یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص کی عقل کے خلاف ہو بلکہ ماہرین فن حدیث اس کو خلاف عقل قرار دیں۔

(۶) جس حدیث میں رکاکت لفظی ایسی ہو کہ قواعد عربیہ کی رو سے مستحسن نہ ہو اور رکاکت معنی ایسی ہو کہ وقار نبوت کے خلاف ہو صحیح نہیں۔

(۷) جو حدیث حیات کے خلاف ہو قابل تسلیم نہیں۔

مگر تمام اصولوں میں یہ شرط ہے کہ ایسی حدیثوں کے لفظوں، جملوں اور عبارتوں میں قواعد عربیہ متعارفہ یا اس کے معنوں میں دیگر بے طرفدار علوم کے ذریعہ سے تاویل کر کے تطابق دینا ناممکن ہو تو ناقابل حجت ہیں۔ اور اگر تطابق ممکن ہے تو قابل حجت ہیں، مگر یہ کام متبحر فضلا کا ہے۔

طبقات رواۃ

ہمارے سلف صالحین اور ہمارے اماموں نے حدیثوں کی جانچ پڑتال کے لئے علم اصول روایت اور علم اصول درایت ایجاد کئے ہیں، ان علوم کی حیانت و امداد کے لئے اور بہت سے علوم ہیں، ان تمام علوم کی کسوٹی پر جب راویوں اور روایتوں کو پرکھا گیا تو حدیثوں اور راویوں کی بہت سی قسمیں قرار پائیں، ہر راوی اور ہر روایت کا اثر اس کے رتبہ کی موافق مانا گیا ہے، روایتیں ضعیف بھی ہیں قوی بھی، جھوٹی بھی ہیں، سچی بھی ہیں۔ اسی طرح راوی بھی ہر قسم کے ہیں۔

روایتوں اور راویوں کے اقسام کو ہم نے تاریخ الحدیث میں مفصل ذکر کیا ہے، یہاں مجمل طور پر اس قدر کہنا کافی ہے کہ راویوں کے چار درجے ہیں۔ اول۔ دوم، سوم۔ چہارم

(درجۂ اول) وہ لوگ جو نہایت متقی، متدین، متشرع، قوی الحافظہ، ماہر علوم، ذکی و فہیم، عادل و ضابط تھے، بدعتی نہ تھے۔

(درجہ دوم) جو لوگ تمام اوصاف میں مثل درجہ اول کے تھے مگر حافظہ میں اُن سے کم تھے

(درجہ سوم) وہ لوگ جو متدین، متشرع، متقی تھے، مگر فہم و فراست میں مثل درجہ اوّل و دوم کے نہ تھے،

(درجہ چہارم) اس درجہ میں کئی قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) ایک وہ جو متدین و متشرع تھے مگر کمی فہم و فراست کی وجہ سے مناقب و مثالب ترغیب و ترہیب کے لئے حدیثوں میں تغیر و تبدل کرنا اور حدیث بنانا جائز سمجھتے تھے،

(۲) وہ لوگ جو کمی فہم و فراست سے شیخ کے الفاظ کو روایت بالمعنی سمجھکر حدیث سمجھ لیتے تھے

(۳) وہ لوگ جو اپنے فروعی مسایل کی تائید کے لئے اپنے اساتذہ کے الفاظ کو شامل حدیث کر لیتے تھے۔

(۴) وہ لوگ جو دنیوی عزو جاہ کے لئے حدیثوں میں تغیر کر لیتے تھے، یا نئی حدیث بنا لیتے تھے،

(۵) وہ دشمنان اسلام جو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے حدیثوں میں تغیر کرتے تھے اور حدیثیں بناتے تھے،

کتب حدیث

حدیث کی کتابوں کے طبقات مقرر ہیں، ہر کتاب کی حدیث اس کے طبقہ ہی کے موافق قابل اعتماد قرار دیجائے گی۔

طبقہ اوّل۔ موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، آخرالذکر دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں، ان کتابوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ صحیح ہیں، ان کو صحیح باعتبار غلبیت کہا جاتا ہے۔ قرون ثلاثہ میں امام شافعی نے موطا امام مالک کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے، قرون ثلاثہ کے بعد جماعت کثیر علماء نے صحیح بخاری کو یہ لقب دیا ہے، علماء مغاربہ (افریقہ والے) نے صحیح مسلم کا یہ خطاب قرار دیا ہے، اتفاق اس پر ہے کہ صحیح بخاری اصح الکتب ہے۔

صحیحین کی شان یہ ہے کہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جو حدیثیں مرفوع متصل ہیں۔ وہ سب یقیناً صحیح ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے اپنے مصنفین تک متواتر ہیں۔

ان تینوں کتابوں میں قریب دو ثلث کے درجہ اوّل و دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں جن کا زیادہ تعلق احکام سے ہے۔ اور ایک ثلث درجہ سوم کے راوی ہیں۔ مگر درجہ چہارم کے راوی نہیں۔

طبقۂ دوم - جامع ترمذی، سنن ابی داؤد - سنن نسائی - مسند امام احمد بن حنبل، مؤطا امام محمد - جامع الاصول لابن اثیر۔

اوّل الذکر تینوں کتابوں میں قریب نصف کے درجہ سوم کے راویوں کی روایتیں ہیں، باقی نصف میں سے دو ثلث میں درجہ اوّل و دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں - اور ایک ثلث میں درجہ چہارم کے قسم دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں۔

باقی کتب میں درجہ سوم کے راویوں کی روایتیں نصف سے کچھ زیادہ ہیں۔

طبقۂ سوم - سنن ابن ماجہ، مسند شافعی، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ مسند ابی داؤد طیالسی، مسند دارمی، مسند ابی یعلی، مسند عبد بن حمید، سنن دارقطنی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، کتب بیہقی، کتب طحاوی، تصانیف طبرانی، سنن سعید بن منصور، مسند حارث، سنن مسلم، مسند بزار - معجم ابن قانع، مسند امام اعظم۔

ان کتابوں میں ایک ثلث سے کم درجہ اول و دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں اور ایک ثلث سے زیادہ درجہ سوم کی - اور ایک ثلث درجہ چہارم کی قسم دوم کے انھیں سے باعتبار روایات بعض کتابیں ایک دوسرے سے قوی مانی گئی ہیں۔

طبقۂ چہارم - کتاب الضعفا لابن حبان، کتاب الضعفا للعقیلی، تصانیف حاکم، کتاب الکامل لابن عدی، تصانیف ابن مردویہ، تصانیف خطیب، تصانیف ابن شاہین، تفسیر ابن جریر، تصانیف فردوس دیلمی، تصانیف ابن نعیم، تصانیف جوزقانی، تصانیف ابن عساکر۔ تصانیف ابوشیخ، تصانیف ابن نجار - اور بہت سی کتابیں ہیں جو اسی طبقہ میں شامل ہیں - مثل طبقات کبری واقدی، تاریخ طبری، سیرت شامی، ابوالفدا، مسعودی، مواہب لدنیہ، زرقانی شرح مواہب، تاریخ الخمیس، خصائص کبری، دلائل نبوت، روضۃ الاحباب، مدارج النبوت، نزہتہ المجالس، مسارۃ الاخیار، سیرت حلبیہ، تاریخ کامل، شواہد نبوت، معارج نبوت، دلائل ابونعیم، ابن خلدون، ابن خلکان، شرح اربعین۔

ان میں سے بعض کتابیں ایک دوسرے سے باعتبار روایات قوی مانی گئیں ہیں - اس طبقہ کی کتابوں میں قریب ایک ثمن کے درجہ اول دوم کی اور قریب دو ثمن کے درجہ سوم کی، باقی پانچ ثمن میں درجہ چہارم کے ہر قسم کے راویوں کی روایتیں ہیں۔

یادداشت

مسند بزاز - ابوبکر احمد بن عمرو بزار (بزار مینساری) متوفی سنہ ۲۹۲ھ کی تصنیف ہے، اس میں اکثر غلطیاں ہیں۔

صحیح ابن خزیمہ - ابوعبداللہ محمد اسحاق بن خزیمہ متوفی سنہ ۳۱۱ھ کی تصنیف ہے، ابن خزیمہ نے تمام صحیح حدیثوں کو جمع کرنے کا بیڑا اُٹھایا تھا مگر پورا نہ کرسکے، اور نہیں کہا جاسکتا کہ جو کچھ کیا ہے وہ کس حد تک قابل سند ہے، چونکہ یہ کتاب ان کے شاگرد ابن حبان کے ذریعہ سے پہونچی اور ابن حبان کے عقاید پر لوگوں کو شبہ تھا۔ اس لئے سند قبول نہ پاسکی۔ اس کا وہ نسخہ جو حافظ ابن حجر کے کتب خانہ میں تھا، اب جرمن کے کتب خانہ میں ہے۔ خدا کی شان مسلمانوں کے دین کا علمی خزانہ نصرانیوں کے قبضہ میں ہے اور وہ اس کے قدردان و محافظ ہیں ؎

غنی روز سیاہ پیر کنعان را تماشا کن ‌ ‌ ‌ ‌ که نور دیده اش روشن کند چشم زلیخا را

تصانیف ابن مردویہ - شیخ ابوبکر احمد بن موسیٰ اصفہانی متوفی سنہ ۴۱۰ھ کی تصانیف بہت غیر معتبر ہیں۔

نوادر الاصول - حکیم ترمذی متوفی سنہ ۵۰۵ھ کی تصنیف ہے، اس میں غیر معتبر روایتیں بہت ہیں، بعض مناظرین فرق ضالہ اہل حق کو اس کی روایتیں پیش کرکے دہوکہ دیتے ہیں کہ یہ امام ترمذی کی روایت ہے،

فردوس الاخبار - فردوس دیلمی متوفی سنہ ۵۰۵ھ کی تصنیف ہے، حدیثوں کو باعتبار حروف تہجی لکھا ہے یعنی جو حرف حدیث میں اول آیا ہے اس کو لیا ہے، یہ اسی طرز کے موجد ہیں اس کتاب میں موضوع حدیثیں بہت ہیں۔

.. ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں سب کی فہرست مرتب کرنا مشکل ہے، بہت سی کتابوں کا ذکر ہم نے تاریخ الحدیث میں کیا ہے، ایک یوروپین فاضل نے تمام تصانیف حدیث کا تخمینہ بحوالہ کتاب ایام ف النبلاع و ڈکشنری آف اسلام (۱۴۶۵) بیان کیا ہے، (احادیث اہل اسلام مصنفہ پادری ڈبلیو گولڈ) یہ تخمینہ غالباً اٹھارہویں صدی عیسوی تک کا ہے، اب اس تقریباً ڈیڑھ سو برس کے عرصہ میں کس قدر تصانیف ہوئیں اس کا کوئی اندازہ نہیں، ہندوستان میں جو چند تصانیف ہوئیں ہیں ان کے نام مجھے معلوم ہیں۔

بذل المجہود فی حل ابی داؤد مصنفہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری۔
شرح ترمذی۔ مصنفہ مولوی اشفاق الرحمن کاندہلوی۔
فتح الملہم شرح صحیح مسلم مصنفہ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی۔
تعلیق الصبیح شرح مشکوۃ المصابیح مصنفہ مولانا محمد ادریس کاندہلوی
اربعین اعظم مؤلفہ راقم السطور۔

مگر تمام تصانیف کے اعتبار کا وہی معیار ہے کہ ائمہ ستہ کے شرائط پر ہوں اور سلف صالحین کے موافق

شرائط امام اعظم

حدیث کی جانچ دو طریقوں سے ہوتی تھی، ایک اصول درایت، دوسرے اصول روایت، اصول درایت قرآن وحدیث وتعامل صحابہ سے ماخوذ ہیں، ان پر تو ہر امام حدیث کو جانچتا ہی تھا اس میں تو گفتگو کی ضرورت ہی نہیں، اصول روایت میں ائمہ میں اختلاف ہے، ہر ایک نے قبول روایت کے لئے اپنے اپنے اصول مقرر کئے ہیں، سب سے زیادہ سخت اس معاملہ میں امام ابو حنیفہ تھے اور اسی وجہ سے وہ متشدد مشہور تھے، شیخ وکیع بن الجراح محدث (استاد امام بخاری) کا قول ہے کان ابوحنیفۃ اورع فی الحدیث (امام ابو حنیفہ حدیث قبول کرنے میں بہت محتاط تھے) امام صاحب کی شرائط کو سخت پاکر محدثین نے ان کی شرائط سے اختلاف کیا ہے، حافظ ابن کثیر کا قول ہے کہ ایسی جانچ کی صورت میں قلت روایت کا خوف ہے (فتح المغیث)

روایت مع الدرایت امام صاحب کو جو رتبہ خصوصی حاصل ہے وہ کسی اہل روایت کو نصیب نہیں ہوا، امام صاحب کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ امام صاحب نے بعض حدیثیں تو خود جلیل القدر اصحاب مثل حضرت انس وحضرت عبداللہ بن ابی اوفی وحضرت واثلہ بن اسقع وغیرہم سے جنکی تعداد (۲۴) تک بیان کی گئی ہے روایت کی ہیں اور اکثر روایتوں میں امام صاحب اور صحابی کے درمیان ایک جلیل القدر تابعی مثل عکرمہ وقتادہ ونافع وسالم وسلیمان بن یسار وزہری وربیعہ رائی ومحمد بن منکدر وحسن بصری وحمید الطویل ومکحول وغیرہ ہیں اور بعض روایتوں میں دو مشہور تابعی ہیں، چونکہ امام صاحب خود تابعی اور مشاہیر ائمہ خیر القرون میں سے ہیں اس لئے حدیث کی جانچ اور تحقیق کے لئے زیادہ احق ہیں لیکن امام صاحب کی شرائط سخت ہیں اور دیگر ائمہ حدیث کے شرائط ان کے مقابلہ میں بہت نرم ہیں اسلئے محدثین نے انہیں

کو اختیار کیا ہے۔

شرائط

(۱) راوی درجہ اول کے رواۃ میں سے ہو (۲) روایت باللفظ ہو (۳) اگر مستملی کی زبان سے روایت سنی ہو تو حل ثنا کے لفظ سے روایت نہ کی جائے (۴) جن محدثین کے پاس تحریری ذخیرہ ہو اگر ان کو حدیث کا ہر حرف محفوظ ہے تو زبانی روایت کریں ورنہ بوقت روایت تحریر کو سامنے رکھیں (۵) اس زمانہ تک جو روایت بالمعنی ہو چکی تھی ان کو اس شرط پر قبول کرتے تھے کہ راوی فقیہ ہو ورنہ کم از کم ثقہ و عدول و صدوق ہو اور وہ روایت بروئے درایت صحیح ہو (۶) روزانہ کے معاملات و عبادات کے متعلق اگر کوئی خبر واحد بیان کیجائے تو اس پر شہادت ہو۔ اگر معتبر شہادت نہ ہو تو وہ بروئے درایت صحیح ہو کیونکہ روزمرہ کے اعمال سے اکثر صحابہ کا واقف ہونا ضروری ہے۔ پھر خبر واحد کیسی؟

شرائط ائمہ ستّہ

آسان طریق روایت کی جانچ کا یہ ہے کہ روایت کو شیخین کی شرائط پر دیکھا جائے شیخین نے روایات کی جانچ ایسی صحت و سختی سے کی ہے کہ اس میں غلطی کا احتمال مشکل ہے۔

غیروں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ سر ولیم میور نے لکھا ہے۔

"یہ تو ظاہر ہے کہ محدثین کسی قسم کی تنقید کو کام میں لاتے تھے اور وہ بھی ایسی سختی سے" (لائف آف محمد)

یہ شرائط اصول الروایت سے متعلق ہیں، ہر محدث کو اپنی کتاب میں اپنے سلسلہ روایت کے درست کرنے کی فکر ہوتی تھی کہ وہ کن شرائط پر روایت کو قبول کرتا ہے، اصول درایت سے جانچنے کے بعد پھر وہ اپنے شرائط کے موافق روایت کو جانچتا تھا۔

شرائط امام بخاری (۱) حدیث متصل الاسناد ہو (۲) طول ملازمت یعنی راوی اپنے شیخ کے پاس سالہا سال رہا ہو (۳) راوی طبقہ اولیٰ کا مشہور ثقہ ہو (۴) راوی سے مروی عنہ کی ملاقات ثابت ہو۔

شرائط امام مسلم (۱) حدیث متصل الاسناد ہو (۲) تمام رواۃ ثقات ہوں۔ (۳) رواۃ ہمعصر ہوں (۴) رواۃ مشہور ہوں (۵) شذوذ و علت نہ ہو۔

شرائط امام ابوداؤد و امام نسائی (۱) جو حدیث صحیحین میں ہو (۲) جو حدیث

موافق شرط صحیحین ہو (۳) وہ حدیث جس کے ترک پر اجماع ہوا ہو۔ اور اسکی سند متصل ہو اور صحیح ہو مرسل و منقطع نہ ہو (۴) جو روایت طبقہ رابعہ کے علاوہ رواۃ سے مروی ہو (۵) شواہد و متابعات کے لئے وہ حدیثیں بھی امام ابو داؤد قبول کر لیتے تھے جو ضعاف و مجہول سے مروی تھیں

شرائط امام ترمذی (۱) جو حدیث صحیحین میں ہو۔ جو حدیث موافق شرائط شیخین ہو (۳) امام ابو داؤد و امام نسائی نے جو حدیث نقل کی اور اسکی علت ظاہر کر دی۔ (۴) جو حدیث بعض فقہا کا معمول رہی ہو (۵) وہ حدیث جس کا مضمون اس حکم کے موافق ہو جس پر عمل ہوتا رہا ہو، (۶) ان ثقات کی روایت جن پر جرح ہوئی ہو (۷) ان رواۃ کی روایت جن پر جرح ہوئی لیکن ان کی تعدیل بھی ہوئی۔

شرائط امام ابن ماجہ (۱) جس کو ائمہ خمسہ نے لیا۔ (۲) جو ائمہ خمسہ کی شرائط پر ہو۔ (۳) جس کو معتبر علما بیان کرتے اور عمل کرتے رہے ہوں (۴) طبقہ چہارم کے قسم دوم کے علاوہ رواۃ کی وہ روایات جو بعد جانچ صحیح ثابت ہوں۔

ضابطہ قبول حدیث

ائمہ سلف نے قبول حدیث کے لئے یہ ضابطہ قرار دیا ہے۔

(۱) وہ حدیثیں قبول کیجائیں گی جو بخاری و مسلم دونوں کی متفق علیہ ہوں (۲) جنکی تخریج امام بخاری نے کی ہے (۳) جن کی تخریج امام مسلم نے کی ہے۔ (۴) جو موافق شرائط شیخین کے ہوں (۵) جو امام بخاری کی شرط کے موافق ہو (۶) جو امام مسلم کی شرائط کے موافق ہو (۷) جو کتب صحاح ستہ میں ہو۔ (۸) جو ائمہ ستہ کی شرائط کے موافق ہو۔

قرون ثلاثہ

قرون ثلاثہ (تین زمانے) ان کو خیر القرون (بہترین زمانے) کہا جاتا ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم (تمام زمانوں میں سے میرے زمانہ کے لوگ اچھے ہیں پھر اس کے بعد والے پھر اس کے بعد والے)

سلف صالحین نے قرون ثلاثہ کی اس طرح تقسیم کی ہے۔

قرن اول۔ بعثت رسول کریم سے ۱۱۰ھ تک۔ یہ زمانہ عہد رسالت و عہد صحابہ کہلاتا ہے

قرن دوم۔ ۱۱۰ھ سے ۱۷۰ھ تک یہ عہد تابعین کہلاتا ہے۔

قرن سوم سنہ ۱۷۱ھ سے سنہ ۲۲۰ھ تک یہ عہد تبع تابعین کہلاتا ہے۔

قرن ثالث کے متعلق اختلاف ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے قرن ثالث کو سنہ ۲۶۰ھ تک وسعت دی ہے، سنہ ۲۲۰ھ تک تو کچھ شبہ نہیں، بوجہ اختلاف یعنی سنہ ۲۲۱ھ سے سنہ ۲۶۰ھ تک کے زمانہ کو عہد اختلافی کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ قرون ثلاثہ کے بعد کے زمانے کے متعلق حضور کا ارشاد ہے ثم یفشوا الکذب، پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔

ہم نے اس کتاب میں علماء، ومفسرین ومحدثین ومصنفین کے ذکر میں یہ اصول رکھا ہے کہ قرن اول کے رجال قرن دوم کے شروع ہونے تک یعنی سنہ ۱۱۰ھ تک جنکی وفات ہوئی وہ قرن اول کے رجال تھے، اسی طرح قرن دوم کے رجال سنہ ۱۷۰ھ تک، قرن سوم کے رجال سنہ ۲۲۰ھ تک، عہد اختلافی کے رجال سنہ ۲۶۰ھ۔

اس لئے رجال خیر القرون کا خاتمہ سنہ ۲۶۰ھ تک ہے۔ اگر تلاش کیا جائے تو اس کے خلاف کم مثالیں مل سکیں گی۔ بجز صحابہ کے بیان رجال میں ترتیب باعتبار سن وفات رکھی ہے،

خاتمہ

خداوند ذوالجلال کا کس منہ سے شکر ادا کروں کہ اس نے دین متین کی ایک اہم وضروری وجدید ومفید خدمت مجھ ناچیز عاصی سے لی ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنم ؛ منت ازو شمر کہ بخدمت بداشتت

جب میں تاریخ حدیث کی تصنیف سے فارغ ہوا تو والد ماجد نے چند مسودات حوالے فرما کر تاریخ علم التفسیر کے لئے ارشاد فرمایا۔ جن کو بعد ترتیب واضافہ کثیر مدون کر کے پیش کیا ہے۔

مجھکو باوجود تلاش وسعی بسیار اردو وفارسی میں تاریخ تفسیر کے متعلق کوئی کتاب دستیاب نہیں ہوئی، مختلف کتابوں میں کچھ مختصر مضامین ایسے نظر سے گذرے جن سے تاریخ تفسیر پر کسی قدر روشنی پڑتی تھی،

اُردو میں البیان فی علوم القرآن یعنی مقدمہ تفسیر حقانی میں مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی نے چند صفحات میں طبقات مفسرین کا ذکر کیا ہے۔

حیات المفسرین نام ایک رسالہ اُردو میں مولوی حکیم محمد ابراہیم بہاری کا ہے جس میں چند مفسرین کے مختصر حالات ہیں۔

فارسی میں ایک رسالہ اکسیر فی اصول التفسیر نواب صدیق حسن خان کا ہے جس میں کتب تفسیر اور مفسرین کا مختصر ذکر ہے۔

بس اُردو فارسی میں اسی قدر سواد میرے ہاتھ لگا۔ باقی عربی کتب کی امداد سے یہ کتاب مرتب ہوئی۔ اُن تمام کتابوں کی فہرست نقل کرنا ضروری نہیں معلوم ہوتا جن سے یہ سواد حاصل کیا گیا ہے، اکثر موقع بموقع حوالے درج ہیں، باقی علما اور قارئین کرام کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ یہ صدہا کتابوں کا عطر ہے۔

علم تفسیر کی تاریخ اگر کما حقہ لکھی جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہوں میں بعض مشکلات کی وجہ سے اختصار پر مجبور ہوا ہوں۔

بہر حال میں نے داغ بیل ڈالدی ہے، اب دوسرے دعویداروں کو موقع ہے کہ ہو سکے تو اس پر زیادت کریں ؎

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

اُردو زبان ہندوستان میں اقبال اسلام کی یادگار ہے اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُردو کے خزانے کو ہر قسم کے جواہر سے مالا مال کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں کم مسلمان ایسے ہیں جو عربی کتب سے کما حقہ استفادہ کر سکتے ہیں اس لئے جو علوم اساس دین ہیں ان کا اُردو میں ترجمہ ہونا ضرور ہے۔ والد ماجد مدظلہ نے اسی خیال سے اوّل تاریخ الفقہ تصنیف فرمائی پھر تاریخ حدیث اس خاکسار سے تالیف کرائی، اب یہ تاریخ تفسیر ہے۔ مجھ سے جو کچھ ہو سکا برادران اسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ؎

بتقدیم و تاخیر بر من مگیر   کہ باشد نویسندہ را ناگزیر

مجھ سے جہاں تک ہو سکا ہے تحقیق و تفتیش و صحت سے واقعات کو لکھا ہے مگر بندہ بشر ہے بھول چوک اس کے خمیر میں ہے اگر قارئین کرام کو کوئی غلطی معلوم ہو تو خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ مجھکو اپنی بے بضاعتی کا خوب احساس ہے اسلئے غلطی پر مصر نہوں گا، دوسری اشاعت میں شکریہ کے ساتھ تصحیح کردوں گا۔

رب کریم بطفیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسکو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع پہونچائے اور اعلیحضرت میر عثمان علیخان بہادر شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے عمر و صحت۔ اقبال و اولاد، ملک و مال میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے،

مسلمانوں کو صراط مستقیم پر قائم رکھتے ہوئے دینی و دنیوی ترقی نصیب فرمائے ؎

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اللھم اھدنا فیمن ھدیت وعافنا فیمن عافیت وتولنا فی من تولیت وبارک لنا فیما اعطیت وقنا شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک وانہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرک ونتوب الیک وصلے اللہ علی النبی الکریم

شد ختم بر حدیث تو آخر بیان ما

باشد نگین نام تو مہر دہان ما

تمت

قطعہ تاریخ طبع

از

جناب مولوی فخر الدین احمد صاحب (علیگ) سیوہاروی ڈپٹی مجسٹریٹ بہادر ضلع ھردوئی

آن صارم خجستہ سیر فاضل زمان
بر لیست چون ز فضل و ہنر نقش این چنین

فکر سنین طبع بیجیری چو شد مرا
هاتف ز غیب ندا - ارمغان دین

۱۳۵۶

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

میر محمد کتب خانہ کی چند قابل قدر مطبوعات معہ نادر اضافات مفیدہ

دیوان حماسہ (باب الادب) مع ترجمہ و تحقیق، ترجمہ ذوالفقار علی

دیوان متنبی معہ شرح اردو۔ از مولانا مفتی نظام الدین صاحب

دیوان متنبی (عربی) بحواشی جدیدہ۔ حاشیہ: مولانا محمد اعزاز علی

دیوان متنبی (درسی) از مولانا اعزاز علی۔

رکن الدین اصلی عکسی مکمل۔ مؤلفہ: مولانا رکن الدین نقشبندی

سبع معلقات مع شرح اردو۔ مؤلفہ: مولانا محی الدین صاحب

سراج المعانی اردو شرح جامی۔ مترجمہ: مولانا مفتی نظام الدین صاحب۔ حاشیہ: مفتی شمس الرحمن شمسی حقانی۔

سلاطین مصر تالیف: حکیم سید شمس [illegible]

سلف و اکابر کا طریق مطالعہ و تدریس اور ان کا علمی انہماک۔ از شیخ الحدیث مفتی فضل الحق امینی۔

شرح مفید الطالبین مع حل ترکیب (اردو)۔ تالیف: حبیب الرحمن الخیرآبادی

شمائل ترمذی (مع شرح اردو) خصائل نبوی ترجمہ و شرح: مولانا محمد زکریا

التسہیل الضروری شرح اردو مختصر القدوری۔ شارح: مولانا محمد حنیف گنگوہی

صدر البیان اردو شرح دیوان امام شافعی فراہی۔

طب نبوی کلاں۔ امام ابن قیم الجوزیہ۔ ترجمہ: حکیم عزیز الرحمن اعظمی۔

عربی کا معلم کامل سیٹ معہ کلید۔ از مولانا عبد الستار خان۔

عطر الوردہ فی شرح البردہ۔ مترجم: مولانا ذوالفقار علی۔

عقد الفرائد علی شرح العقائد (عربی، اردو) شارح اردو: مولانا محمد علی بن مفتی اسعد علی۔

عقد اللآلی (شرح اردو) کتاب الطیبون۔ تالیف: ابو طاہر محمد عبد الشکور

علم الصرف۔ تالیف: مولانا مشتاق احمد چرتھاولی۔

علم العروض مع اردو شرح۔ از مولانا سید عبد الاحد قاسمی۔

عین الہدایہ۔ بڑے سائز والا معیاری ایڈیشن۔ از: مولانا سید امیر علی۔

طلبا عزیز اور علما کرام کے لئے بے نظیر تحفہ۔

فتاوی دار العلوم دیوبند (مبوب و مدلل) اعلیٰ ایڈیشن۔ تالیف: مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب۔

مجموعہ فتاوی عبد الحی (اردو) مبوب امتیازی ایڈیشن۔ مؤلفہ: مولوی عبد الحی لکھنوی۔ معہ اضافہ حواشی مفیدہ۔

فقہ الہدایہ ترجمہ و شرح اردو شرح وقایہ [illegible]

فوائد منثورہ در تحقیق کلمات مشہورہ از مولانا [illegible] صاحب

فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ (فارسی، اردو) تالیف: شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

الفوائد البہیۃ شرح الدرۃ المضیئۃ۔ تالیف: ابو الحسن اعظمی

فیض الکلام از مولانا فیض احمد صاحب۔

فیوض عثمانی شرح اردو [illegible] مولوی [illegible]

قدسی تصورات (شرح اردو [illegible])۔ تالیف: مولانا محمد حنیف صاحب [illegible]۔

قصص القرآن (مکمل) تالیف: مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہاروی

قطبی تصورات شرح اردو قطبی۔ از: مولانا محمد اسلام الحق صاحب

القلائد الجوہریۃ فی جید (مقدمہ شرح جزریہ مع تحفۃ الاطفال) مؤلفہ: استاذ القراء [illegible] سید احمد الاعزاز [illegible]۔

قند خامہ شرح پند نامہ۔ از: مولانا محمد سلطان صاحب۔

کتاب التوحید (معہ اردو ضمیمہ) تالیف: شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب

کتاب الوسیلہ تالیف: امام ابن تیمیہ۔ ترجمہ: مولانا عبد الرزاق صاحب

کفایۃ النحو معہ شرح اردو ہدایۃ النحو۔ مصنف: مولانا محمد حیات سنبھلی

کیمیائے سعادت مصنف: امام محمد غزالی۔ مترجم: مولانا فخر الدین احمد صدیقی

الامثلۃ المختلفۃ (مع شرح و ترجمہ) المثال۔ مصنف: مولانا محمد حبیب الرحمن

تفصیلی فہرست کتب مفت طلب فرمائیں